نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت حضرت میری پہچان ہے سبحان اللہ
یہی دنیا یہی ایمان ہے سبحان اللہ
میں گنہگار و خطا کار مگر اس کی یاد
مہرباں مجھ پہ یہ ہر آن ہے سبحان اللہ
جو بنو سعد کے ریوڑ کا محافظ تھا کبھی
دونوں عالم کا نگہبان ہے سبحان اللہ
جو چٹائی پہ جھکائے ہوئے سر بیٹھا ہے
دین و دنیا کا وہ سلطان ہے سبحان اللہ

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج کی کارروائی کا آغاز تحاریک استحقاق سے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 26 سید حسن مرتضیٰ کی ہے۔ یہ 20 تاریخ کو move ہوئی تھی اور یہ جواب کے لئے pending تھی۔ جی وزیر قانون! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

ڈی ڈی او (آر) چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ
(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے اور آپ mover سے پوچھ لیں کہ کیا وہ اس کو press کر رہے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں کرن لئی تے دتی اے۔ میں نے press کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو جواب دیا ہے میں اس کے arguments میں تو نہیں جاتا لیکن جو انہوں نے آخر میں یہ کہا ہے کہ وہ ان سے بیٹھ کر اس معاملے کو سلجھانے اور اگر ان کی اس بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو تو وہ معذرت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر معزز محرک اس بات کا موقع دیتے ہیں تو میں اپنے آفس میں اس معذرت کا یا ان کی آپس میں بات کا انتظام کروانے کے لئے تیار ہوں اور اگر یہ اس کے لئے بھی تیار نہیں ہیں تو آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں ایک موقع دے دیا جائے۔ شاہ صاحب! آپ مل لیں اگر آپ کی غلط فہمی دور ہو جاتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تیار ہوں اس میں غلط فہمی کوئی نہیں ہے۔ رانا صاحب خود سن لیں اگر یہ محسوس کریں کہ ان کی غلطی ہے تو جیسا یہ کہیں کر لیتے ہیں اور یہ جب ٹائم دیں بیٹھ جاتے ہیں۔ مزید اس کو pending فرما دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ ان سے ٹائم طے کر لیں۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈی پی او شیخوپورہ کے خلاف شہریوں کا احتجاج

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضلع شیخوپورہ میں، D.P.O شیخوپورہ کی سربراہی میں ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ میرے حلقہ میں دو F.I.Rs lodge کی گئی ہیں اور ملاحظہ فرمالیں کہ ایک F.I.R اس طرح lodge ہوئی ہے کہ جو aggrieved persons تھے وہ رات کے بارہ بجے D.P.O شیخوپورہ کی رہائش گاہ پر آئے اور ان سے احتجاج کیا۔ D.P.O صاحب کی نیند میں خلل پڑ گیا تو انہوں نے اس وقت تھانہ بھکھی کے ملازمین کو بُلا کر ان کو موقع پر arrest کروا دیا، 454/9 جرم 186/353/395 ایف آئی آر lodge کروا دی گئی اور موقع پر پندرہ لوگوں کو گرفتار کروا دیا گیا۔ اس سے زیادہ ظلم و ستم اور کیا ہو سکتا ہے جو D.P.O شیخوپورہ اس وقت کر رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس معاملے کی باقاعدہ انکوائری کروائی جائے، لوگ جیلوں میں بند سڑ رہے ہیں۔ ہم نے تو ان کی تنخواہیں بھی بڑھا دی ہیں، اگر D.P.O شیخوپورہ کا یہ رویہ ہے تو لوگوں نے احتجاج کرنے کس کے پاس جانا ہے؟ اگر ماتحت عملہ غنڈہ گردی اور پولیس گردی کرتا ہے تو لازمی طور پر head of the institution کے پاس جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب وزیر قانون! ہمارے معزز ممبر نے کافی serious point raise کیا ہے اور یہ آپ سے مل لیں گے ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ چونکہ یہ ہاؤس میں معاملہ raise ہوا ہے تو ہاؤس کو بھی اس بارے میں inform کر دیجئے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ آج سالانہ بجٹ برائے سال 2010-2009 پر بحث کا آخری دن ہے اور آخر میں وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گے۔ واضح رہے کہ آج کے دن کے لئے میرے پاس 73 معزز اراکین کی فہرست موجود ہے۔ اراکین سے استدعا ہے کہ مختصر وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ آخر میں وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گے۔ یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ اگر وقت کی قلت کے باعث کسی معزز رکن کو آج تقریر کا موقع نہ مل سکا تو وہ ضمنی بجٹ پر عام بحث کے روز یعنی مورخہ 27۔ جون 2009 کو تقریر کر سکتے ہیں۔ اب کارروائی کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ میں جناب محمد وارث کلو کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کل جب ہاؤس شروع ہوا تو آپ کا پہلا نمبر تھا جس طرح وارث کلو صاحب ٹائم پر نہیں آئے کل آپ بھی ٹائم پر نہیں آئے تھے، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ میں بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے پھر ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر سے ان ممبران کا حق مارا جائے گا جنہوں نے آج تقاریر کرنی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بجٹ پر عام بحث ہے، کوئی سیمینار نہیں ہے۔ جھٹکا نہ کیا جائے۔ گزشتہ سال بھی دن بڑھا دیئے گئے تھے اور ہر روز کے دو دو سیشن بھی ہوئے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کیا قباحت ہے کہ ہم چار دن ہی لیں گے اس کے دن کیوں نہیں بڑھا سکتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ حکومتی بنچوں سے ہیں۔ یہ بات آپ کو یہاں کرنے سے پہلے باہر بیٹھ کر بات کرنی چاہئے تھی۔ جو فیصلہ سب نے مل کر کیا ہے ہم اس کو ہی follow کر رہے ہیں۔ اب جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز ممبران میری گزارش سن لیں کہ اگر ہم صبح صبح پوائنٹ آف آرڈر شروع کر لیں گے تو 73 کی لسٹ ہم کیسے مکمل کریں گے؟ This is the last point of order اس کے بعد میں لسٹ کو شروع کروں گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کل کے "نوائے وقت" اخبار میں مولانا اجمل نیازی صاحب نے ایک کالم لکھا ہے، بے شک وہ سیٹیں ہمیں ایک آمر نے دیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی، وہ ہمیشہ liberal اور progressive کالم نگار رہے ہیں انہوں نے یہ خواتین کے بارے میں ڈیش ڈیش ڈیش، میں یہاں ایوان میں یہ بات نہیں کرنا چاہتی جو انہوں نے لکھا آپ اس کو غور سے پڑھیں۔ یہ میرے لئے قابل شرم بات ہے کہ گھر میں بہن بھائی بھی آپس میں لڑ پڑتے ہیں کیا بہن بھائیوں کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے؟ ایوان میں بھی اس طرح کی باتیں ہو جاتی ہیں لیکن انہوں نے جو خواتین کے بارے میں الفاظ استعمال کئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ پورے ملک کی عورتوں کو دیوار سے لگانے کے برابر ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جو انہوں نے لکھا ہے اس پر نوٹس لیا جائے اور مولانا نیازی صاحب سے مجھے تو اُمید ہی نہیں تھی، ہمیشہ انہوں نے ہماری جدوجہد کی تعریف کی ہے، جب پولیس نے لاٹھی چارج کیا تو انہوں نے خواتین کی حوصلہ افزائی کی، جب ہم جیلوں میں گئے تو وہ ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ مگر کل کے کالم سے لگتا ہے کہ پتا نہیں وہ کون سے ہاتھ ہیں جو ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، جو ہمیں اسمبلی کی سیٹوں سے نکال کر، لوکل باڈیز سے نکال کر گھر بٹھانا چاہتے ہیں۔ آپ اس پر توجہ دیں بہت سے لوگوں

اور بہت سی خواتین نے اس کو بہت بُرا محسوس کیا ہے چاہے، وہ کسی بھی پارٹی کی عورت ہو اگر وہ گھر کے آنگن سے پارلیمنٹ میں آئی ہیں تو ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ آپ ان کو discourage کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، پلیز! مجھے ہاؤس چلانے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن نے جس کالم نگار اجمل نیازی سے متعلق بات کی ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ میڈیا اور پریس ایک آئینے کی طرح ہے، جیسی ہماری صورت ہو گی یقیناً وہ ویسے ہی دکھائے گا اور ان کی اپنی بات سے بھی یہ ثابت ہوا کہ ان موقعوں پر اور جن موقعوں پر ان کا کام، ان کی جدوجہد اس طرح سے تھی کہ اس کو سراہا جاتا، اس کی تعریف کی جاتی تو انہوں نے تعریف بھی کی تو میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت میڈیا proactive ہے اور اس وقت میڈیا جس طرح سے ہر چیز کو cover کر رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے رویوں میں ایسی تبدیلی لانی چاہئے، بجائے اس کے کہ ہم کسی اور کے اوپر تنقید کریں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں خود اپنے آپ کو اس سے confront کرنا چاہئے اور اس سے متعلق جو بات ہمارے سامنے آئے اس کے مطابق ہمیں اپنے آپ کو درست کرنا چاہئے۔ جس واقعے سے متعلق انہوں نے لکھا ہے، جس واقعے سے متعلق میری بہن نے بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے نے یا اس طرح کا کوئی بھی واقعہ اگر دوبارہ ہوا تو وہ ہماری عزت میں اضافہ نہیں کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پھر میں اس لسٹ کو چھوڑ دیتا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کچھ لوگ پنجاب اسمبلی کے باہر کھڑے ہوئے ہیں شاید وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی یہاں دادرسی کریں گے اور ہم ان کی بات سُنیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میرا خیال ہے آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اور جو بھی point ہے آپ انہیں بتا دیں اگر important ہوا تو ہم دیکھ لیں گے۔ .Let me go ٹھیک ہے؟ جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! باہر مجمع لگا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب کو مل لیں ناں۔ ان سے بات کر لیں جو بھی ہے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ جی، محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

MST SEEMAL KAMRAN: Thank you very much Mr. Speaker

سب سے پہلے میں محکمہ خزانہ، سیکرٹری خزانہ، بجٹ آفیسرز اور سیکرٹریٹ اسسٹنٹس کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ جنہوں نے یہ سرکار دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ .Sir, I am talking to you

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کیا فرما رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دوبارہ سے میرا ٹائم سٹارٹ کیجئے گا۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ سب سے پہلے میں محکمہ خزانہ، بجٹ آفیسرز اور سیکرٹری خزانہ اور سیکرٹریٹ اسسٹنٹس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ جنہوں نے یہ سرکار دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ:

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس دور کے سلطان سے کوئی بھول نہیں ہوئی بلکہ دانستہ طور پر ایک blunder ہوا ہے اور وہ blunder ہے جس کو بجٹ کا نام دیا گیا ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ یہ غریب دوست اور عوام دوست بجٹ ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ صرف سلطان دوست بجٹ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہاں کوئی سیاسی تقریر نہیں کرنا چاہتی، میں صرف جو بجٹ کا اصل آئینہ ہے وہ دکھانا چاہتی ہوں۔ ہمارا پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی

حیثیت رکھتی ہے۔ظاہری طور پر تو اس بجٹ میں زراعت کے لئے extra بجٹ مختص کیا گیا ہے لیکن کیا وہ بجٹ کسان کے لئے ہے، کیا وہ بجٹ کاشتکار کے لئے ہے، کیا وہ بجٹ زراعت کی ترقی کے لئے ہے ؟ نہیں ، وہ بجٹ محکمہ زراعت اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے administrative issues کے لئے ہے، ان کی تنخواہوں کے لئے ہے۔کسان ہم سب کے لئے خوراک مہیا کرتا ہے لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس کسان کو اپنا تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں مل رہا۔ زراعت سے related ٹیکسٹائل انڈسٹری بُری طرح سے بحران کا شکار ہو چکی ہے۔ ہمارے کسان نے جو چاول اگائے ان کو بین الاقوامی منڈیوں میں سستے داموں فروخت کیا گیا۔انڈین ایکسپورٹرز نے ان کو اپنے تھیلوں میں ڈال کر ہمارے باسمتی پر اپنا لیبل لگا کر انٹرنیشنل مارکیٹ میں مہنگے داموں فروخت کیا۔بہت افسوس ہے کہ ایک طرف سے تو گندم کا دانہ دانہ خریدنے کی باتیں کی جارہی ہیں اور دوسری طرف جب ہمارا کسان گندم اگا کر بیچنے کے لئے جاتا ہے، وہ باردانہ لینے کے لئے جاتا ہے، وہ بیج لینے کے لئے جاتا ہے تو اس سے فردملکیت مانگی جاتی ہے۔

جناب والا! انتہائی ادب کے ساتھ کہ آپ کا تعلق بھی ایک زمیندار گھرانے سے ہے، میرا تعلق بھی ایک زمیندار گھرانے سے ہے، آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتی ہوں کہ پٹواری بادشاہ سے فرد لینا کوئی معمولی بات نہیں ہے، کبھی بھی کسی پٹواری نے رشوت کے بغیر فرد نہیں دی۔یہ کس قسم کی good governance ہے جس کا دعویٰ کیا جارہا ہے ؟ پچھلے تین دن سے میں یہاں پر سُن رہی ہوں کہ گندم کی جو bumper crop ہے اس کا کریڈٹ لینے کی کوششیں کی جارہی ہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جو مرضی کریڈٹ لے لے۔یہاں میں ایک بات کی وضاحت کرتی چلوں کہ واٹر چینلز کا نظام، مضبوط آبپاشی کا نظام کسی خادم اعلیٰ نے introduce نہیں کروایا تھا، یہ پرویز الٰہی نے introduce کروایا تھا اور یہ اسی کے ثمرات ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صحت کے بجٹ میں considerable اضافہ دکھایا گیا ہے۔ میں پھر انتہائی ادب کے ساتھ وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ اضافہ غریب کے لئے ہے، کیا یہ اضافہ مریض کے لئے ہے ، کیا یہ اضافہ ادویات کی فراہمی کے لئے ہے ، کیا یہ اضافہ medical equipment کے لئے ہے ؟ نہیں ، یہ اضافہ ٹرانسپورٹ کے لئے ہے ، یہ اضافہ ائیر کنڈیشنرز کے لئے ہے، یہ اضافہ گاڑیوں کے لئے ہے اور محکمہ کی تنخواہوں کے لئے ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس ملک

میں بجلی نایاب ہو وہاں وزیر خزانہ صاحب ائیر کنڈیشنر کیسے چلائیں گے؟ یہ وہ ملک ہے جہاں پر ہر دسواں بندہ ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہے اور عالم افسوس یہ ہے کہ یہاں پر سرکاری ہسپتالوں میں نہ تو تشخیص، طریقہ علاج اور نہ اس کے وسائل فراہم کئے گئے ہیں۔ ہیپاٹائٹس وہ موذی مرض ہے جس کا شکار mostly ہمارا غریب طبقہ ہے۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں چونکہ ہیپاٹائٹس کی تشخیص کا صرف ٹیسٹ ہی 80 ہزار سے ساڑھے 3 لاکھ روپے میں cost ہوتا ہے تو تمام ہسپتالوں میں حکومت کی طرف سے ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور اس کے علاج کے لئے latest laboratories مہیا کی جائیں۔ اس وقت دہشت گردی اور extremism ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا المیہ ہے اور میں بہت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہہ رہی ہوں کہ جب کوئی سانحہ پیش آتا ہے تو ہمارے حکمران میڈیا کے سامنے points تو score کر لیتے ہیں، فوراً مذمت تو کر دیتے ہیں اگلے دن لمبے لمبے بیان تو چھاپ دیتے ہیں، on grounds کیا ہے، حقیقت کیا ہے؟ یہ میرے personal مشاہدے کی بات ہے اور جس دن آپ کہیں گے میں وہ لوگ یہاں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ایمرجنسی میں، میں کسی چیچہ وطنی یا ملتان کی بات نہیں کر رہی، میں لاہور کے سروسز ہسپتال کی بات کر رہی ہوں وہاں پر مریضوں کو ایمرجنسی میں ہوتے ہوئے باہر سے دوائیاں لانے کے لئے کہا گیا اور وہ مریض، وہ ہمارے معصوم اور بے گناہ شہری جو اس سانحے کا شکار ہوئے ان کے آنسو نہیں پونچھے گئے، ان کے زخموں پر مرہم نہیں رکھی گئی، ان کی دادرسی نہیں کی گئی بلکہ ان کے cheque bounce ہو گئے ہیں ان کی تذلیل کی گئی ہے، ان کی بے بسی کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔ ایک طرف سے تو دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہم ایجوکیشن میں وہ ریفارمز لے کر آئیں گے کہ قائد اعظم اور علامہ اقبال کا خواب پورا ہو گا۔ پرویز الٰہی نے تو پڑھے لکھے پنجاب کا خواب دیکھا تھا لیکن آج کے وزیر اعلیٰ ان پڑھ اور جاہل پنجاب کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہم تو expect کرتے تھے کہ اس دفعہ ایجوکیشن کا بجٹ increase % 100 ہو گا اور اگر میں نے یہ expect کیا ہے تو یہ کوئی غلطی نہیں ہے، یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے اگر پچھلے دور میں 50 سے 72 فیصد تک اضافہ ہو سکتا تھا تو خادم اعلیٰ increase % 100 کیوں نہیں لا سکتے؟ دانش سکول کی بات کی جا رہی ہے سب سے پہلے مجھے یہ clarification چاہئے کہ دانش سکول co-education ہے یا صرف لڑکوں کے لئے ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ دانش سکول کی بات کرنے والے ایجوکیشن کے بجٹ

میں کمی کر کے ایک غیر دانشمندانہ بات کر رہے ہیں اس طرح سے صوبے میں turn out کی شرح بڑھے گی۔ حکومت ہمارے بچوں کو تعلیم دینے کی بجائے Aitchison programme revival پر عمل کر رہی ہے جو کہ انتہائی شرمناک بات ہے۔ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ کے نام پر سیاست چمکائی جا رہی ہے۔ اربوں روپے تنوروں میں جھونکے جا رہے ہیں۔ یہاں پر آپ غربت میں کس طرح کمی کر لیں گے جب ہمارا کسان رو رہا ہے، جب ہمارا کاشتکار رو رہا ہے، ہمارا مزدور، ہمارا تنخواہ دار طبقہ، ہمارے ڈاکٹر اسمبلی کے باہر ہڑتالیں کرتے ہیں۔ وہ خودکشی کرنے کی کوششیں کرتے ہیں، غربت کا یہ عالم ہے اور اربوں روپے ہمارے حکمران صرف اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ سکیم پر اربوں روپے برباد کرنے کی بجائے یہ پیسے اس انڈسٹری پر لگائے جائیں جو بند پڑی ہے۔ یہ پیسے زراعت کی ترقی میں لگائے جائیں، جب تک ہمارا کسان خوشحال نہیں ہوگا تب تک ہماری معیشت بہتر نہیں ہوگی اور صوبہ میں سے غربت ختم نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر! ایک طرف سے تو بات کی جاتی ہے کہ عدلیہ کی تنخواہ میں تین گنا اضافہ کر کے ہم سستا انصاف اور فوری انصاف مہیا کریں گے تو دوسری طرف سرکاری ملازمین کو صرف پندرہ فیصد کا اضافہ دیا گیا ہے۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کے increase کے مطابق جو پہلے گریڈ ون کا بندہ ہے اس کی تنخواہ میں صرف ساڑھے چار سو روپے کا اضافہ ہوا ہے، کیا وزیر خزانہ صاحب مجھے یہ بتائیں گے کہ گھی کے تیل کے ڈبے کی اس وقت قیمت کیا جا رہی ہے؟ شاید ان کو ان چیزوں کا احساس نہیں ہے۔ آپ بات کرتے ہیں کہ سرکاری ملازمین کو پندرہ فیصد justified ہے جبکہ انٹرنیشنل سروے کے مطابق پاکستان میں غربت کی شرح 25 فیصد تک بڑھ چکی ہے اور below poverty line زندگی گزارنے والے تین کروڑ وہ لوگ ہیں جو پنجاب کے باسی ہیں، جو پنجاب میں رہنے والے ہیں۔ آپ سرکاری ملازمین کو ان کا حق نہیں دے رہے اور دوسری جانب گریڈ 19 سے گریڈ 22 تک کے آفیسروں کو جو hardly کبھی اپنا فون خود سنتے ہی نہیں انہیں blackberry sets دیئے جا رہے ہیں، یہ کس قسم کی good governance ہے، ایک طرف آپ یہ claim کرتے ہیں کہ سادگی اپناؤ، وی آئی پی کلچر ختم کرو، یہ میں نہیں کہہ رہی ہوں، یہ بجٹ کی کتاب

آپ کے سامنے پڑی ہے،اس کو thoroughly آپ چیک کر لیں، تمام صوبائی محکموں میں ٹرانسپورٹ اور وہیکلز کی مد میں بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔یہ کس طرح سے آپ سادگی اپنا رہے ہیں اور یہ کس قسم کا وی آئی پی کلچر ہے جو آپ curtail کرنے کی باتیں کر رہے ہیں؟ یہ ہمارے لئے انتہائی افسوس کا مقام ہے۔

جناب والا!میری بہت سی بہنیں یہ بات کر چکی ہیں کہ اس پورے بجٹ میں خواتین کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے لئے ایسے ادارے قائم کئے جائیں جہاں خواتین کے لئے روزگار حاصل کرنے کے مواقع پیدا کئے جائیں۔ وہ ہنر سیکھ سکیں۔ان کے لئے ٹریننگ ورکشاپ، سیمینار arrange کئے جائیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکیں۔یہ ایک حقیقت ہے کہ خواتین تب تک ترقی نہیں کر سکتیں جب تک کہ وہ economically independent نہ ہو جائیں،جب تک ان کو financially strengthen نہ کر دیا جائے، میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلائی جائے اور معذور خواتین کے لئے تمام محکموں میں خصوصی کوٹا مختص کیا جائے۔

جناب والا!میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ پرویز الٰہی کے اصلاح آبپاشی پروگرام پر عملدرآمد کیا جائے اور یہ جو ٹاسک فورسیں کھول کر، غیر ضروری محکمے کھول کر صوبہ کی معیشت کو اور تباہ و برباد کیا جا رہا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ یہ معزز ایوان صلاحیتوں کے ساتھ بھرا پڑا ہے، ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے۔اس وقت ہمارے صوبہ کی معیشت ان تمام خرچوں کو برداشت کرنے کی متحمل نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہے، آج وہ امتحان اور فیصلے کی گھڑی ہے کہ اگر آج بھی ہم نے غلط فیصلہ کر لیا تو ہماری آنے والی نسلوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ میں صرف یہی کہنا چاہتی ہوں کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے زمانے کی نگاہوں نے
لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی

شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: .please no point of order دیکھیں! بڑی لمبی لسٹ ہے۔(قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیمرے کی آنکھ آپ کو دیکھ رہی ہے۔آپ انتہائی مطمئن اور پر امید نظر آ رہے ہیں۔کوئی خاص وجہ ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق پر گورنمنٹ نے اچھا reaction دیا ہے اس لئے میں مطمئن ہوں۔جی، جناب طاہر نوید صاحب!

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔ میں بجٹ 2009-10 پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد دیتا ہوں لیکن ایک بات بڑے دکھ اور افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے قومی پرچم میں جس کا by portion اقلیتوں کی نشاندہی کرتا ہے، انہیں ظاہر کرتا ہے لیکن اس ساری بجٹ تقریر میں کہیں پر ایک لفظ بھی اقلیت کے لئے نہیں لکھا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یناریٹی کا نمائندہ ہونے کے ناتے، یناریٹی کے مسائل کی نشاندہی کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔

جناب والا! 26۔مئی کو وفاقی گورنمنٹ نے شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے vision کو سامنے رکھتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کو سامنے رکھتے ہوئے اقلیتوں سے اپنا پیار دکھاتے ہوئے تمام وفاقی ملازمتوں میں اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا مختص کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کو، میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کو اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں وفاقی وزیر اقلیتی امور جناب شہباز بھٹی کو جن کی کاوشوں سے آج اقلیتوں کے لئے وفاقی ملازمتوں سے پانچ فیصد کوٹا مقرر ہوا ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا اور آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کو بھی یہ یاد دلاؤں گا کہ دسمبر 2008 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اقلیتوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اقلیتوں کے لئے صوبائی ملازمتوں میں بھی پانچ فیصد کوٹا مقرر کیا جائے گا۔ آج میں یہ پوچھتا ہوں کہ جب نئی بھرتی ہو رہی ہے تو کیا پنجاب گورنمنٹ اس کوٹے کا نوٹیفکیشن اس بھرتی کے بعد کرے گی؟

جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمیں جو ڈویلپمنٹ فنڈز دیئے جاتے ہیں، آج بھی آپ پورے پنجاب میں نظر دوڑا کر دیکھ لیں، جہاں کہیں بھی اقلیتی آبادی ہو گی، ان کی گلی ہو گی وہ تمام بنیادی سہولتوں سے محروم ہو گی اور ہمارے ڈویلپمنٹ کی execution کا جو طریق کار ہے وہ بھی اتنا مشکل اور پیچیدہ ہے کہ ایک دفعہ اس کی ڈی ڈی سی وہاں پر متعلقہ ڈسٹرکٹ میں ہوتی ہے، اس کے بعد پراونشل سٹیرنگ کمیٹی میں ہوتی ہے اور پچھلی دفعہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے 10 کروڑ کا جو بجٹ رکھا گیا تھا میرا خیال ہے کہ وہ execute ہی اس مشکل اور پیچیدہ طریق کار کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ اقلیتی ارکان اور خواتین کو بھی برابر کا ڈویلپمنٹ فنڈ دیا جائے جتنا کہ جنرل سیٹوں کے لوگوں کو دیا جاتا ہے۔

جناب والا! وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک انتہائی اہم مسئلہ بیان کروں گا کہ ضلع مظفر گڑھ کے کوٹ سرور تحصیل میں منڈا چوک جسے کہتے ہیں وہاں پر ہمارے پانچ گاؤں ایسے ہیں جو کہ اقلیتی افراد نے چالیس سال کی شب و روز محنت کر کے ان زمینوں کو آباد کیا لیکن اس پر آج تک ہو یہ رہا ہے کہ جو زمین آباد ہوتی ہے وہاں کا سابق ایم این اے رائے منصب لوگوں کو ناجائز اور غلط پرچوں میں involve کر کے ان کی زمینوں پر قبضے کئے جا رہا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ جس طرح سے یہ پالیسی آج تک رہی ہے ان تمام لوگوں کو بھی اسی طرح سے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ میں آپ کو گزارش کروں گا کہ ترقی انفرادی نہیں ہوتی، مجموعی ہوتی ہے۔ یہاں پر پاکستان کے بننے میں اقلیتوں کا ایک بڑا مثبت role رہا ہے، اسی پنجاب کی شمولیت کی پاکستان میں جب بات ہوئی تو میرے اقلیتی افراد نے اس کے حق میں ووٹ دیا، میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے اقلیتی افراد کی محب وطنی کا اندازہ اس بات سے لگا کہ آج تک کسی بھی ملک دشمن سرگرمی میں کوئی بھی اقلیتی فرد ملوث نہیں پایا گیا۔ جب گولی باہر سے آتی ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتی کہ یہ سینہ کسی اقلیتی فرد کا ہے یا اکثریتی کا، میں 15 میں شہید ہونے والے نثار مسیح کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ میں سوات میں شہید ہونے والے چونیاں کے رہائشی فوجی انور مسیح کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس میں اقلیتوں کے داخلے بند ہیں اور جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ یہ ادارے زکوٰۃ فنڈ سے چلتے ہیں لیکن پاکستانی شہری ہونے کے ناتے سے ہمارا بھی برابر کا حق ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا کرتا ہوں کہ بیت المال کے فنڈ سے کچھ رقم مختص کی جائے تاکہ اقلیتی سٹوڈنٹس بھی ان ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس سے مستفید ہو سکیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جب وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر wind up کریں تو وہ اقلیتوں کے لئے ہماری ڈیمانڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے ان چیزوں کا اعلان فرمائیں تاکہ ہمارا احساس کمتری ختم ہو سکے۔ ڈویلپمنٹ کی execution کا طریق کار سہل بنایا جائے اور پچھلی دفعہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے جتنا فنڈ رکھا گیا تھا اسے double کیا جائے۔

جناب والا! میری یہ بھی استدعا ہے کہ آئندہ جب اتنی بڑی خوبصورت بجٹ تقریر چھاپی جائے تو اس میں اقلیتی افراد کا بھی ضرور ذکر ہونا چاہئے تاکہ جب ہم اپنے حلقوں میں جائیں تو وہاں یہ کہہ سکیں کہ ہم نے آپ کے لئے یہ کچھ وہاں سے حاصل کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

بجھنے لگ جائیں تو پھر شمعیں جلا دی جائیں
میری آنکھیں میرے قاتل کو لگا دی جائیں
بے ہنر لوگ کہاں لفظ کی سچائی کہاں
یہ ساری کتابیں کسی دریا میں بہا دی جائیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میاں شفیع محمد صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دراصل یہ میری attention ہے چونکہ میں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دے رہا۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی معزز ممبر نے اقلیتوں کے فنڈ کی بات کی تو میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر معزز ممبر باقاعدہ A.D.P کا مطالعہ کریں تو گزشتہ سال جو اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور ڈویلپمنٹ کے لئے ایک سو ملین کے فنڈز رکھے گئے تھے اس دفعہ A.D.P میں نہ صرف اس فنڈ کو double کیا گیا ہے بلکہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بھی اس میں ایک سو ملین کا package allocate کیا ہے یعنی اب اس سال اقلیتوں کے لئے ٹوٹل تین سو ملین فنڈز رکھے گئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ ساری باتیں فنانس منسٹر صاحب اپنی wind up تقریر میں کریں گے۔اب یہ ممبران کا ٹائم ہے۔بہت شکریہ۔میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔محمد حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو 10-2009 کا یہ دوسرا جمہوری بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دیتا ہوں۔ایک بہت مشہور بیوروکریٹ کی ایک بہت اچھی کتاب کے ایک اقتباس سے تقریر کا آغاز کر رہا ہوں کہ ”میں مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھا گمشدہ صدیوں کا ماتم کر رہا تھا کہ مسجد کے مینار نے جھک کر میرے کان میں بڑے راز کی بات کہہ دی کہ جب حق کی جگہ حقائق، جہاد کی جگہ جمود، ملک کی جگہ مفاد اور ملت کی جگہ مصلحت عزیز ہو اور جب مسلمانوں کو زندگی سے پیار ہونے لگے اور موت سے خوف آنے لگے تو صدیاں یونہی گم ہو جاتی ہیں۔“ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج پاکستان بنے ہوئے 60 سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا اس میں صدی کا ایک حصہ گم ہو گیا لیکن آج تک زراعت جسے کہتے ہیں کہ یہ ہماری base ہے اس کے لئے ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے 45 فیصد

non agriculturists لوگوں کے روزگار کا بندوبست یہ agriculturists لوگ کرتے ہیں۔ دیہات میں 70 فیصد آبادی آباد ہے اور ہمارے ملک کی 60 فیصد اکانومی زراعت پر base کرتی ہے لیکن کیا ہم نے زراعت میں وہ انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں؟ ضرورت اس امر کی ہے اور ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آج اس بجٹ میں زراعت کے لئے کیا رکھا گیا ہے اور دوسرے تمام شعبہ جات میں کیا رکھا گیا ہے؟ اگر اس sense کے حساب سے دیکھا جائے جو اس کے پیچھے ایک سوچ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں ہر شعبے کے لئے جو بھی رکھا گیا ہے وہ بالکل balanced ہے لیکن اس کی implementation میں کچھ کوتاہیاں ضرور ہیں۔ اس میں ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ جہاں implementation میں کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو اسے point out ضرور کریں اس طرح ہم ان پالیسیوں کو بہتر طور پر پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے شعبے میں سب سے پہلا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ زراعت کی بنیاد ریسرچ سے شروع ہوتی ہے لیکن آج تک پاکستان میں seed oriented research نہیں ہوئی۔ آج تک ہم نے اس ریسرچ پر اربوں روپے خرچ کئے ہیں۔ ہمارے محکمہ زراعت میں ایسے ڈیپارٹمنٹ بھی موجود ہیں جو white elephant کا role play کر رہے ہیں۔ میں نے پچھلے pre-budget session میں بھی یہ point اٹھایا تھا لیکن آج تک اس پر حکومت کی طرف سے کوئی inputs نہیں آئیں کہ ہم ان ڈیپارٹمنٹس کے متعلق کیا سوچ رہے ہیں؟ ایسے ڈیپارٹمنٹس جو white elephant کا role play کر رہے ہیں اگر ان کو ختم نہ کیا گیا تو یہ ہماری زراعت کے لئے اچھا قدم نہیں ہوگا بلکہ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دے دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے ایک دوست نے ایوان میں میکسی پاک کے دور کا کہا تھا۔ یہ درست ہے کہ میکسی پاک کے دور کو green evolution کہتے ہیں، ایک سبز انقلاب کہتے ہیں۔ وہ دور اس وقت کا تھا جب ہم local strain سے یکدم synthetic variety میں convert ہوئے۔ ہم اس وقت بھی پیداواری صلاحیت میں بہت اوپر چلے گئے تھے۔ 60 سالہ تاریخ میں یہ ہماری bumper crop ہوئی ہے، اس میں حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب نے جس میں پاسکو اور فوڈ دونوں ڈیپارٹمنٹ شامل ہیں۔ جتنی procurement اس سال ہوئی ہے اتنی 60 سالہ تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی اور یہ ایک ریکارڈ target ہے۔ اس کے علاوہ دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت ہماری فصل almost ایک کروڑ ٹن سے زیادہ ہوئی ہے لیکن

ہم نے تقریباً 80 لاکھ ٹن procure کی ہے جس میں 60 لاکھ ٹن حکومت پنجاب نے procure کی ہے اور 20 لاکھ ٹن پاسکو نے procure کی ہے لیکن یہ ایک کروڑ میں سے 20 لاکھ ٹن وہ گندم ہے جو زمینداروں نے hold کر لی ہے اور اس کے علاوہ جو مارکیٹ میں excess پڑتی ہے یہ حکومت کا ایک بہت اچھا اقدام تھا کہ اس نے اپنے targets کو revise کرتے ہوئے 30 لاکھ ٹن سے 60 لاکھ ٹن تک پہنچایا ہے۔اس میں اگر پرائیویٹ سیکٹر کو بھی شامل کر لیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جو 20 لاکھ ٹن کا مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ بھی نہ ہوتا۔ہم نے پرائیویٹ سیکٹر کو اس میں involve نہیں کیا بلکہ اس کو discourage کیا ہے۔کیا یہ پرائیویٹ سیکٹر یوکرائن سے گندم خرید رہا تھا یا اپنے ملک میں، اپنے زمینداروں سے خرید رہا تھا؟ اگر ہم floor ملز کی پالیسی کو declare کر دیتے اور ان کو آٹے کا rate دے دیتے اور انھیں اس خریداری کے عمل میں involve کرتے تو آج یہ جو 20 لاکھ ٹن گندم farmers holding کے علاوہ excess موجود ہے وہ نہ ہوتی اور یہ مسئلہ درپیش نہ ہوتا۔

جناب سپیکر!اس حوالے سے میں چند گزارشات پیش کروں گا۔ہم ایوان میں زمینداروں کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو اس ملک کے لئے روزگار پیدا کر رہے ہیں، ہماری cash crop صرف گندم ہی نہیں ہے۔ہماری cash crop شوگر کین بھی ہے، چاول اور مکئی بھی ہے جبکہ کاٹن ہماری major cash crop ہے۔اس وقت ہمیں preventive strategy پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔اگر ہم نے دوسری crops کے بارے میں اپنی پالیسی کو واضح نہ کیا تو آئندہ آپ کو کاٹن کا بحران درپیش ہوگا۔اس وقت اس امر کی ضرورت ہے کہ ہماری پالیسیوں کی continuity ہونی چاہئے۔ہماری زراعت کی جو پالیسی ہے اس کی continuity نہیں ہے۔ان تمام پالیسیوں کی continuity ہونی چاہئے تاکہ ہم کپاس کی پیش بندی ابھی سے کر لیں کہ ہماری کپاس کی کتنے لاکھ گانٹھیں ہوں گی، ایک کروڑ ہوں گی، سوا کروڑ ہوں گی اور اس کی ہم marketing کیسے کریں گے، اسے export کیسے کریں گے؟ اس وقت زمینداروں کو مکئی کی فصل میں مسائل کا سامنا ہے۔اس وقت مکئی کی فصل کا rate ساڑھے پانچ سو یا پونے چھ سو سے زیادہ نہیں ہے۔اس کے لئے ہماری حکومت کو یہ اقدام اٹھانے ہوں گے۔اگر ہم edible oil میں چلے جائیں تو ہم جتنا زرمبادلہ edible oil کی مد میں باہر بھیج رہے ہیں وہ ہم بچا سکتے ہیں۔اگر ہم اپنے ملک میں اپنے کسانوں پر کام کریں، اپنے کسانوں

کو facilitate کریں تو یہ edible oil ہم یہاں سے لے سکتے ہیں اور پھر اربوں روپے کا زرمبادلہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ import کی بجائے export میں چلے جائیں گے۔ اس وقت corn کے حوالے سے صرف ایک گلیکسو کی main factory کام کر رہی ہے۔ باقی تمام corn feed mills میں استعمال ہو رہی ہے۔ مکئی کی اگر bumper crop ہوتی ہے تو اس کے لئے ہمیں سوچنا ہوگا اور ہمیں ایسی انڈسٹری لگانی ہوگی جس سے ہم اپنی edible oil کی پیداوار کو بھی بڑھا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! زراعت کے سیکٹر پر بات کرنے کے لئے مجھے پانچ منٹ مزید دیئے جائیں۔ میں چند مزید points آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کر لیں کیونکہ سب نے بات کرنی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس وقت marketing system میں بہت خرابیاں ہیں۔ یہ سسٹم middle man farmers اور consumers کو crash کر رہا ہے۔ ہم نے tunnel farming پر بہت investment کی ہے لیکن اس کی پوری پالیسی میں continuity نہیں ہے۔ ہم نے storage کے لئے جو فنڈز رکھے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ صرف air port پر ہی storage کی ضرورت نہیں بلکہ دوسری جگہوں پر بھی storage کی ضرورت ہے۔ اس میں export zones بنانے کی ضرورت ہے۔ اس میں cargo flights چلانے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔ جناب عبدالوحید چودھری!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مجھے صرف 30 سیکنڈ چاہئیں کیونکہ میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! گندم خریدنے اور ذخیرہ کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ پنجابی کا ایک بڑا خوبصورت شعر عرض ہے:-

ویکھ او بندیا اُڈے پنچھی
کدی اُڈے پنچھی ویکھے نیں
نہ ایہہ کردے رزق ذخیرہ
نہ ایہہ بکھے مردے نیں
بندے ای کردے رزق ذخیرہ
بندے ای بکھے مردے نیں

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے ابھی بہت سے points رہتے ہیں لیکن آپ وقت نہیں دے رہے ہیں۔ اب میں اپنی بات چند اشعار سنا کر ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، شعر سنا دیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! شعر عرض ہیں:۔

اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں
دہقان تو مر کھپ گیا اب کس کو جگاؤں
ملتا ہے کہاں خوشہ گندم کہ جلاؤں
اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں
شاہیں کا ہے گنبد شاہی پہ بسیرا
کنجشک فرومایہ کو اب کس سے لڑاؤں
یہ دیس ہے سب کا مگر اس کا نہیں کوئی
اس کے تن خستہ پہ تو اب دانت ہیں سب کے
مکاری و غداری و عیاری و ہیجان
اب بنتا ہے ان چار عناصر سے مسلمان
قاری اسے کہنا تو بڑی بات ہے یارو
اس نے تو کبھی کھول کے دیکھا نہیں قرآن

جس رزق سے پرواز میں کوتاہی کا ڈر ہو
وہ رزق اب بڑے شوق سے کھاتا ہے مومن
سرحد کا مومن ہے تو کوئی پنجاب کا مومن
ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں قرآن کا مومن
اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں
دہقان تو مر کھپ گیا اب کس کو جگاؤں

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالوحید چودھری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! کیا آپ کو میں نظر نہیں آتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل آپ نظر آتی ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں کل بھی صبح نو بجے سے لے کر رات نو بجے تک بیٹھی رہی ہوں لیکن ابھی تک میری باری نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی باری آرہی ہے، تشریف رکھیں۔ آج آپ کی باری آئے گی۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ مجھے بات کرنے دیں ورنہ میں walk out کر جاؤں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھیں، ابھی باری آجائے گی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں حسن مرتضیٰ صاحب اور گھرکی صاحب کے ذمے لگاتا ہوں کہ آپ جا کر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کو لے کر آئیں۔ ساجدہ میر صاحبہ آپ بھی ساتھ جائیں۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج میں اپنی تقریر کا آغاز اسلم انصاری کے "گوتم بدھ کے آخری وعظ" کے اردو ترجمہ کے چند اشعار سے کرتی ہوں اور

آج کے ارباب اختیار چاہے اس طرف سے ہوں یا اُس طرف سے ہوں، اس ایوان میں یا اُس ایوان میں سے ہوں ہر شخص کے نام کرتی ہوں:

میرے عزیزو! میری بات کو توجہ سے سننے والو!
میرے شکستہ حروف سے اپنے من کی دنیا بسانے والو!
میں اپنے ہونے کا داغ آخر کو دھو چلا ہوں
جتنا رونا تھا رو چکا ہوں حیات رمز آخریں کو سمجھ چکا ہوں
تمام دکھ ہے
وجود دکھ ہے، وجود کی یہ نمود دکھ ہے
یہ زندہ رہنے کا ، باقی رہنے کا شوق دکھ ہے
یہ اہتمام دکھ ہے
سکوت دکھ ہے کہ کون اس کرب عظیم کو سہہ سکا ہے
کلام دکھ ہے کہ کون اس دنیا میں کہہ سکا ہے
یہ ہونا دکھ ہے، نہ ہونا دکھ ہے
ثبات دکھ ہے، دوام دکھ ہے
میرے عزیزو! تمام دکھ ہے

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنی اس بجٹ تقریر میں تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ بجٹ کے بے ربط اور غیر منطقی جو figures لکھے گئے ہیں ان کو انہوں نے ایک انتہائی رواں تقریر میں سمو کر بہت خوبصورتی سے یہاں پر پیش کیا اور یہی ان کی تقریر کی سب سے بڑی خوبی تھی۔ ویسے تو یہ گفتگو پورے بجٹ پر ہو سکتی ہے اور ہو بھی چکی ہے اور بہت اچھی تجاویز بھی سامنے آئی ہیں مگر آج میں اپنی تقریر اور دس منٹ کو ہیلتھ کے issues پر focus کروں گی۔

جناب والا! WHO کی studies یہ کہتی ہیں کہ ایک شخص کی صحت کو اگر صحیح طرح سے دیکھا جائے اور اس پر گورنمنٹ کی ذمہ داری ہو تو اس پر 18 ڈالر یعنی کہ 1440 روپے سالانہ خرچ ضرور

ہونے چاہئیں لیکن ہماری مرکزی حکومت 18 ڈالر کی بجائے 2 ڈالر یعنی 160 روپے فی کس کے حساب سے خرچ کرتی ہے۔ پنجاب حکومت نے کچھ بہتر effort کی ہے کہ 3 ڈالر 240 روپے فی کس خرچ کرتی ہے۔ باقی کے 15 ڈالر یعنی 1220 روپے ہمارے لوگ اپنی ہی جیب سے اس مقصد کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ 1220 روپے ہر شخص اپنے اوپر خرچ کرنے پر مجبور ہے۔ لوگوں کو کیا relief ملا ہے ؟ یہ relief نہیں ملا کیونکہ آپ دیکھیں کہ international standard کے مطابق 18 ڈالر فی کس خرچ ہونے چاہئیں۔ ہم رو رو کر 2 ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ اسی لئے میں یہ کہتی ہوں کہ 21۔ارب روپے کا بجٹ جو اس وقت declare کیا گیا ہے یہ انتہائی ناکافی ہے اور اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میں اس میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کہ یہ جو relief programme شروع کیا گیا ہے food stamp programme، پر 21۔ارب روپے BISP پر 70۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یعنی 91۔ارب روپے کی جو رقم ہے اس کو یکمشت اگر ہیلتھ سیکٹر پر ہی لگا دیا جاتا تو شاید یہ اتنی بڑی خدمت ہوتی کہ یہاں پر آئندہ اتنی مضبوط بنیاد ہوتی کہ شاید پھر 5 ڈالر میں بہتر گزارا ہو جاتا لیکن میری یہ ضرور گزارش ہو گی کہ اس کو re-appropriate کر کے بجٹ میں شامل کیا جائے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہوں گی کہ قرض کا تو یہ حال ہے کہ پچھلے ساٹھ برس میں ہم پر صرف 35۔ارب روپے قرض چڑھا تھا یعنی آدھا ارب روپے سالانہ لیکن گزشتہ ڈیڑھ سال میں یہ 35۔ارب روپے کی رقم 50۔ارب روپے تک چلی گئی ہے یعنی کہ 15۔ارب روپے اور ساڑھے سات ارب روپے سالانہ کے حساب سے اس حکومت نے ڈیڑھ سال میں قرضہ پاکستان کو دیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ قرضہ ہے یا امداد ہے۔ اس کو امداد کے زمرے میں دے کر ایک اشتہار دے کر یہ کہہ دینا لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ ہم نے ان کو بجٹ میں relief نہیں دیا، ہم نے ان کی، امداد نہیں کی ہم نے صرف اور صرف ان کو قرضے کے ایسے کنویں میں دھکا دیا ہے کہ آدھا ارب روپیہ ساٹھ سال میں جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں ان کے زمرے میں جاتا ہے لیکن ساڑھے سات ارب فی سال اس وقت ڈیڑھ سال کے اندر یا آگے چیک جو آرہے ہیں اس زمرے میں جاتا ہے۔ یہ بات میں بالکل واضح کہہ دینا چاہتی ہوں کہ یہ جو امداد ہے اس کو 0.75 فیصد کے حساب سے واپس بھی کرنا ہے۔ یہ ہم نے اپنی قوم کو امداد نہیں دی جس کو ہم aid کہہ رہے ہیں وہ aid نہیں بلکہ یہ وہ قرض ہے جس میں اس وقت حکومت نے سب کو دھکا دے دیا ہے۔ میں

وزیر قانون رانا ثناء اللہ کو یاد کرواؤں گی کہ وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کے vision twenty twentyکو انہوں نے بیس پچیس منٹ کی تقریر میں دیوانے کے خواب کا خطاب دیا تھا۔آج اسی دیوانے کے خواب کوcontinuityدی جارہی ہے۔آج216 projects healthمیں جو ہماری حکومت کےstartکئے ہوئے تھے وہcontinueہو رہے ہیں۔جب کہ ان کے اپنے 32پراجیکٹ ہیں۔یہ اس وزیر اعلیٰ کیvisionتھی کہtwenty twentyتک یہ جو منصوبہ جات چلیں گے۔ان میں ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی،وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی شامل ہیں اس کے علاوہ 1122، free emergency services, safe maternity and child care, blood transfusion unit,HIV/AIDS Programme, TB control programme, Hepatitis, Malaria control programme, Dangee fever control programme, EPI and vaccination, free medicines, doctors.اس کے علاوہDHQsاورTHQsمیں بھی سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی فراہمی۔اس کے علاوہ midwiferyمیں evaluation officersشامل ہیں۔اس کے علاوہ بھیschool health programmeاور ڈاکٹروں اور سٹاف کے الاؤنس میں 2.3۔ارب روپے کا اضافہ۔نئے طبی آلاتPIPOجو کہ آنکھوں کا بنک ہے RHC/BHUمیںrepair and renovationپر 4۔ارب روپے۔SIMSاور ڈی جی خان کے میڈیکل کالج شامل ہیں۔اس کے علاوہ نرسنگ کے کالج آپ گنتے چلے جائیں216ایسے پراجیکٹ ہیں جو ہماری حکومت کے شروع کردہ ہیں اور آپ کا یہ اعتراف ہے یہی ہماری جیت ہے۔میں تو یہ بھی کہتی ہوں کہ اس trendکوcontinueکرنا چاہئے کہ جو اچھےprojectsہیں ان کو لے کر بڑے دل سے آگے چلیں تاکہ یہ پتا چلے کہ ہم یہاں حکومتیں صرفpoints scoringکے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی بات کرتے ہیں۔جن بیاسیprojectsکا انہوں نے اضافہ کیا ہے اب میں ان کی طرف آؤں گی اور وزیر موصوف کی اس طرف توجہ مبذول کراؤں گی کہ ہیلتھ کے اندر ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ primary health careیا وہcareجو85فیصد مریضوں کا خیال رکھتی ہے چاہے ان کی بیماریاں ہیں، تشخیص ہے یاvaccinationہے۔بجٹ کو ان پرbaseکرنا چاہئے۔ secondaryیا tertiary health careجن میں بڑے ہسپتال اور کالج آتے ہیں وہ صرف 25فیصد لوگوں کا خیال رکھتے ہیں۔ بڑی بیماریاں جن میںcancer, transplantاور اس قسم کیsophisticated surgeriesہیں

صرف 25 فیصد لوگ وہاں جاتے ہیں۔ایڈمنسٹریشن اس سے بھی کم کام کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کم خرچ اور بالا نشیں قسم کی ایک چیز ہو مگر ان پنجاب کے بقراطوں کو میں کیا کہوں۔ایک گروپ نے بیٹھ کر political willکو ایک طرف کرکے بیوروکریسی کے ایک مافیا نے بیٹھ کر اس کو بالکل الٹا کر دیا ہے۔آپ بجٹ اٹھا کر دیکھیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ primary health care کے بجٹ کو آدھے سے بھی کم کر دیا گیا ہے اور tertiary hospitals اور ایڈمنسٹریشن کا بجٹ چار گنا کر دیا گیا ہے۔ ایڈمنسٹریشن میں پچھلی دفعہ ایک ارب اور اعشاریہ کچھ تھا اور اب 4.1 ارب روپے رکھا گیا ہے آخر یہ بیوروکریسی جیت گئی۔کل کو یہیں پر بیٹھ کر کہا جائے گا کہ چار مہینے سے اسمبلی کا اجلاس نہ بلایا گیا۔یہ سب کچھ ان کی coalition اور ان کا آنا جانا اس کا نتیجہ ہے کہ 85 فیصد لوگوں کے primary health care کے بجٹ کو آدھے سے بھی کم کر دیا گیا ہے۔ایڈمنسٹریشن اور بیوروکریسی کے پیسے میں چار گنا اضافہ کیا گیا ہے اس سے بڑا وار ہیلتھ سیکٹر پر اور کیا ہو گا۔میں کہتی ہوں کہ اس کو آپ immediately دیکھیں۔اس relief کو آپ re-check کریں۔خدارا!اس پر غور کریں کہ جب primary health care یا 85 فیصد مریضوں تک تو آپ پہنچیں گے ہی نہیں تو اس بجٹ کا اس ادھار کا، اس aid کا،آپ کس کو فائدہ دے رہے ہیں اور آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ہیلتھ کا بجٹ دگنا کر دیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا!میں بالکل wind up ہی کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: صرف ایک فقرے میں بات ختم کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں ایک فقرے میں اپنی بات ختم کروں گی اور یہ suggestions دوں گی اور درخواست کروں گی کہ ہماری حکومت نے doctor's management cadre کو notify کرنے کی منظوری دی تھی۔ڈاکٹروں کا یہ cadre اس لئے ضروری ہے کہ آپ نے ڈاکٹروں کو ہر صورت میں اوپر لے کر جانا ہے ان کی تنخواہ کا structure بہتر کرنا ہے۔70 فیصد خواتین ڈاکٹر بن کر گھر چلی جاتی ہیں اور جو 30 فیصد مرد ڈاکٹر رہ جاتے ہیں ان کی تضحیک اور تذلیل کرنے کی بجائے ان کے structure کو بہتر کیا جائے۔سول سروس کے structure کے برابر کیا جائے اور ان کی promotions بھی time

scale کے مطابق کی جائیں۔ اس کے علاوہ آخر میں یہ کہوں گی کہ اگر آپ pay package ہی compare کر لیں تو ہمارے جو یہ professionals ہیں، اتنے پڑھے لکھے لوگ ہیں لیکن ان کا pay package پولیس سے بھی کم ہے۔ آخر میں یہ کہوں گی کہ بے سمت پالیسیاں بنانے سے حکومت پرہیز کرے تو شاید عوام کی صحت کے دکھوں کا مداوا ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں کل صبح سے اپنی باری کے انتظار میں بیٹھی ہوں لیکن میری باری نہیں آ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ ذرا۔ دیکھیں، ایک لسٹ بنی ہوئی ہے اور میں اس کے مطابق سب کو بلا رہا ہوں۔ آپ کو آج باری ضرور ملے گی اور اگر ہاؤس کہے گا تو میں پہلے بھی دے دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ محترمہ کو بجٹ پر تقریر کرنے کا پہلے موقع دے دیا جائے، ان کی جائز بات ہے، یہ تحمل سے بات کریں اور ان کو پہلے موقع دے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ سے پہلے میں محترمہ کو باری دے رہا ہوں۔ محترمہ! لیڈر آف اپوزیشن کی طرف سے بھی ہے کہ آپ کو باری دے دی جائے۔ آپ کے پاس 10 منٹ ہیں لہذا آپ بات شروع کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اپنے بھائی کی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ٹائم دے دیا ورنہ مجھے ٹائم ملنا ہی نہیں تھا۔ میں کل صبح 9 بجے سے شام 9 بجے تک اکیلی بیٹھی رہی، لائٹیں بجھ گئیں مگر میری باری پھر بھی نہیں آئی۔ آپ انصاف کے دعویدار ہیں اور انصاف کے کام کر چکے ہیں تو کیا بات ہے جب میری باری آئی تو "ٹُٹ گئی تڑک کر کے۔" (قہقہے)

جناب سپیکر! میں اپنی speech کا آغاز کرتی ہوں۔ پنجاب کا بجٹ برائے سال 10-2009 ٹیکس فری بجٹ ہے۔ میں اس ٹیکس فری بجٹ کے پیش کرنے پر اپنے معصوم وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور وزیر اعلیٰ مردِ مومن، مردِ آہن، خادمِ اعلیٰ اور میں جھوٹ

نہیں بولتی انہوں نے خانہ کعبہ میں 8 سال گزارے اس لئے خادمِ اعلیٰ کہتے ہیں تو اگر ان کے نام کے ساتھ ایک لفظ اور خادمانِ حرمین شریف نہ لگایا جائے تو یہ جملہ مکمل نہیں ہوتا تو میں انہیں اور ان کی ہلکی پھلکی وزراء ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے یہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔اس بجٹ میں ماشاء اللہ 175۔ارب روپیہ ترقیاتی کاموں کے لئے رکھا گیا ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹیرین کے لئے فنڈز اس دفعہ 50 لاکھ سے بڑھا کر 2.5 کروڑ کر دیئے گئے ہیں کیا بات ہے کہ ان پارلیمنٹیرین میں لیڈیز پارلیمنٹیرین کا نام کیوں نہیں ہے؟ کیا یہ مخصوص نشستوں والی بے چاری لیڈیز گھر سے دوڑ کر آئی ہوئی ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پلیز عورتوں کو ضرور مدنظر رکھا جائے کیونکہ عورتوں کے بغیر نہ آپ کا ہاؤس مکمل ہوگا، نہ گھر مکمل ہوں گے اور نہ باہر مکمل ہو سکتا ہے۔اے ماؤں، بہنوں، بیٹیو! ملک کی عزت تمہی سے ہے۔اے ماؤں، بہنوں، بیٹیو! گھر کی عزت تمہی سے ہے اور ہاؤس میں عزت کیوں نہیں ہم سے؟

جناب والا! میں سب سے پہلے انصاف کی طرف آتی ہوں۔ میرے پاس فیصل آباد کے MPAs کی لائن لگی ہوئی ہے۔ میں انصاف کے لئے ایک بات کہوں گی کہ فیصل آباد میں انصاف کی جو سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہائی کورٹ بنچ کا قیام ہے۔ یہ وہاں کے لوگوں کا ایک دیرینہ مطالبہ ہے۔ دیرینہ مطالبہ کسے کہتے ہیں جو بہت پرانا ہو۔ مجھے یہ بتا دیا جائے کہ ہر دور میں حکومت رہی ہے اور مطالبہ بڑا دیرینہ ہے، کیوں دیرینہ ہے؟ یہ دیرینہ کیوں نہیں پورا ہوا؟ یہ اس لئے پورا نہیں ہو سکا کہ انہیں کسی اچھے انسان کا انتظار تھا جو ان کا یہ مطالبہ پورا کر سکے۔ یہ انصاف کا مطالبہ میں اب اپنے سینئر وزیر راجہ ریاض احمد، اپنے ماہر قانون دان رانا ثناء اللہ خان، خواجہ اسلام، شفیق گجر، راؤ کاشف اور یہ میری بہنیں ڈاکٹر غزالہ، انجم صفدر، افشاں وغیرہ ہم سب ایک آواز میں یہ آواز اٹھائیں گے کہ فوری طور پر فیصل آباد میں ہائی کورٹ کا قیام عمل پذیر ہو کیونکہ اس سے چھوٹے چھوٹے قصبوں اور چھوٹے چھوٹے شہروں سے لوگ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر لاہور آتے ہیں، بسوں میں دھکے کھاتے ہیں، کسی کے پاس کرایہ نہیں ہوتا، راستے میں مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں آگے سے انہیں پھر کہہ دیا جاتا ہے کہ تاریخ مل گئی ہے کیونکہ جج صاحب مری گئے ہوئے ہیں۔اس وجہ سے میں انہیں کہتی ہوں کہ فوری طور پر یقین دہانی

کروائیں کہ یہ کتنے دنوں میں قیام پذیر ہوگا کیونکہ آپ نے عدلیہ کا اتنا بڑا معرکہ مار لیا تو یہ دیرینہ مطالبہ پیچھے کیوں رہنے دیا؟ یہ فوری طور پر پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات صحت کے حوالے سے کروں گی۔ صحت کے لئے یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں کی بھی سنی گئی، فلاں کی بھی سنی گئی۔ میں آپ کو سچ بتاتی ہوں وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی اچھی اچھی ادویات مہیا کی ہیں، اچھی اچھی مشینری مہیا کی ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے کارڈیالوجی فیصل آباد کا افتتاح کیا، انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ لفٹ کیوں خراب ہے؟ میں تین دفعہ لفٹ میں سوار ہوئی اور وہ تین دفعہ خراب ہو گئی۔ (قہقہے)

اب یہ حکومت چیزیں ٹھیک کر رہی ہے۔ مجھے کارڈیالوجی کے انچارج ڈاکٹر جاوید اقبال نے کہا کہ میڈم! ہماری طرف سے اسمبلی میں یہ question اٹھایا جائے کہ یہاں پر bypass کرنے کے لئے ایک ڈاکٹر مہیا کیا جائے۔ ہم روزانہ 600 کے قریب patient attend کرتے ہیں اس کے علاوہ ہمیں اور بھی کام ہوتے ہیں۔ وہاں پر مریضوں کے لئے پینے کا پانی نہیں ہوتا۔ ٹھنڈے پانی کے کولر پتا نہیں ڈاکٹروں کے پاس ہوتے ہیں یا نہیں۔ میں ایم ایس کے پاس بیٹھی تھی میں نے کہا، مجھے پانی پلا دیں۔ ایم ایس نے peon سے کہا، میڈم کو پانی پلائیں۔ وہ کہتا ہے۔ جناب والا! گلاس نہیں ہے۔ ایم ایس نے کہا، گلاس کدھر گیا؟ کہتا ہے جناب! ایک ہی گلاس تھا جو ٹوٹ گیا ہے۔ اس نے کسی patient سے گلاس لا کر مجھے پانی پلایا۔ ہم نے اتنے سارے پیسے رکھے ہیں تو ڈاکٹروں کو ان چیزوں پر بھی پیسا خرچ کرنا چاہئے بلکہ ہر وارڈ میں الیکٹرک کولر لگنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ آپ نے پارکنگ فیس ختم کر دی جو بہت اچھا اقدام ہے۔ ایم ایس، ڈی ایم ایس نے یہ کہا ہے کہ پارکنگ فیس بے شک نہ ختم ہوتی اور ٹیسٹوں پر اتنے پیسے لگے ہوتے ہیں یہ ختم کر دیئے جائیں تو patient کو بڑا relief ملے گا۔ میرے بڑے valid points ہیں یہ غور سے سن لیں کیونکہ دوبارہ باری تو سال بعد ہی آنی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میری چوتھی بات یہ ہے کہ سکیورٹی اس قدر خراب ہے کیونکہ اگر سکیورٹی سسٹم ٹھیک ہوتا تو اتنا بڑا مصطفائی، مرتضائی سکالر ڈاکٹر نعیمی صاحب کی دہشت گردی میں پیپٹ نہ ہوتی۔ وہ شہید ہو گیا۔ دو اہلکار دروازے پر کھڑے تھے انہوں نے اس دہشت گرد کو کس طرح اندر جانے دیا؟ وہ

ان کے آفس جا کر بڑی تسلی سے بیٹھا اور اپنے آپ کو blast کیا اور اس کو شہادت دے دی۔ سری لنکا ٹیم پر حملہ بھی سکیورٹی کی نااہلی کی وجہ سے ہوا یہاں تک کہ پھر انہوں نے کہا کہ اس ٹیم کو کھیلنے نہ دیا جائے اسے ٹیم کی میزبانی نہ کرنے دی جائے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کرکٹ ٹیم نے یہ ثابت کر دیا کہ ہم جوان ہیں، ہم کھیل سکتے ہیں، ہم قابل ہیں اور ناجائز مسلمانوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ براہ مہربانی مسلمانوں کے صبر کو نہ آزمایا جائے۔

جناب والا! پولیس والوں کی 100 فیصد تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں۔ آپ ان کے living standard کو دیکھیں کہ ہر سپاہی کے پاس موٹر سائیکل ہے چاہے اس کے پاس سرکاری ہو یا چوری کی ہو، لئے پھرتا ہے۔ وہ تو کسی کو انسان نہیں سمجھتے۔ ان کو 15 ہزار دے کر کسی کو بھی اٹھوا لیں۔ آج صبح صبح میری گاڑی پر قدغن لگا دی گئی، ایس ایچ او کہتا ہے کہ غریب بندہ ہے اس کو نہ چھیڑیں۔ ایس ایچ او کی کیا مجال ہے کہ یہ کہے۔ اس نے قانون ہاتھ میں لیا ہے، اس ایس ایچ او کو فوری طور پر فارغ کر دینا چاہئے۔ میں نے یہ بات آپ سے پہلے کرنی تھی مگر آپ ہاؤس میں آ گئے تھے۔ میری گاڑی کا ستیاناس کر دیا گیا ہے۔ میں رکشے پر لنگڑاتی ہوئی آئی ہوں۔ اگر آپ نے تنخواہیں بڑھانی ہیں تو یہ سکیورٹی والے سارا دن کام کرتے ہیں، ان کی تنخواہیں بھی 25/20 فیصد بڑھا دی جائیں تو یہ بیچارے بھی گھر بار والے ہیں یہ بھی خوش ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ wind up کیجئے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! صرف ایک شعر پڑھنے دیں۔

اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں
سانجھی اپنی خوشیاں اور غم ایک ہیں ہم ایک ہیں
شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

ڈاکٹر فرخ جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ممبران کے کچھ فرائض ہیں تو ان کے کچھ حقوق بھی ہیں۔ ان حقوق کا تحفظ بھی آپ نے کرنا ہے۔ میں پچھلے سال اور اس سے پہلے بھی یہ بات دہرا تا رہا ہوں کہ جب 80 ممبران کا ہاؤس تھا تو اس وقت بھی بجٹ پر بحث کے لئے چار دن ہوتے تھے۔ اب 371 ممبران ہیں اور اب بھی بحث کے لئے چار دن ہیں۔ جب 80 ممبران ہوتے تھے تو اس وقت 20 ممبران ایک دن میں بات کر سکتے تھے۔ اب جہاں سب کی مراعات بڑھ رہی ہیں لیکن دن بدن ممبران کی مراعات کم ہو رہی ہیں۔ آپ ممبران کی رہائش کے معاملے کو ہی دیکھ لیں۔ میں نے کل بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ 1973-74 میں PC all the members to live in وہ special package دیتے تھے۔ آج بھی وقتاً فوقتاً ان ہوٹلوں میں special package چلتے رہتے ہیں۔ اس وقت ممبران کے لئے 90 روپے فی دن ہوتا تھا، دوسروں سے وہ 120 روپے چارج کرتے تھے۔ آج بھی وہ ہوٹل موجود ہیں لیکن یہاں پر ممبران کے حقوق کا تحفظ کرنے والا کوئی موجود نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ میں اس لئے آپ سے استدعا کر رہا ہوں کہ

Since you have got the ear of the Government and tongue of the Government as well

آپ ہمارے مطالبات ان کو پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارا accommodation کا مسئلہ حل ہونا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر ممبر بجٹ پر تقریر کرنا چاہتا ہے اس لئے مہربانی کر کے اگر آپ اس کو صحیح اور جائز سمجھتے ہیں تو وقت کو بڑھا دیں۔ اس میں کون سی پابندی ہے کہ چار دن میں تقاریر کو ختم کرنا ہے۔ اس ہاؤس میں صبح کا اجلاس بھی ہوتا رہا ہے اور شام کا بھی ہوتا رہا ہے۔ آپ precedent کو دیکھیں، order of the precedent کیا ہے؟ چیف منسٹر، گورنر، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، منسٹر پھر ممبر ہے۔ آپ کا ایک سیکرٹری جہاں بھی جاتا ہے وہ اسلام آباد جائے یا کہیں بھی جائے تو He is permitted to live in the five star hotel اس کا خرچہ حکومت برداشت کرتی ہے۔ اس لئے مجھے یہ بتائیں کہ کیا ایک ممبر کا status سیکرٹری سے کم ہے یا زیادہ ہے؟ جب اس سے زیادہ ہے تو پھر Why not he permitted me آپ ہائیکورٹ کے جج کو دیکھیں تو We are law makers ہم قانون بناتے

ہیں اور وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔اس لئے پارلیمنٹ supreme ہوتی ہے۔اس طرح ایک پارلیمنٹ کے ممبر کا استحقاق ہائیکورٹ کے جج سے بھی زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہاں پر کوئی بھی ممبر یہ تحریک استحقاق دے سکتا ہے کہ اس کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے کہ جب اس کو اس کے status کے مطابق مراعات نہیں مل رہیں یا اس کو accommodation نہیں مل رہی اس لئے یہ ہمارا استحقاق ہے۔میں جناب سے مودبانہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ ہمارے کسٹوڈین ہیں، آپ نے ہمارے حقوق کی حفاظت کرنی ہے اس لئے مہربانی کر کے یہ دونوں چیزیں ایک تو ممبران کو بولنے دیں اور دوسرا رہائش کا مسئلہ حل کریں۔میں نے تھوڑی بہت وضاحت کی ہے۔اگر آپ کہیں گے تو میں اس سے بھی زیادہ وضاحت کر سکتا ہوں۔My arguments can prove it اس لئے جو ایک ممبر کا استحقاق ہے اس کے مطابق ان کو Accommodation and all facilities should be provided to them. Thank you very much

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اس پر میں صرف اتنی بات کروں گا کہ آپ کو پچھلے سال کا بجٹ اجلاس یاد ہوگا۔ہم نے اس میں پورا پورا دن ہاؤس چلایا اور ممبران کو موقع دیا۔اس وقت بھی جب بجٹ اجلاس شروع ہونے والا تھا تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی بیٹھی اور اس میں جو فیصلہ ہوا تھا تو ہاؤس اس کے مطابق ہی چل رہا ہے۔آج کا دن ہم پورا دن ہاؤس کو چلائیں گے۔یہ پوری لسٹ ختم کر کے ہم اس ہاؤس کو ختم کریں گے۔جب تک یہ لسٹ ختم نہیں ہوتی تو یہ ہاؤس اس وقت تک چلے گا۔اس کے علاوہ جہاں تک accommodation کی بات ہے تو اس پر حکومت سے بات بھی ہو چکی ہوئی ہے۔ہم کچھ جگہیں لے بھی رہے ہیں اور نئے ہوسٹل کی تعمیر بھی شروع ہونے والی ہے۔ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو بھی redress کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اسمبلی کا کام رکا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کام اجلاس کے دنوں میں روکا گیا ہے۔اجلاس کے فوراً بعد کام شروع ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تین دن کی binding نہ رکھی جائے۔ اس کو بڑھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ہمارے custodian ہیں۔ ہم نے آپ سے استدعا کرنی ہے۔ آپ اس کو آگے plead کریں۔ اگر آپ اس کو صحیح سمجھتے ہیں تو ضرور کریں۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ جب 80 ممبران کا ہاؤس تھا تو اس وقت بھی چار دن ملتے تھے یعنی بیس ممبر فی دن ہوتے تھے۔ اسی حساب سے اگر آپ ہمیں دس دن تقاریر کے لئے دے دیں گے تو یہاں پر کوئی آفت نہیں آجائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی بات کو آگے بڑھاؤں گی کہ چودھری پرویزالٰہی کے دور میں جب بجٹ اجلاس ہوا کرتا تھا، آپ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ 3 بجے سے لے کر رات 12 بجے تک تمام ممبران جو بجٹ پر بات کرنا چاہتے تھے ان کو اس دور کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر یا جو بھی ہاؤس کو چیئر کر رہا ہوتا تھا وہ ممبران کو وقت دیتا تھا اور اجلاس کو کتنے کتنے گھنٹے extend کیا جاتا تھا۔ اس طریقے سے جو بھی ممبران بجٹ پر بات کرنے میں interested ہوتے تھے ان کو پورا موقع دیا جاتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

ڈاکٹر فرخ جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے 2009-10 کے بجٹ پر اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ اس بجٹ پر کوئی تجاویز دینے یا تبصرہ کرنے سے پہلے میں اس کی اہمیت اس حوالے سے اجاگر کرنا چاہوں گا کہ پنجاب تقریباً 9 کروڑ کی آبادی کا صوبہ ہے۔ یہ پاکستان کی more than fifty percent آبادی کو represent کرتا ہے اور یہ 9 کروڑ آبادی کا صوبہ یورپ کے کسی بھی ملک کی آبادی سے بڑا ہے، UK اور فرانس سے بھی بڑا ہے البتہ تقریباً جرمنی کے size کا صوبہ ہے لہذا اس کو govern کرنے کے لئے اور احسن طریقے سے چلانے کے لئے اتنے ہی وسائل درکار ہیں جتنے مسائل کا سامنا ہے۔ خاص طور پر پاکستان آج جس صورتحال سے دوچار ہے، جس

طرح فرنٹیئر میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اور طالع آزما ڈکٹیٹروں نے اس ملک پر شب خون مار کر یا جعلی ریفرنڈم کے ذریعے اس ملک کی زبردستی باگ ڈور سنبھال رکھی ہے انہوں نے چھوٹے چھوٹے monsters پیدا کئے تھے جو آج بڑے بڑے dinosaurs بن چکے ہیں۔ انہی monsters سے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے قتل کی کڑیاں بھی اس علاقے میں لگی ہوئی آگ کے شعلوں سے ملتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کی شہادت سے نہ صرف ایک خاندان یا پارٹی کا نہیں بلکہ پورے ملک کا نقصان ہوا ہے اور محترمہ کے پائے کی لیڈر کم ہی پیدا ہوتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جب دہشت گردی کا یہ سونامی پنجاب کی سرحد پر دستک دے رہا ہے، اس وقت فرنٹیئر میں لگی ہوئی آگ کے شعلے ہمیں اپنی لپیٹ میں لینے کے لئے آ رہے ہیں تو ہم ہی میں بیٹھے ہوئے لوگ ان طالع آزما ڈکٹیٹروں جنہوں نے یہ آگ لگائی تھی یا جمہوریت پر شب خون مارا تھا یا جن کا کیا ہوا ہم بھگت رہے ہیں، آج اس ہاؤس میں ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے جو انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بجائے ان کو condemn کرنے کے عزت کی جاتی ہے۔

جاہل کو اگر جہل کا انعام دیا جائے
اس حادثہ وقت کو کیا نام دیا جائے
مے خانے کی توہین ہے رندوں کی ہتک ہے
کم ظرف کے ہاتھوں میں اگر جام دیا جائے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہی خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ آج جس دہشت گردی کے خطرے کا ہمیں سامنا ہے اس کو دیکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے law and order enforcement agencies کے لئے جو تینتالیس بلین اس بجٹ میں رکھے ہیں میں اس کو بالکل justify سمجھتا ہوں۔ ان میں سے آٹھ بلین پولیس والوں کی pay increase میں دیئے جائیں گے۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہو گا کہ جس معاشرے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہو گی investor وہیں آئے گا اور وہاں سے capital flight نہیں ہو گا۔ اگر باہر سے capital آئے گا تو

employment کے مواقع ملیں گے، ترقی ہو گی اور سرمایہ trickle down کرے گا۔ اس وقت ہمیں جو emergency measures لینے پڑ رہے ہیں جس کے لئے لاء اینڈ آرڈر کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں کیونکہ ہر آدمی کی پراپرٹی اور life protect کرنا کسی بھی state کی ذمہ داری ہوتی ہے اس لئے ملک کی اس وقت کی صورتحال میں لاء اینڈ آرڈر پہلے نمبر پر ہے اور اس کو priority دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں تعلیم کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ تعلیم میں بائیس بلین جو ADP میں رکھے گئے ہیں اور تئیس بلین نئے سکولوں کو upgrade کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں اس میں دانش سکول کا idea بہت اچھا ہے لیکن میں اس کے ساتھ یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ پہلی stage پر اگر آپ پورے پنجاب میں دس سکول بھی چلا سکیں تو بہتر ہو گا۔ وہ دس سکول ایچی سن جیسی تعلیم نہ بھی دے سکیں، LUMS, LGS, Lahore School of Economics جیسی تعلیم نہ بھی دے سکیں لیکن کم از کم وہ کریسنٹ ماڈل اور کیڈٹ کالج حسن ابدال جیسی تعلیم دے سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنا target achieve کر لیا ہے۔

جناب سپیکر! صحت کا شعبہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ جب سے میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی ہے ہر ہسپتال میں حتیٰ کہ ضلعی سطح تک بھی ڈائیلسز مفت ہو رہے ہیں، indoor and outdoor میں CT scan, Echo-cardio Gram, ECG, Ultrasound سب مفت ہو رہے ہیں۔ اس دفعہ جناح ہسپتال میں Liver Transplant Unit کا پراجیکٹ take off کرنے جا رہا ہے اس کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ ایک سال کے اندر اندر visible and palpable progress ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں زراعت کا ذکر ضرور کروں گا کیونکہ زراعت پاکستان کی back bone ہے اور ہماری ساری معیشت کا انحصار اسی پر ہے۔ پچھلی دفعہ fertilizer کی کمی کی وجہ سے زمینداروں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ میری تجویز ہے کہ یوریا کھاد گوادر پورٹ کی بجائے اگر کراچی پر آتی تو شاید پنجاب کو swiftly supply ہو سکتی اور کسانوں کو یہ مشکلات پیش نہ آتیں۔ اس کے ساتھ جیسا کہ راجہ ریاض صاحب نے فرمایا کہ حکمرانوں کی نیتیں اچھی ہوں تو فصلیں بھی اچھی ہوتی ہیں۔ اس دفعہ گندم کی بہت bumper crop ہوئی ہے اور خطرہ تھا کہ جو ساڑھے نو سو روپے کا ریٹ

رکھا گیا ہے ہم اس کو خرید نہیں سکیں گے اور شاید یہ ریٹ پانچ سو سے بھی نیچے گر جاتا لیکن میں پنجاب کی visionary dynamic energetic leadership کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے دن رات ایک کر کے محنت کی ہے اور پنجاب کی recent past history میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسان کے گھر cash amount میں اتنی بڑی رقم گئی ہے۔ پانچ دریاؤں کی اس دھرتی کے ہرے بھرے کھیت، لہلہاتی فصلیں اور کسان کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کا رنگ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ شہباز شریف کا نام گاؤں کے کچے مکانوں میں گھس چکا ہے اور میاں محمد شہباز شریف نے ان دیہاتیوں اور دیہات میں رہنے والے کسانوں کے دلوں میں اپنا نام گھر کر لیا ہے اور ان کے دل جیت لئے ہیں۔ آج دیہات میں لوگ اپنے بچوں کا نام شہباز شریف کے نام پر رکھ رہے ہیں۔

اس نے نظر نظر ہی میں ایسے بھلے سخن کہے
میں نے تو اس کے پاؤں میں سارا کلام رکھ دیا
اور فراز چاہیئں کتنی محبتیں تجھے
ماؤں نے تیرے نام پہ بچوں کا نام رکھ دیا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو ایک متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس بجٹ کی خوبصورتی یہ ہے کہ بہت محدود وسائل رکھتے ہوئے صحت، تعلیم اور زراعت جیسے اہم محکموں میں پہلے سے زیادہ رقوم رکھی گئی ہیں اور جامع منصوبہ جات اس صوبہ کی فلاح و بہبود کے لئے رکھے گئے ہیں اور ہمیشہ کی طرح صوبہ پنجاب نے بڑے بھائی کا ثبوت دیتے ہوئے بہت محدود وسائل میں رہ کر دوسرے صوبوں کی بھی خدمت کرنے کی عملی کوشش کی جس میں مالاکنڈ ڈویژن کے متاثرین کے لئے آٹے کی مفت فراہمی جیسے منصوبہ جات اور بلوچستان جو کہ ایک پسماندہ صوبہ ہے ان کے لئے کارڈیالوجی ہسپتال کا قیام، یہ تمام منصوبہ جات اور سستی روٹی جیسے منصوبہ جات میں سمجھتا ہوں کہ

یہ میاں محمد شہباز شریف کے اس وژن کی عکاسی ہیں جو نہ صرف اس صوبہ کی بلکہ اس ملک میں بسنے والے دوسرے لوگوں اور دوسرے صوبوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ مجھ سے پہلے بہت سے مقررین نے اس floor پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے اور شمالی پنجاب کے حوالے سے جو احساس محرومیاں ان میں پائی جاتی ہیں یا جو بھی ان کے مسائل ہیں انہوں نے ان کو یہاں پر بیان کیا۔ مجھ سے پہلے میرے ایک رکن اسمبلی نے یہاں پر اقلیتوں کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے اس دن، اس floor پر اقلیتوں کے حوالے سے جو احساس محرومی ہم میں پایا جاتا ہے ان کا ذکر نہ کرنا ایک زیادتی ہوگی۔ دو تین دن سے یہاں پر ہم مخصوص نشستوں کے بارے میں جو بھی comments ہیں اور جن مشکلات کا ان کو سامنا ہے وہ سن رہے ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی اس floor پر وفاقی حکومت سے اس بات کی درخواست کی ہے کہ تمام اقلیتوں کے حوالے سے مسائل کا حل یہی ہے کہ ہمارا جو طرز انتخاب ہے اس کو تبدیل کیا جائے اگر ایسا حق کسی قوم سے چھین لیا جائے کہ وہ اپنے نمائندوں کا چناؤ الیکشن کے ذریعے براہ راست نہ کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ایک انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے کہ کسی بھی کمیونٹی کو اس کا یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ اپنے نمائندے براہ راست نہ چن سکے۔ جب کوئی نمائندہ براہ راست منتخب ہو کر آتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی worth میں اور جو ایک مخصوص نشست کا ایم پی اے یا ایم این اے ہوتا ہے اس کی worth میں یقیناً فرق ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مخصوص نشستوں پر کم از کم میں اقلیتی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ یہ حقیقی نمائندگی نہ ہے۔ اقلیتوں کو حقوق دینے کے لئے سیاسی جماعتوں نے بہت سارے وعدے کئے، تھوڑا بہت کام بھی ہوا لیکن آج وقت ہے اور آج ضرورت ہے کہ ان وعدوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اگر اقلیتوں کو مکمل حقوق دینے کے لئے ایک بہترین جو پروگرام ہے، جو منصوبہ جات ہیں اور وہ تمام آئینی حقوق کہ جس سے ہم آج تک محروم ہیں ان کو اقلیتوں کو واپس لوٹانے کی ضرورت ہے۔ جب ہم قیام پاکستان کی وجوہات کو دیکھتے ہیں، پڑھتے ہیں تو سب سے پہلی وجہ جو ہمیں نظر آتی ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے ہمیشہ یہ کہا کہ مسلمانوں کو اپنی علیحدہ شناخت برقرار رکھنے کے لئے علیحدہ انتخابات کی ضرورت ہے اور اسی بات کو بنیاد بنا کر قیام پاکستان کی تحریک کو چلایا گیا اور یقیناً مسلمانوں نے یہ بہترین فیصلہ کیا کہ انہوں نے اپنی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے، اپنی

جداگانہ شناخت کو قائم رکھنے کے لئے اپنے آپ کو اس انتخابی عمل سے علیحدہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان معرض وجود میں آیا لیکن ہمیں اس بات میں بے شمار مسائل ہیں جب ہم مخلوط طرز انتخاب کے حوالے سے دیکھتے ہیں اور اس سلسلے میں یہاں پر پیپلز پارٹی کے میرے دوست تشریف فرما ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے جب وہ وزیر اعظم تھیں ان کے دوسرے tenure کی کابینہ میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا تھا کہ اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینا چاہئے تاکہ وہ اپنے نمائندگان کا ڈائریکٹ انتخابات کے ذریعے چناؤ کر سکیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر دوہرے ووٹ کا حق اقلیتوں کو دے دیا جائے تو یہ جو قباحتیں، یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے مسائل بلکہ آئینی حقوق کی جب بات ہوتی ہے تو ان مسائل سے اقلیتوں کے حوالے سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ یہاں پر میرے ایک دوست نے پانچ فیصد کوٹا کے حوالے سے بات کی یقیناً اس کے لئے وفاقی حکومت اور محترم وزیر اعظم صاحب کو میں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹے کا اعلان کیا اور صوبوں نے ابھی تک اس بات پر عملدرآمد شروع نہیں کیا بلکہ صوبوں میں تو پانچ فیصد یا کسی بھی فیصد کے حوالے سے اقلیتوں کے لئے کوئی ایسی چیز نہ ہے۔ میری آج اس floor پر، اس ہاؤس کی وساطت سے صوبائی حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ صوبہ پنجاب میں اقلیتوں کے ملازمتوں کے اس کوٹا کو پانچ فیصد سے بڑھا کر کم از کم سات فیصد کر دیا جائے۔ کوٹا کے حوالے سے جب ہم دیکھتے ہیں اور یہاں پر جب ایجوکیٹروں کی بات کی گئی کہ 34 ہزار ایجوکیٹروں کو میرٹ پر بھرتی کیا جا رہا ہے تو اگر ہمارے پاس اس کوٹا پر عمل ہوا ہوتا یا یہ کوٹا ابھی ہمیں ملا ہوتا تو 34 ہزار ایجوکیٹروں میں سے کم از کم 1750 اقلیت سے تعلق رکھنے والے ایجوکیٹر اس کے تحت بھرتی ہوتے۔ ابھی پولیس کی بھرتی کی بات ہو رہی ہے اور 17 ہزار کانسٹیبل بھرتی کئے جائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے صوبائی حکومت سے گزارش کروں گا کہ ان تمام آنے والی بھرتیوں کے شروع ہونے سے پہلے اقلیتوں کے لئے کوٹا مختص کیا جائے تاکہ ان تمام محکموں میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے ہمارے نوجوانوں کو نوکریاں مل سکیں۔

جناب سپیکر! صوبہ بلوچستان کا وفاقی حکومت میں ملازمتوں کا حصہ 6 فیصد ہے اگر اسی precedent کو سامنے رکھتے ہوئے صوبہ پنجاب میں اس بات پر عمل کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو پانچ فیصد کوٹا وفاقی حکومت نے ہمارے لئے مختص کیا ہے اس کو صوبوں کے level پر بھی کر سکتے ہیں تاکہ

اقلیتوں میں جو احساس محرومی ہے اس کو ختم کیا جا سکے اور ان کو بھی ملازمتوں میں مناسب حصہ دیا جا سکے۔ یہاں پر میں صوبہ پنجاب کے اس سب سے بڑے floor کے توسط سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا جبکہ میثاق جمہوریت پر عمل کرنے کے لئے وفاق میں ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی جا رہی ہے میں اس کمیٹی سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ 1985 سے لے کر آج تک ہماری نشستوں میں آبادی کی بنیاد پر اضافہ نہیں کیا گیا۔ میری گزارش ہو گی کہ ہماری نشستوں میں آبادی کے حساب سے اضافہ کیا جائے۔ سینٹ میں نمائندگی دی جائے اور میں آخری گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ اسی ہاؤس میں محترم وزیر قانون صاحب نے commit کیا تھا کہ VTI کے حوالے سے طلباء کے لئے پیسے رکھے جائیں گے اور ملازمتوں کے حوالے سے حافظ قرآن کو جو پانچ نمبر دیئے جاتے ہیں اس ہاؤس میں یہ commit کیا گیا تھا کہ اقلیتوں کے حوالے سے وہ نمبر دینے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے گی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کمیٹی کو جلد فعال کیا جائے تاکہ اقلیتوں کے حوالے سے جو یہ مسئلہ ہے اس کو دور کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ابھی ایجوکیٹرز کی بھرتی کے حوالے سے ذکر ہو رہا تھا۔ مجھے کافی جگہوں سے اطلاعات ملی ہیں کہ بھرتی کی کمیٹیاں پیسوں کا لین دین کر رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے جو میرٹ کا نعرہ لگایا ہے میری خواہش بھی ہے اور کوشش بھی ہے کہ اس پر پوری طرح implementation ہو جائے۔ میں اس floor پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ای ڈی او اور ڈی سی او صاحبان کو اسمبلی کی طرف سے ایک لیٹر فیکس کرنا چاہئے کہ کہیں پر بھی اس طرح کوئی malafide intention نظر آئی تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ جیسے میاں صاحب نے شفاف طریقے سے بھرتی کا اعلان کیا ہے اس پر عمل پیرا ہونا ہم سب کا فرض بھی ہے اور اس کو convey بھی کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): معزز ممبر نے ایجوکیٹروں کے حوالے سے بات کی ہے تو گجرات میں اسی طرح کی ایک شکایت آئی جہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی ٹیم نے جا کر چیک کیا لیکن وہاں پر zero error تھا بلکہ تمام بھرتیاں قانون اور rules کے مطابق ہوئی تھیں۔ اگر ممبر جس طرح کہہ رہے ہیں اور اب ایسی observation آئی ہے تو حکومت اس کو چیک کرے گی اور action لے گی۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں clarification کرنا چاہتا تھا کہ تمام اضلاع میں 34 ہزار ایجوکیٹروں کی بھرتی strictly merit پر ہو رہی ہے اور اس کے لئے جو system تجویز کیا گیا ہے اس حوالے سے بچوں کو سارے نمبر ایوارڈ کر کے display کئے گئے ہیں اور انہیں حق دیا گیا ہے کہ اگر کسی بھی بچے یا بچی کو اعتراض ہے تو وہ objection کر سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ days دیئے گئے ہیں اور جس طرح کائرہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں جہاں objection raise ہوئے ہیں انہیں redress کیا گیا ہے۔ اب بھی اگر کسی دوست کو اس پر objection ہے تو وہ ڈی سی او کے پاس آ سکتا ہے جنہیں پہلے سے ہدایات دی جا چکی ہیں۔

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے کہ کچھ طلبا نے hope basis پر apply کیا تھا مثلاً کسی نے ایم اے کا امتحان دیا ہوا ہے لیکن result awaited ہے۔ منڈی بہاؤالدین میں ایسے لوگوں کو entertain نہیں کیا گیا اور بعد میں جب interviews ہو رہے تھے تو ان کا result آ گیا تھا۔ انہوں نے ایم اے پاس کر لیا ہے لیکن ان کی ڈگری کو count for نہیں کیا گیا۔ اس بارے میں بھی منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ کوئی direction دی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن کے ایک رکن محسن خان لغاری صاحب کی اس وقت پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیو گرافی ہو رہی ہے تو میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ سب مل کر ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہم سب ان کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش بھی اسی سلسلے میں ہے کہ 34 ہزار ایجوکیٹروں کی بھرتی کا معاملہ ٹھیک ہے کہ وہ merit پر کوشش کر رہے ہیں کہ ہو جائے لیکن جو کچھ وزیر اعلیٰ چاہتے تھے وہ نہیں ہوا۔ وہ چاہتے تھے دس نمبر مقامی استانی کو دے کر مقامی سکول کھلوائے جائیں تاکہ دس، دس، بیس، بیس سال سے بند سکولوں کو کھولا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی یہ ہدایت اور پالیسی تھی کہ پہلے 10 نمبر مقامی استانی کو دے کر وہاں مقامی سکولوں میں لگا دیا جائے۔ اگر وہاں نہ ہو تو پھر یونین کونسل کی سطح پر 8 نمبر دے کر پھر یونین کونسل کی بچی کو وہاں لگایا جائے۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو پھر تحصیل کی سطح پر merit بنا کر اسے لگایا جائے۔ اس پر عمل نہیں ہوا اور میری گزارش ہے کہ میرے ضلع لودھراں کی فائل منگوا لیں اس میں یہ 10 نمبر مقامی استانی کو دے کر نہیں لگایا گیا جو کہ بہت ظلم ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ کی اتنی شفاف اور اچھی پالیسی جو کرپشن سے پاک تھی، مقامی سکول کھولنے کا ان کا جو ارادہ تھا تو وہ مقامی سکول بند پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ صاحب اس معاملے کو بھی دیکھیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: شکریہ۔جناب سپیکر!اگر مہربانی فرما کر کے آپ out of turn مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات صرف اتنی کہوں گا کہ یہ حق سب کا ہے اور بہت سارے ممبران کی طرف سے مجھے بار بار لکھ کر آیا ہے کہ ہم بات نہیں کر سکے۔یہ فہرست اس ایوان کی امانت ہے اور جو ممبران رہ گئے ہیں ان کا نمبر بعد میں آئے گا۔اگر carry ہوا تو آپ کو باری مل جائے گی اور اگر نہ آئی تو cut motions یا ضمنی بجٹ پر آپ اپنی باری avail کر لیجئے گا کیونکہ ہر ایک کا حق ہے اور فہرست بنی ہوئی ہے۔اس طرح سے بہت زیادہ اعتراض آئے گا .I will have time a level best Thank you آپ سیکرٹری صاحب کے پاس موجود فہرست میں اپنا نمبر دیکھ لیں۔اب محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی باری ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس فرض کو ادا کرنے کا موقع دیا جو اس ایوان کی ممبر ہونے کی حیثیت سے مجھ پر عائد ہوتا ہے۔بغیر کسی تعریف اور تمہید کے میں بجٹ پر اپنی بات شروع کروں گی۔اس بجٹ میں سب سے پہلے بے روزگار افراد کے لئے رکھے جانے والے فنڈز سے متعلق کہوں گی کہ اس کا کیا criteria رکھا گیا ہے اور کیا اس کی کوئی حد مقرر کی گئی ہے اس کے ساتھ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ بے روزگار افراد کو دی جانے والی رقم قرض کی شکل میں ہو گی یا قرض حسنہ کے طور پر ہو گی؟

جناب سپیکر! سمال انڈسٹریز کا تھوڑا سا reference دینا چاہوں گی کہ سمال انڈسٹری کے قیام کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ متوسط طبقہ کے لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں لیکن سمال انڈسٹری سے قرضہ حاصل کرنے کے لئے رکھی گئیں conditions ایک عام آدمی کی پہنچ میں نہیں تھیں جس سے وہ طبقہ کافی حد تک محروم رہ گیا اور وہ مقصد فوت ہو گیا جس کے لئے اس انڈسٹری کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ آپ جو رقم فراہم کریں گے تو اس کی conditions ہیں ان سے کوئی چیز as a pledge نہ مانگی جائے اور اسے حاصل کرنے کا طریق کار انتہائی سادہ اور آسان ہو۔اس کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر اس درخواست دہندہ کو پابند کیا جائے کہ وہ جو

کام شروع کرنا چاہتا ہے اسے وہ جانتا ہو یا اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو share کرے جو اس کام سے واقف ہو تاکہ وہ جو کام شروع کرنا چاہتا ہے اسے آسانی سے کر سکے۔

جناب سپیکر! خواتین کو بجٹ میں بالکل ہی ignore کیا گیا ہے تو میں ایک تجویز دوں گی کہ بے روزگار افراد کے لئے رکھے جانے والے فنڈز میں اگر خواتین کو 40 فیصد کوٹا دیا جائے تو جو خواتین اپنے پاؤں پر کھڑی ہونا چاہتی ہیں اور اپنا روزگار شروع کرنا چاہتی ہیں تو انہیں کافی مدد ملے گی۔ اس کے طریق کار کے سلسلے میں یہی کہوں گی کہ سب سے پہلے درخواست دہندہ کی feasibility report تیار کی جائے جو سات دن میں بن جائے اور اس کے بعد اسے اتنی ہی رقم دی جائے جتنی اس کی ضرورت ہو۔ اس کی مثال یہ ہے اگر ایک شخص کے سر میں درد ہے اور ڈاکٹر اسے دو گولی پیناڈول تجویز کرتا ہے تو اگر اسے آدھی گولی پیناڈول دے دی جائے تو اس سے اس کے سر کا درد کبھی نہیں جائے گا، ہاں دوائی ضرور ضائع ہو جائے گی۔ یہ مثال پیش کرنے کا میرا مقصد صرف یہ تھا کہ درخواست دہندہ جو کام شروع کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ دو لاکھ روپے کی demand کرتا ہے اور ہم اسے 50 ہزار روپے دیتے ہیں تو اس سے وہ اپنا کام شروع نہیں کر سکتا اور گورنمنٹ کا 50 ہزار بھی ضائع چلا جائے گا۔

جناب والا! ایک طرف جعلی ادویات ہیں اور دوسری طرف مہنگی ادویات ہیں۔ جتنی بھی فارماسیوٹیکل کمپنیاں ہیں یہ تمام آپس میں ملی ہوئی ہیں اور تقریباً یہ ایک ہزار فیصد تک منافع کما رہی ہیں۔ 18۔ جون کے "Dawn" اخبار کے مطابق سمندری کے ایک ہسپتال میں expiry ادویات کا case سامنے آیا ہے۔ میں یہ بات دعوے کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ اگر صوبے کے باقی ہسپتالوں میں بھی انکوائری کروائی جائے تو اس طرح کے بے شمار cases سامنے آئیں گے تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پروفیسروں کی ملی بھگت کے ساتھ ہسپتالوں میں دی جانے والی expiry and substandard ادویات کی روک تھام کی جائے۔

صوبہ بھر میں ریسکیو کو پھیلانے کا منصوبہ یقیناً ایک قابل ستائش اقدام ہے لیکن ہم اس حقیقت سے بھی چشم پوشی اختیار نہیں کر سکتے کہ اس میں جو کرپشن ہو رہی ہے تو میں on the record یہ بات ثابت کر سکتی ہوں کہ transport rescue vehicles and equipment کی خریداری میں لاکھوں روپے کے گھپلے ہیں۔ اس محکمے کو کبھی monitor ہی نہیں کیا گیا، اسے

monitor کرنے کی اشد ضرورت ہے اور transparency کو مدنظر رکھا جائے۔ اس کے لئے میری گزارش ہے کہ اس ایوان کے ممبران کی ایک کمیٹی بنانی چاہئے جو اس پر کام کرے اور اس محکمے میں ہونے والی کرپشن کو ختم کرنے میں اپنا فعال کردار ادا کرے۔

جناب سپیکر! ریٹائرڈ ملازمین کی ہاؤسنگ سکیم سے متعلقہ وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس کا کیا criteria رکھا گیا ہے اور کس گریڈ تک کے ملازمین کو یہ گھر دیئے جائیں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ سکیل 15 تک کے ملازمین کو یہ گھر دیئے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ گھر non transferable ہوں کیونکہ گزشتہ جو بھی سکیمیں بنیں ان کے تحت لوگ گھر اور پلاٹ حاصل کر تو لیتے ہیں لیکن ذرا زیادہ منافع پر ان کو فروخت کر دیتے ہیں۔ ان کا way of living اور ان کی condition وہی رہتی ہے۔ اس سے یہ ہوگا کہ جب وہ اس گھر میں رہیں گے تو ان کی condition بہتر ہوگی۔ ہاں اس شخص کی death کے بعد جب جائیداد کی تقسیم کا جھگڑا بنے تو پھر یہ گھر فروخت کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ بے گھر افراد کے لئے 46 ہزار 5 سو 55 گھرانے کو پانچ مرلہ پلاٹ دینے کی سکیم شروع کی جارہی ہے۔ اس طرح کی سکیم پہلے بھی کئی مرتبہ بنی ہے لیکن اس میں لوگوں کی بنیادی ضروریات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ اس میں سب سے پہلے جو جگہ allocate کی جائے وہ رنگ روڈ کو link کرے تاکہ وہاں کے لوگوں کو شہر اور قصبوں سے دوری کا احساس نہ ہو۔ یہاں پر جو بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں اور اس سکیم کو LDA کی approved scheme کو approved کے مطابق کیا جائے۔ no loss no cost کی shuttle service شروع کی جائے۔ یہاں پر جو افراد رہائش پذیر ہیں ان کو روزگار کے مواقع بھی فراہم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے علاوہ ایک اہم ادارہ جس کے لئے 2۔ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں وہ T.E.V.T.A ہے اس پر اتنی بڑی رقم مختص کی گئی ہے لیکن یہ بات بھی منظر عام پر آنی چاہئے کہ T.E.V.T.A کی کارکردگی کیا ہے، اس کا out put کیا ہے؟ T.E.V.T.A سے جو افراد ہنر مند ہو کر نکلتے ہیں اور جب وہ practical life میں آتے ہیں تو وہ اتنے ہنر مند نہیں ہوتے۔ T.E.V.T.A کے تحت گجرات میں چلنے والا ایک فرنیچر ساز ادارہ پانچ گنا زیادہ منافع پر فرنیچر فروخت کرتا ہے وہ پانچ گنا منافع کس کی جیب میں جاتا ہے؟ گزشتہ حکومت نے تمام سرکاری سکولوں اور کالجوں کو اس بات کا پابند کیا تھا کہ فرنیچر کی خریداری کے سلسلے میں جو بھی

فنڈ سکولوں اور کالجوں کو دیئے جائیں گے وہ اس کے پابند ہوں گے کہ وہ اس گجرات کے ادارے سے فرنیچر خریدیں۔ اس لئے اس کا حساب ضروری ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! کھیل کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پہلے بھی بجٹ میں کھیل کی مد میں اربوں روپے رکھے جاتے ہیں لیکن وہ تمام کے تمام فنڈز پوش areas پر ختم ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کھیل کی مد میں رقم کو ایسے علاقوں پر خرچ کیا جائے جہاں اس کی ضرورت ہے۔ اس کو South areas میں خرچ کریں، play grounds بنائیں اور جہاں غریب طبقہ ہے low income والے لوگ ہیں وہاں پر اس کو خرچ کرنا چاہئے تاکہ غریب اور متوسط طبقے کے لوگوں کو بھی کھیلوں کے مواقع ملیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر جہاں ایک مرد کے لئے جسمانی اور ذہنی نشوونما ضروری ہے وہاں ایک عورت کے لئے بھی ضروری ہے۔ اس لئے خواتین کے لئے بھی علیحدہ سے انتظامات ہونے چاہئیں، ان کے لئے tournaments کا انعقاد ہونا چاہئے اور grounds کا بھی انتظام ہونا چاہئے۔

جناب والا! ایجوکیشن پر بات کرتے ہوئے میں صرف یہ کہوں گی کہ جتنے بھی بڑے سکول ہیں جیسے بیکن ہاؤس اور لاہور گرائمر وغیرہ ان سکولوں کو پابند کیا جائے کہ یہ 15 فیصد low income گروپ کے بچوں کو فری تعلیم دیں۔ چونکہ ہماری سوسائٹی میں ایک تعلیم کا فرق بڑھتا جا رہا ہے یہ اقدام اس فرق کو کم کرنے میں مدد کرے گا۔ جو بچے ان سکولوں میں داخل ہوں ان کی ماہانہ آمدنی 10 ہزار تک ہو اور ان کو اسی سٹینڈرڈ کی تعلیم فراہم کریں جو دوسرے بچوں کو دی جاتی ہے۔ دانش سکول سسٹم کا اقدام انتہائی اچھا ہے لیکن میں اس میں یہ کہوں گی کہ جس طرح کی سہولیات دانش سکول سسٹم میں فراہم کی جا رہی ہیں اگر یہی سہولیات سرکاری سکولوں میں بھی فراہم کی جائیں تو اس سے ان کا معیار بھی بہتر ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا آصف محمود!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی 34 ہزار ایجوکیٹرز کی بات ہو رہی تھی میں صرف ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں جس کی میرے خیال میں آپ بھی تائید کریں گے۔ بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب بالکل چاہتے ہیں کہ میرٹ پر ہو اور ٹھیک ہے کہ ایسا ہی ہو رہا ہو گا لیکن کیا یہ اچھا نہ ہو گا کہ قطع نظر کسی جماعت اور کسی ممبر کے کہ جہاں جہاں جس ضلع میں بھرتی ہو رہی ہے وہاں سے جو ایم پی اے ہے اس کو as observer ممبر بنا دیا جائے اور جہاں پر لیڈیز کی بھرتی ہو رہی ہے اور لیڈیز اساتذہ بھرتی ہو رہی ہیں وہاں لیڈیز ممبران کو لایا جائے۔ ان کو صرف observer کی حد تک بٹھایا جائے تاکہ یہ مسئلہ نہ ہو۔ اس وقت جتنا مرضی میرٹ پر کام ہو رہا ہو گا لیکن ہم لوگ ووٹ لے کر آئے ہیں اور ہم نے represent کرنا ہے بیوروکریٹس نے نہیں کرنا ہے۔ EDO آج یہاں ہے کل خانیوال ہے اور پرسوں جھنگ ہے۔ آج بھی یہ کام ہو سکتا ہے ایک review committee بنا دیں اور ہمیں صرف observer کی حیثیت سے اس میں بٹھا دیں تاکہ ہم اس کو بہتری کی طرف لا سکیں، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب وزیر خزانہ! کافی زیادہ ممبران کا اصرار آ رہا ہے اس لئے اس کو دیکھیں اور جو بہتر ہو سکے وہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: یہ صرف دو منٹ کا کام ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، آصف محمود صاحب!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو ان مشکل حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس بجٹ کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم کے شعبہ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جو کہ انتہائی خوش آئند اقدام ہے۔ تعلیم کا شعبہ کسی بھی ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ وزیر خزانہ نے تعلیمی شعبہ میں بہت سے اچھے اقدامات کا ذکر کیا جن میں دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں رہائش پذیر

طلباء اور طالبات کے لئے سہولیات اور خصوصی وظائف کا ذکر ہے لیکن وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں اقلیتی طلباء کو یکسر نظر انداز کیا۔ بالعموم اقلیتی عوام کا تعلق معاشرے کے غریب ترین طبقات سے ہے اور یہ زیادہ تر انتہائی پسماندہ علاقوں میں رہائش پذیر ہیں جہاں انہیں زندگی کی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں جس کی وجہ سے ان کے بچے تعلیمی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں اور وہ پیچھے رہ جانے کی وجہ سے قومی دھارے میں شامل ہونے سے قاصر ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اقلیتی طلباء کے لئے سرکاری پیشہ ورانہ کالجوں میں مخصوص کوٹا فوری طور پر بلا تاخیر بحال کیا جائے جس سے ان غریب اقلیتی عوام کی دادرسی ہو۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں اس دفعہ دوبارہ Self Finance Scheme کو ختم کرنے کا اعلان کیا لیکن جب یہ سکیم ختم کی گئی تو اس میں ان بچوں اور طلباء کا بالکل ذکر نہیں کیا گیا جو اس سکیم کے تحت میڈیکل کالجوں یا دوسرے پیشہ ورانہ کالجوں میں داخلہ لے چکے تھے۔ یہ سکیم ختم کر دی گئی لیکن ایک سال سے یہ طلباء اور طالبات وہی self scheme کے ریٹ کی فیس ادا کر رہے ہیں۔ ان طلباء اور طالبات نے پچھلی حکومت کی سکیم میں attract ہو کر داخلہ لیا لیکن ان میں بیشتر کا تعلق متوسط طبقات سے ہے۔ ان میں سب امیروں کے بچے نہیں ہیں، امیروں کے بچے زیادہ تر LUMS، آغا خان یا پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں جاتے ہیں میری یہ گزارش ہے کہ ان طلباء اور طالبات میں جو اس سکیم کے تحت پہلے ہی داخلہ لے چکے ہیں اور اپنے تعلیمی سال کے دو تین سال پورے کر چکے ہیں انہیں بلا تاخیر recognize کیا جائے۔ ان پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں قائم اس دہرے معیار کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ جیسے میرے دوست نے ابھی ذکر کیا کہ T.E.V.T.A کے تحت قائم تعلیمی ادارے یعنی ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں اقلیتی طلباء کو داخلہ نہیں دیا جاتا کیونکہ یہ زکوٰۃ پر چلتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ ان اداروں میں اقلیتوں کے لئے نشستیں مختص کی جائیں اور ان نشستوں کے مکمل اخراجات بیت المال یا minority ministry کے فنڈز سے دیئے جائیں۔ مرکزی حکومت کے اس اعلان کا شکر گزار ہوں کہ مرکزی حکومت میں ملازمتوں کا پانچ فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ میری پنجاب حکومت سے یہ گزارش ہے کہ 23۔دسمبر 2008 کو وزیراعلیٰ پنجاب نے جو اقلیتوں کو پانچ فیصد کوٹا دینے کا اعلان کیا تھا اس میں پنجاب کی بیوروکریسی مزید رکاوٹیں نہ ڈالے اور اس کا بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کا دائرہ کار بڑھانے کا اقدام قابل

تعریف ہے لیکن اس میں ڈاکخانوں کی وجہ سے جو کرپشن کا عنصر ہے اسے ختم کرنے کے لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ شہری اور نیم شہری علاقوں میں اس فنڈ کی تقسیم کا انتظام بنکوں کو دے دیا جائے اور دیہی علاقوں میں صرف ڈاکخانے کا استعمال کیا جائے کیونکہ دیہات میں عموماً لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور اس سے یہ عمل تیز اور شفاف ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع سیالکوٹ سے ہے۔ سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں میڈیکل کی سہولیات نہایت ناکافی ہیں۔ شدید بیمار مریضوں اور حادثات میں شدید زخمیوں کو علاج کے لئے لاہور بھیجنا پڑتا ہے جن میں سے بیشتر تو راستے میں دم توڑ جاتے ہیں۔ سیالکوٹ کے دو بڑے سرکاری ہسپتالوں میں میت کو رکھنے کے لئے سرد خانہ نہیں ہے، سیالکوٹ میں بیشتر لوگ بیرون ملک روزگار کے لئے مقیم ہیں اگر کسی عزیز کا انتقال ہو جائے اور چند روز کے لئے بوقت ضرورت میت کو رکھنا پڑے تو شدید موسمی حالات میں، شدید گرمی میں میت کو بھی لاہور بھیجنا پڑتا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ سیالکوٹ میں ان دونوں بڑے ہسپتالوں میں ان بنیادی طبی سہولتوں کو improve کیا جائے اور یہ وہاں پر فوری طور پر سرد خانے کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب والا! سیالکوٹ فیض احمد فیض اور علامہ اقبال کا شہر ہے لیکن یہ بدقسمتی ہے کہ سیالکوٹ میں آج تک علامہ اقبال کی کوئی یادگار تعمیر نہیں کی گئی، سیالکوٹ میں آج تک کوئی یونیورسٹی قائم نہیں کی گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ سیالکوٹ میں علامہ اقبال کے نام پر ایک نئی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے اور سیالکوٹ میں پنجاب یونیورسٹی کا کیمپس بھی قائم کیا جائے۔ سیالکوٹ کی عوام نے ایک معقول کارنامہ انجام دیا ہے وہاں کے کاروباری لوگوں نے خود اپنی مدد آپ کے تحت ایک state of the art اور انتہائی جدید انٹرنیشنل ائیرپورٹ قائم کیا لیکن اس اپنی مدد آپ کے تحت قائم کردہ ائیرپورٹ میں بھی پی آئی اے اور Civil Aviation Authority سوتیلے پن کا سلوک کر رہی ہے۔ سیالکوٹ کے ائیرپورٹ سے اندرون ملک صرف کراچی کی تین پروازیں ہیں، وہ تین پروازیں بھی انتہائی نامناسب وقت پر چلائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے مسافروں کو انتہائی تکلیف ہوتی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ سیالکوٹ انٹرنیشنل ائیرپورٹ کو اوپن سکائی پالیسی کے لئے declare کیا جائے اور سیالکوٹ کے ائیرپورٹ سے تمام

دوسری ائیر لائنوں کو operate کرنے کی اجازت دی جائے جس کا فائدہ نہ صرف سیالکوٹ کے عوام کو ہو گا بلکہ گجرات، وزیر آباد اور گوجرانوالہ کے شہریوں کو بھی ہو گا۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ سے سیالکوٹ کی روڈ ایک سنگل ٹریک روڈ ہے جہاں پر اب تک سینکڑوں لوگ حادثات میں موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ پہلے یہاں پر موٹر وے کا وعدہ کیا گیا اب کافی عرصہ سے یہاں پر dual carriage بنانے کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ سیالکوٹ سے گوجرانوالہ کے درمیان روڈ کی بلاتاخیر تعمیر شروع کی جائے اور اس سے دورویہ سڑک بنائی جائے۔ ہمارے سیالکوٹ شہر کا ایک اور مسئلہ ہمارا قدیم ریلوے سٹیشن ہے جو کہ اب ایک گنجان آبادی میں گھر چکا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب wind up کریں۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں wind up کرتے ہوئے اپنے اقلیتی ارکان ساتھیوں کی جانب سے جو چیزیں point out کی گئی ہیں کہ حالیہ دہشت گردی کے واقعات میں جن اقلیتی نوجوانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے ان شہداء کو پریس یا ٹی وی نے کوریج نہیں دی، (ون فائیو)15 میں نثار مسیح بھی شہید ہوا لیکن وہاں جو تصویریں لگی ہیں ان میں نثار مسیح کی تصویر نہیں ہے، انور مسیح سوات میں شہید ہوا لیکن اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس کے جنازے کی ٹی وی پر کوئی تصویر نہیں آئی۔ میں اپنے ساتھیوں اور اپنی جانب سے صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ ابھی انہوں نے جو پہلے بھی قربانیوں کا ذکر کیا:

ہم نے گلشن کے تحفظ کے لئے
رکھ دیا کانٹوں پہ کلیجہ اپنا
ہم نے ہر پھول کی پتی پہ لہو چھڑکا ہے
یہ الگ بات کہ ہوتا نہیں چرچا اپنا

شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب میں پوائنٹ آف آرڈرز کو discourage کر رہا ہوں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جو انہوں نے کہا ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمادیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں صرف یہی وضاحت کرنا چاہتا ہوں، میرے فاضل بھائی فرما رہے تھے کہ ٹی وی میں انور مسیح جو جہانیاں سے تعلق رکھتے تھے شہید ہوئے ہیں ان کو نہیں دکھایا گیا تو میرے بھائی شاید وہ نہیں دیکھ سکے۔ ایکسپریس، جیو اور سارے چینلز نے اس کا جنازہ بھی دکھایا ہے اور وہاں پر اشفاق کیانی صاحب کی طرف سے پھولوں کا گلدستہ بھی چڑھایا گیا ہے تو اس حوالے سے میں پریس کا بہت زیادہ مشکور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، thank you. سردار اطہر حسن خان گورچانی!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو ہر دور میں جس طرح neglect کیا گیا ہے اس دفعہ پھر جنوبی پنجاب کے ساتھ نہایت ہی ناانصافی اور زیادتی کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کے رہنماؤں سے ایک request ضرور کروں گا کہ بجٹ تقریر میں کوئی دعویٰ کرنے سے پہلے اپنا پچھلا بجٹ بھی پڑھ لیا کریں یا کوئی بات ضرور کر لیا کریں کیونکہ پچھلے بجٹ میں ہمارے ساتھ جنوبی پنجاب کے حوالے سے ایک وعدہ کیا گیا تھا جو میں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔ پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں صفحہ نمبر 17 ہے جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ جنوبی پنجاب نسبتاً کم ترقی یافتہ اضلاع پر مشتمل ہے۔ ان اضلاع کی ترقی کے لئے ترجیحی بنیادوں پر بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس مد میں 7۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک جگہ اور کہا گیا ہے کہ چولستان میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے 91 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ خاص طور پر راجن پور اور ڈی جی خان کے قبائلی علاقوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے 3۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ باقی علاقوں کا تو مجھے نہیں پتا، راجن پور اور ڈی جی خان کے حوالے سے میں ضرور کہوں گا اور میں اس اسمبلی میں کھڑا ہو کر یہ دعویٰ کر رہا ہوں کہ

ایک روپیہ نہیں آیا تو کس طرح آج بھی ہمیں جو بجٹ دیا گیا ہے اس میں بڑے فخر سے کہا گیا ہے کہ ہمیں فخر ہے کہ حکومت پنجاب نے کٹھن صورتحال کے باوجود عوام کے ساتھ کی گئی اپنی تمام تر commitments پر کاربند رہنے کا فیصلہ کیا، یہ دعویٰ کس طرح کیا گیا ہے؟ 3۔ارب روپے کوئی چھوٹی رقم نہیں ہے کہ دو چار کروڑ ہیں، اِدھر اُدھر ہو گئے،3۔ارب روپے کہاں گئے ہیں؟ ہمیں بتایا جائے۔اس دفعہ پھر ہمارے ساتھ 5۔ارب روپے کا وعدہ کیا گیا ہے جس میں جنوبی پنجاب کو address کیا گیا ہے، جنوبی پنجاب کوئی تحصیل ہے، ضلع ہے یا ڈویژن ہے؟ سولہ اضلاع ہیں جن میں مجھے بتایا جائے کہ 5۔ارب روپے کی رقم کس طرح تقسیم ہو گی؟ ساٹھ ساٹھ کروڑ روپے بھی حصہ میں نہیں آئیں گے۔جہاں پر بقیہ ساری رقم اپر پنجاب، میں سمجھتا ہوں کہ اپر پنجاب ہی کیا جی ٹی روڈ پر ہی خرچ ہو رہا ہے، اس کے دونوں اطراف جو اضلاع آ رہے ہیں، جی ٹی روڈ پر ہی جا رہے ہیں۔ مجھے تو یہاں پر کہیں نظر نہیں آتا کہ پیسا کہاں جا رہا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اسی موقع پر ایک ہمارے دوست نے شعر مجھے لکھ کر بھیجا ہے، میں ضرور پڑھنا چاہوں گا۔ مخدوم ارتضیٰ صاحب نے لکھ کر بھیجا ہے۔ شاعر کوئی اور ہے لیکن انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ:

گلہ وفا جفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بت کدے میں بیاں کروں تو صنم بھی کہے ہری ہری

جناب والا! اس طرح کے دعوے نہ کئے جائیں، مہربانی کی جائے، ہم پر یہ احسان کیا جائے یا تو ہم سے جھوٹے وعدے نہ کئے جائیں، لارے لگائے ہی نہ جائیں کیونکہ ٹی وی پر لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں، ٹی وی پر تقریر لائیو ٹیلی کاسٹ کی جا رہی ہوتی ہے۔ پھر لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ پیسے کہاں گئے؟ 3۔ارب روپے کے بارے میں راجن پور، ڈی جی خان کے لوگ ہم سے پوچھ پوچھ کر تھک گئے کہ آپ کو کیا دیا؟ آپ کو فنڈز نہیں دیئے، کیا آپ کی نااہلی ہے، کیا بات ہے؟ بہر حال میں اپنی تقریر کو آگے لے کر جانا چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب کا 25 فیصد علاقہ بارانی ہے جہاں پر صوبہ کی 36 فیصد آبادی رہائش پذیر ہے، یہ علاقہ شمالی اور جنوبی پنجاب کے 13 اضلاع پر پھیلا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر بارانی علاقے کا ترقیاتی پروگرام، اے بی اے ڈی کے نام سے water source development

projectشروع کیا ہے جس میں 200 چھوٹے ڈیم تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ ہمارا تو پانی پہلے ہی پورا نہیں ہے۔ ہماری جو نہریں ہیں وہ ششماہی ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے request کرنا چاہوں گا کہ مہربانی کریں، پہلے ہمارا پانی تو پورا کریں پھر ڈیم بنا کر پانی سٹور کریں۔ ہمیں کہاں پھینکا جا رہا ہے؟ ہمارا پانی کا underground water level جو ہے وہ ساڑھے تین سو فٹ سے شروع ہوتا ہے اور وہ بھی کڑوا، پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ اگر ڈیم بنا دیئے جائیں گے تو پھر ہم تو رُل جائیں گے۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ کس بناء پر یہاں پر یہ دعویٰ کر دیا گیا ہے، مہربانی کریں، پہلے تو ہمارے ایک سال کا پانی کیا جائے، میں تمام رہنماؤں، اپنی پارٹی کے لوگوں سے بھی اور (ن) کے رہنماؤں سے بھی demand کرتا ہوں کہ ہمارا پانی بڑھا کر ایک سال کے لئے کیا جائے۔

جناب والا! اسی طرح ہمارے حالیہ بجٹ میں کمپیوٹر کی تعلیم کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ missing facilities پندرہ سو سکولوں میں دی جائیں گی جس پر 4۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ اسی طرح نئے کالجوں اور پرانے کالجوں کی بہتری کے لئے 6۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ جہاں 6۔ارب روپے خرچ کئے جا رہے ہیں تو تمام اضلاع میں دس سے بارہ کالج ہیں، اپر پنجاب میں ہم یہاں آتے ہیں، دس سے بارہ تو ہر جگہ پر موجود ہیں۔ راجن پور کی بدقسمتی ہے کہ وہاں پر صرف تین کالج ہیں جن میں برائے نام ایک کالج ہے، دو کالج چلائے جا رہے ہیں، ٹیچروں اور پروفیسروں کو وہاں پر بھیجا ہی نہیں جاتا، وہ گھر بیٹھے اپنی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ پہلے تو مہربانی کریں کہ وہاں پر توجہ کریں، وہ 6۔ارب روپے ہے اس میں سے اور کچھ نہیں تو ایک ارب روپیہ ہی کم از کم راجن پور کو دے دیں۔ راجن پور کی آٹھ لاکھ کی آبادی ہے، ڈی جی خان کی بھی میرے خیال میں کوئی چودہ، پندرہ لاکھ کی آبادی ہے، اب آٹھ لاکھ کی آبادی والے ڈسٹرکٹ میں صرف تین کالج، یہ کتنی بڑی ناانصافی ہے، اسی حوالے سے پھر انہوں نے یہاں پر ایک اور point لکھا ہے کہ اکیسویں صدی اپنے ساتھ knowledge based economy کی اصطلاح لے کر آئی ہے، globalization کے اس دور میں knowledge based economy کی اہمیت اور بھی اجاگر ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں لاہور کے قریب آٹھ سو ایکڑ زمین پر محیط knowledge city کے قیام کا انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے، knowledge city بھی لاہور میں بن رہا ہے۔ جہاں پر LUMS موجود ہے، جہاں پر پنجاب یونیورسٹی

موجود ہے، کتنا ہم لاہور کے لوگوں کو اور دیں گے؟ کیا صوبہ پنجاب صرف لاہور کے لئے ہے؟ کیا یہ فنڈز سارے یہیں پر خرچ ہونے ہیں؟ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ جو knowledge city ہے، مہربانی کر کے ڈی جی خان، راجن پور یا ملتان میں اس کو کم از کم بنایا جائے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو اس کا فائدہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ سے یہ ضرور بات کرنا چاہوں گا کہ پنجاب اسمبلی میں کیا پنجاب اور پنجابی کا کھیل کھیلا جا رہا ہے؟ یہ کس قسم کا کھیل ہے؟ ہمیں نہیں سمجھ آ رہا۔ صوبہ پنجاب کی آبادی آٹھ سے نو کروڑ لوگوں پر مشتمل ہے، اس میں بلوچ بھی ہیں، اس میں سرائیکی بھی ہیں، اس میں پٹھان بھی ہیں، بہت ساری قومیں بستی ہیں، ہمارا دل یہ کہہ کر بار بار کیوں دکھایا جاتا ہے کہ یہ پنجاب ہے اس لئے یہاں پر پنجابی ہو گی، یہ کیا بات ہوئی؟ یہ تو وہ احساس محرومی ہے جو کہ ہمارے دل میں شروع سے ہے اور اس کو مزید بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مہربانی کریں، اس کھیل کو ختم کیا جائے اور میں آج اس ایوان میں آپ کے توسط سے اپنے تمام ملکی رہنماؤں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مہربانی کریں، ہمارا صوبہ الگ کریں، جنوبی پنجاب کو الگ status دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس ہاؤس میں جو میرے دوست بہن بھائی موجود ہیں ان سے میں یہ request کروں گا کہ اگر یہ احساس مجھ اکیلے کا ہے تو پھر تو شاید میں غلطی پر ہوں۔ میں اپنے دوستوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا کوئی، صوبہ جنوبی پنجاب کے لئے میرے ساتھ ہے؟

آوازیں: ہاں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! مہربانی کریں، ہماری آواز ضرور پہنچائیں کیونکہ لیڈر تو یہاں پر آتے ہی نہیں ہیں۔ ان تک ہماری آواز ضرور پہنچائیں۔ ہم اپنے صوبہ کے لئے ضرور آواز بلند کریں گے یا تو ہمارے حقوق دیئے جائیں یا پھر ہمارا صوبہ الگ کیا جائے۔ بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے صوبہ ملتان کی بھی بات کی ہے، پنجاب کے متعلق بھی بات کی ہے۔ اگر آپ تھوڑا سا مجھے ٹائم دیں گے تو پنجاب کی ہسٹری بھی دیکھ لیتے ہیں کہ پنجاب کی ہسٹری کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! معذرت کے ساتھ، یہ کسی اور دن نہ دیکھ لیں کیونکہ آج لسٹ بہت لمبی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس میں صرف دو تین منٹ لگیں گے۔ بات یہ ہے کہ پنجاب کو آپ دیکھیں کہ اس علاقے کو سپت سندھو کہا جاتا تھا، سپت سندھو، سندھو means river، سپت means سات۔ سات دریاؤں کی سرزمین یعنی گنگا اور جمنا کو ملا کر۔ جب سکندر اعظم یہاں پر آیا، 326 BC میں اس نے cross کیا، اس نے پانچ دریا cross کئے، اس کو پینتا پوتانیا کا، پینتا means five، means دریا پوٹامیہ messopotamia تو وہاں سے یہ پنجاب معرض وجود میں آیا ورنہ اس علاقے کو سپت سندھو، سات دریاؤں کی سرزمین کہا جاتا تھا۔ اب ملتان کی بھی آپ ہسٹری دیکھ لیں کہ ملتان کا اگر آپ ذرا موازنہ کریں کہ ملتان اور چنیوٹ اس برصغیر کے سب سے پرانے شہر ہیں۔ اب ملتان کا اگر آپ دیکھیں تو حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے، ان کے اٹھارہ بیٹے تھے جن میں سے تین مشہور ہوئے جن میں سے ایک حضرت یافث جن کا تاریخ فرشتہ میں یہ ہے کہ دو بیٹوں کا نام، حضرت یافث کے دو بیٹوں کا نام، ایک کا نام چین اور ایک کا نام ترک۔ ایک دوسرا حضرت سام، ان کے بیٹے افریشند، افریشند کا بیٹا کیومرس، کیومرس نے بلخ میں بادشاہت کی ابتداء رکھی جس سے Semitic race چلی، حضرت یافث سے yellow race چلی۔ پھر حضرت سام، ان کے چار بیٹے تھے، ایک کا نام ہند، ایک کا نام بنک بنگال، ایک کا نام نہر والا گجرات کاٹھیاباد اور ایک کا نام سندھ، سندھ کے بیٹے کا نام ملتان ہے۔ یہ ہے ملتان کی ہسٹری یعنی جس سے hematic race چل رہی ہے، اب اس سے ملتان کا آپ دیکھیں کہ ملتان کے اکثر و بیشتر نمبر 2 آدمی۔ اگر نمبر 1 دلی کا بادشاہ تھا تو نمبر 2 جو تھا وہ حاکم ملتان تھا۔ سید خضر کو دیکھیں جو دلی کا بادشاہ بنا، حاکم ملتان۔ بہلول لودھی کو دیکھیں، حاکم ملتان۔ بلبن کا بیٹا محمد جو 1280 میں مغلوں کے ساتھ لڑتے ہوئے ملتان میں شہید ہوا وہ بھی ولی عہد۔ عر قلی خان، بلبن کے بعد جلال الدین

خلجی برسر اقتدار آیا۔ اس کا بیٹا عرقلی خان ولی عہد حاکم ملتان تو اس لئے یہ ملتان ہمیشہ نمبر 2 رہا ہے اور پھر جب التمش تھا تو لاہور اس کے مضافات ملتان میں آتا تھا تو یہ ہے ملتان کی ہسٹری۔ جب محمد بن قاسم نے اس علاقہ کو 712 میں فتح کیا تو اس نے یہ کہا کہ میں کشمیر تک گیا ہوں کیونکہ ملتان کا بارڈر کھیوڑہ تک جو تھا یہ سالٹ ڈرینج ایریا تک آتا تھا تو ملتان ہمیشہ صوبہ رہا ہے، کبھی یہ ڈسٹرکٹ نہیں رہا۔ یہ 1818 میں 2۔جون کو جب رنجیت سنگھ نے فتح کیا تو اس نے بھی اپنا گورنر مول راج ملتان کا گورنر لگایا۔ انگریزوں کے ٹائم میں یہ صوبہ سے ڈسٹرکٹ بنا۔ ہمیشہ محرومیاں ہی نفرت کو جنم دیا کرتی ہیں، ہمارے ہاں جو محرومیاں ہیں جیسے میرے عزیز یہ کہہ رہے تھے یعنی آپ کا ٹیکسیشن کا قانون کیا ہے؟ یعنی آپ کو جتنا ریونیو collect ہوتا ہے آپ اس میں سے 15 فیصد establishment کے لئے رکھ سکتے ہیں اور 85 فیصد وہیں خرچ کرنا ہوتا ہے جہاں سے collect کرتے ہیں۔ اب جنوبی پنجاب یا صوبہ ملتان We are surplus in cotton, یعنی پورا ملک جو کاٹن سے foreign exchange حاصل کرتا ہے وہ بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور ملتان سے ملتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہم سب سے زیادہ ریونیو generate کرتے ہیں مگر ہماری محرومیاں دیکھیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ لاہور capital ہے۔ میں کسی تعصب کی بات نہیں کرتا، یہ آپ کا بھی شہر ہے اور ہمارا بھی ہے مگر ہماری محرومیاں دیکھیں کہ آج بھی ملتان میں ایک بھی انگلش میڈیم کالج نہیں ہے، صرف وہاں میٹرک تک انگلش میڈیم تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ اسی طرح ہسپتال دیکھ لیں۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ تمام ممبران میری عرض سن لیں۔ کلو صاحب! دو منٹ! پھر اس کا مطلب ہے کہ میں اس لسٹ کو بند کر کے رکھ دیتا ہوں۔ جی، کلو صاحب! آپ بات کر لیں ان کے بعد اور کسی کو موقع نہیں دوں گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج یہاں پر انتہائی اختلافی بات کی گئی ہے اور میں آپ سے، شاہ صاحب اور اپنے عزیز سے بھی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جب کہ عالمی طاقتوں اور عالمی سازشوں

نے پاکستان کو لہولہان کر رکھا ہے۔اس وقت آپ کی فوج ملک کے اندر جنگ لڑ رہی ہے۔اس وقت یہاں آپ کی پولیس بری طرح مر رہی ہے۔اس وقت جب آپ کے علماء مر رہے ہیں، اس وقت جب پنجاب کی 60 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہی ہے۔اس وقت یہ ایک سازش ہے۔میں خود بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں۔نور پور تھل اور بھکر جنوبی پنجاب کا ہی حصہ ہے۔[***********]

سردار اطہر حسن خان گورچانی: کیا اپنا حق مانگنا سازش ہے؟

ملک محمد وارث کلو: آج فاٹا کی طرف کیسے حالات ہیں؟ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس وقت senses اکٹھے کر لیں تو پنجاب کی 60 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہی ہے اور اس میں جنوبی پنجاب، اپر پنجاب یا سنٹرل پنجاب کی کوئی تفریق نہیں ہے بلکہ سنٹرل پنجاب غربت میں سب سے زیادہ ہے۔میں ان کی بات اس حد تک مانتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے یہاں لاہور رنگ روڈ، سیالکوٹ، گوجرانوالہ میں اتنا زیادہ پیسا خرچ کیا۔ابھی بھی جو اس وقت ہمارا 175 بلین کا ترقیاتی بجٹ ہے اس میں مصیبت یہ ہے کہ پچھلی حکومت کا حصہ through forward اس میں آیا ہے۔یہ بات بالکل صحیح ہے کہ پورے share کے ساتھ حصہ ملنا چاہئے لیکن میں یہاں اس floor پر اپنے ان عزیزان سے اختلاف کروں گا کہ اس اختلافی بات کا نہ یہ ٹائم ہے، نہ صوبہ ڈیمانڈ کرنے کا وقت ہے بلکہ آپ اس وقت پاکستان کی خیر منائیں۔اس وقت پاکستان خطرے میں ہے اور یہ مشرقی پاکستان والی بات کرنا چھوڑ دیں۔یہ بنگلہ دیش مت بنائیں اور نہ یہ بنگلہ دیش بنے گا۔پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور انشاء اللہ قائم رہے گا۔شکریہ

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! معزز رکن بات کو غلط side پر لے گئے ہیں۔ہم نے اپنا حق مانگا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورچانی صاحب! باقی ممبران بھی کھڑے ہیں جب Chair بات کر رہی ہوتی ہے تو patience کے ساتھ سنیں۔پلیز تشریف رکھئے۔جب ٹائم ہو گا میں بتاؤں گا۔شاہ صاحب! آپ سینئر ممبر ہیں پلیز تشریف رکھئے

---

* بحکم جناب قائم سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک سیکنڈ میں بات مکمل کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ میری عرض سن لیں۔ اعجاز شفیع صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس وقت اس ملک پاکستان کو، اس قوم کو اکٹھا رکھنے کی ضرورت ہے اور اس موقع پر ایسی باتیں مناسب نہیں ہیں۔ جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو میرے نزدیک آج ان ممبران کا حق ہے جنہوں نے لسٹ میں اپنا لکھوایا ہوا ہے۔ اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ لے کر آئیں اس پر ایک دن پورا بحث کریں گے لیکن آج کا دن اس کے لئے بالکل نہیں ہے۔ میں آج صرف لسٹ کو follow کروں گا۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! انہوں نے جو [***] کا لفظ استعمال کیا ہے وہ واپس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: [***] کا لفظ غلط ہے۔ میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورچانی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پلیز ایک منٹ موقع دیں۔

ملک محمد وارث کلو: [**********]

سردار اطہر حسن خان گورچانی: کون سی سازش ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز کلو صاحب! اب no more۔ شاہ صاحب! پلیز میرے خیال میں اب اس پر بہت بات ہو چکی ہے۔ ہم نے اس پر بیس منٹ ضائع کر دیئے ہیں۔ ہم دو ممبران کا ٹائم ضائع کر چکے ہیں۔ میں اس کے لئے بعد میں ٹائم رکھوں گا۔ کلو صاحب! When the Chair is speaking, please sit down. Please sit down گورچانی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک فقرے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

---

* بحکم جناب قائم سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بڑی معذرت کے ساتھ آپ سینئر ممبر ہیں، میں آپ کو موقع دوں گا لیکن ابھی نہیں۔ بہت شکریہ۔ پھر اس طرح ہر ممبر وقت مانگے گا۔ میں نے آپ کو ہمیشہ بطور سینئر ممبر honour کیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک فقرے میں بات مکمل کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! پلیز۔ sorry کسی کو ٹائم نہیں ملے گا۔ اگلے مقرر انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!۔۔۔ شاہ صاحب! I am very sorry میں آپ کو کل موقع دے دوں گا۔ جی، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک فقرے میں بات مکمل کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس طرح تو ہر ممبر کہے گا کہ ہمیں ایک ایک فقرے کے لئے ٹائم دیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم اعلیٰ روایات کی بات کرتے ہیں تو ان کے اندر یہ بھی شامل ہے کہ جب Chair بات کر رہی ہو تو کم از کم ممبران کو بات سننی چاہئے۔ شاہ صاحب! I am very sorry

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ایک منٹ میں بات ختم کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا مشکور ہوں۔ ہم نے آج یہ مطالبہ نہیں کیا مگر میں نے یہ بات کی ہے اور وہ مجھے حق ہے۔ ہم اپنے علاقے سے جو revenue generate کرتے ہیں اور جو ہمارے لئے بجٹ میں مختص کیا گیا ہے ہم نے وہ بات کی ہے۔ میں نے صرف ملتان کی تاریخ پر بات کی ہے۔ آپ میری تقریر دیکھ لیں، میں نے قطعاً صوبہ بنانے کا مطالبہ نہیں کیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پلیز مجھے بات مکمل کرنے دیں۔قرآن میں بھی ہے کہ نماز جائز نہیں ہے مگر اس کی آگے تفسیر ہے کہ حالت نشہ میں۔اگر میری بات پوری ہو جاتی تو شاید میرے بھائی کلو صاحب کو یہ غلط فہمی نہ ہوتی۔ہم اس مطالبے سے دستبردار نہیں ہو رہے۔ہمارا مطالبہ ہے مگر آج ہم بھی حالات جانتے ہیں، واقعات جانتے ہیں، ہم بھی patriot ہیں ہم نے بھی اس ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں اور مزید قربانیاں دینے کے لئے بھی تیار ہیں مگر ہمارے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے اس کا ازالہ ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ایک ممبر بات کر رہے ہیں اور آپ نے کھڑے ہو کر بات کرنا شروع کر دی ہے۔ No way, he is the most senior member in this House کبھی سینئر اور جونیئر کا لحاظ بھی سیکھیں۔یہاں سیکھیں کہ سینئر ممبر کیا ہوتا ہے اور جو first time آئے ہیں ان کو ہاؤس کے اندر کس طرح conduct کرنا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔جی، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ برائے سال 2009-10 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔اس بجٹ میں بہت سارے سہانے خواب دکھائے گئے جس طرح 2008-09 کا بجٹ پیش کیا گیا تھا، جتنے وعدے کئے گئے ان کی output zero by zero رہی اسی طرح بجٹ برائے سال 2009-10 کو بھی بڑا بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔میں یہاں خاص طور پر پولیس کے حوالے سے ذکر کروں گا کہ پولیس کی تنخواہیں بڑھائی گئیں، ان کو الاؤنسز کی مد میں بے شمار مراعات دی گئیں لیکن لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔میرا خیال ہے۔(قطع کلامیاں)

کہ جو مراعات دی گئی ہیں وہ صرف اور صرف جعلی پولیس مقابلوں کے لئے دی گئی ہیں۔پولیس کے ہاتھوں ناجائز، بے قصور لوگوں کو مروایا گیا ہے۔یہ ایک لمبی بحث ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ زراعت کے حوالے سے دیکھیں تو کسانوں کے بارے میں بڑے بلند و بانگ دعوے کئے جا رہے ہیں۔ میں وزیر اعظم صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کسان کے لئے گندم کی قیمت -/950 روپے فی من مقرر کی ہے لیکن پنجاب حکومت نے middleman کو درمیان میں لاکر سارا ستیاناس کر دیا ہے۔ آج کسان بدحالی کا شکار ہے اور middleman لاکھوں سے کروڑوں میں پہنچ چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انجینئر شہزاد الٰہی صاحب! ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ حکومتی بنچز اور وزراء صاحبان ذرا توجہ فرمائیں۔ ابھی پریس گیلری سے مجھے پیغام آیا ہے کہ گوجرانوالہ میں اخبار نویسوں پر تشدد کیا گیا ہے اور ان پر مقدمات بھی درج کئے گئے ہیں۔ kindly محمد اشرف سوہنا صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور ملک ندیم کامران صاحب جائیں اور صحافی بھائیوں سے بات کر کے ہاؤس کو آگاہ کریں۔ شکریہ۔ جی، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! اگر تعلیم کے حوالے سے بات کریں تو پچھلے بجٹ کے مقابلے میں اس مرتبہ فنڈز کم رکھے گئے ہیں۔ یہ ایسا شعبہ ہے کہ بہت سارے ساتھیوں نے اس حوالے سے بات کی ہے۔ میرا تعلق چونکہ minority سے ہے اور آپ نے وقت بڑا کم رکھا ہوا ہے اس لئے میں اس کو focus زیادہ کرتا ہوں۔

جناب والا! قائد اعظم محمد علی جناح نے 3۔ فروری 1948 کو کراچی میں پارسیوں سے سپاس نامہ کے جواب میں خطاب کرتے ہوئے یہ کہا کہ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان اپنے بار بار دہرائے گئے وعدوں پر قائم رہے گا کہ تمام شہریوں سے مذہب اور ذات پات کا امتیاز کئے بغیر مساوی سلوک کیا جائے گا۔ پاکستان خود ایسی امنگوں کی علامت ہے جس نے خود کو برصغیر ہندوستان میں اقلیت میں پایا لہذا پاکستان اپنی سرحدوں کے اندر رہنے والی اقلیتوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔"

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب کو تو بابوؤں نے بجٹ بنا کر دے دیا اور انہوں نے پڑھ دیا ہے۔ وہ بہت خوبصورت انسان ہیں۔ بڑے حلیم اور دھیمے بھی ہیں لیکن پتا نہیں کیا وجہ ہے کہ وہ پچھلے بجٹ میں بھی minorities کو بھول گئے تھے اور اس مرتبہ بھی وہ minorities کو بھول گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم پاکستان کی تاریخ دیکھیں تو جس Chair پر آج آپ بیٹھے ہیں اس پر جو سب سے پہلے سپیکر بیٹھے تھے وہ ایس۔پی سنگھا صاحب تھے۔جب پاکستان کی تقسیم ہو رہی تھی اور پنجاب کو پاکستان میں شامل کرنے کی بات ہو رہی تھی تو ہمارے مسیحی رہنما ایس پی سنگھا، مدن لال، چندو لال، فضل الہیٰ ہیڈ ماسٹر اور دوسرے بے شمار مسیحی لیڈروں نے اس پنجاب کو اکثریت علاقہ ثابت کرنے کے لئے، پنجاب کو پاکستان میں شامل کرانے کے لئے اپنا ووٹ پاکستان کے حق میں دیا تھا۔اسی پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں میں جب اکالی دل کے ماسٹر تارا سنگھ نے ایس پی سنگھا کو کہا "جو مانگے پاکستان اس کو ملے قبرستان" یہ میں دوبارہ quote کرتا ہوں کہ اکالی دل کے ایک رہنما تارا سنگھ نے یہ کہا کہ "جو مانگے پاکستان اس کو ملے قبرستان" اس پر مسیحی رہنما ایس پی سنگھا نے کہا تھا کہ "پاکستان بنائیں گے، سینے پہ گولی کھائیں گے۔" انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر حال میں پاکستان چاہئے۔اس کے لئے خواہ ہمیں جان کی بازی بھی لگانی پڑے تو پروا نہیں۔آج وہ کیا مشکل آن پڑی ہے، آج وہ کیا مسئلہ آن پڑا ہے کہ پچھلے دو بجٹوں میں اقلیتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔کہتے ہیں کہ یہاں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے۔قائداعظم کے followers کی حکومت ہے۔میں کہتا ہوں کہ یہاں پر تو صرف شخصی حکومت ہے۔یہ قائداعظم محمد علی جناح کے ان اقوال کو نہیں مانتے، ان کی باتوں کو follow نہیں کرتے بلکہ ان کا ایک اپنا ایجنڈا ہے۔اسی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ minorities کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی اس موجودہ بجٹ اور پچھلے بجٹ میں ہوئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کرنل (ر) شجاع خانزادہ صاحب کے ڈرائیور کے ساتھ پولیس نے زیادتی کی ہے۔پولیس کی اس غنڈہ گردی کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اس حوالے سے چودھری عبدالغفور صاحب کو باہر بھجوایا ہے۔وہ جا کر دیکھ کر بتاتے ہیں۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! کرنل (ر) شجاع خانزادہ صاحب کے ڈرائیور کو پولیس نے شدید تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔اس بارے میں آج ہی ایکشن ہونا چاہئے، یہ کون سا طریق کار

ہے؟اگر ڈرائیور نے غلطی سے کہیں پر گاڑی کھڑی کر دی ہے تو پولیس کے پاس لفٹر موجود ہے وہ گاڑی کو وہاں سے اٹھا کر لے جاتے، اس کا چالان کر دیتے، اسے بند کر دیتے لیکن وہ کون سا قانون ہے کہ پولیس کے بارہ چودہ آدمی اٹھ کر ایک معزز رکن کے ڈرائیور کو وہاں پر پیٹنا شروع کر دیں؟اس پر آج ہی ایکشن ہونا چاہئے۔ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں ہونا چاہئے بلکہ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے ان کے خلاف آج ہی ایکشن ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں already اس بارے میں منسٹر صاحب کو بھجوا چکا ہوں۔ وہ واپس آ کر مجھے رپورٹ دیتے ہیں۔ جی، انجینئر صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! جب minorities کے حوالے سے بات ہوئی تو بہت سارے دوسرے issues یہاں پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آپ نے میری تقریر سے پہلے سختی سے کہا تھا کہ بجٹ کے علاوہ کوئی بات نہیں ہو گی لیکن اب آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے کھلا وقت دیا ہے۔ لہذا اب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میرا جتنا وقت پوائنٹ آف آرڈر پر ضائع ہوا ہے اسے میرے وقت سے نکال دیں۔

جناب والا! جب مردم شماری کی بات ہوتی ہے تو ہمیں لاکھوں میں show کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں کرسچئن لاکھوں میں ہیں۔ میں آپ کو اس کتاب کے reference سے بتاؤں گا کہ جسے وزیراعلیٰ پنجاب نے بھی admit کیا ہے کہ ہاں یہ کتاب صحیح ہے۔ اس پر باقاعدہ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہوا ہے۔ چرچ ریکارڈ کے مطابق 96-1995 کے دوران ہم پاکستان میں دو کروڑ کے لگ بھگ تھے۔ تمام Catholic, Protestant and Missionaries کو ملا کر ہم پاکستان میں دو کروڑ کے لگ بھگ ہیں لیکن کتنی زیادتی ہے کہ ہمیں لاکھوں میں show کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کی نشستیں تو بڑھ گئیں، جنرل نشستیں بڑھ گئیں لیکن ہماری جو سیٹیں 1975 میں رکھی گئی تھیں آج بھی وہی ہیں۔ مجھے ایک بات بتائیں کہ کیا پاکستان کی اقلیتوں کے بارے میں آپ نے یہ فرض کر لیا ہے کہ وہ فیملی پلاننگ پر بہت زیادہ عمل کرتے ہیں؟ یہ کیا مذاق ہے، اس طرح کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! یہاں پر قائداعظم محمد علی جناح نے بار بار کہا کہ تمام minorities equal citizens ہیں اور ہم نے تحریک پاکستان میں باقاعدہ عملی کردار ادا کیا لیکن Senate ہمارے لئے No go area بنا دیا گیا، وہاں پر minorities کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ جب Senate کے الیکشن ہو رہے تھے تو وزیراعظم نے کہا تھا کہ minorities کی پانچ سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں لیکن وہ صرف کہنے کی حد تک رہا، اس پر عمل نہ ہو سکا۔

جناب والا! میں ایک اور بات کروں گا کہ پنجاب کے اندر ٹیکنیکل اداروں میں جو ووکیشنل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس ہیں وہاں پر minorities کے بچوں کو داخلہ نہیں دیا جا رہا، اس وقت بھی آپ ہی Chair پر تشریف فرما تھے اور میں نے پہلے بھی یہ بات point out کی تھی کیونکہ وہ ادارے زکوٰۃ پر چلتے ہیں۔ آپ نے خود کہا تھا اور وزیر موصوف کو یہ ہدایت کی تھی کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور میں نے یہ تجویز دی تھی کہ آپ بیت المال کو اس بات کا پابند کریں اور آپ نے اس پر باقاعدہ ایک رولنگ بھی دی تھی کہ ٹھیک ہے آپ minority کے بچوں کو ضرور consider کریں اور ان کے پیسے بیت المال سے لئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: نہیں۔ جناب! اس طرح تو نہ کریں۔ یہاں سے ایک آواز minority کے لئے حقیقی طور پر بلند ہو رہی ہے۔ آپ نے اب وقت کو محدود کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اس میں کوئی distinction نہیں ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! اتنے بندے حکومت کی خوشامد کے لئے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بندہ اگر شیشہ دکھا رہا ہے تو آپ اسے کہہ رہے ہیں کہ ایک منٹ میں اپنی بات کو ختم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اصول سب کے لئے ایک ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! یہ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! میں پھر احتجاجاً walk out کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو ٹائم ہے وہ سب کے لئے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کو دو تین منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! دیکھیں اس طرح تو پھر سب ممبران کہیں گے کہ مجھے بھی وقت دیا جائے۔ ہم نے decide کیا ہوا ہے۔ میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ان کو پھر دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس طرح تو پھر سب کی demand ہے۔ ہر کوئی وقت مانگتا ہے۔ میرے لئے تو پھر بڑا مشکل ہو جائے گا۔ انجینئر صاحب! پلیز آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! آپ نے تو bell time سے پہلے کر دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنے منٹ دیکھ لیں وہ زیادہ ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! مجھے اپنی بات کو مکمل کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: relevant بات کر لیں۔ آپ کے پاس ایک منٹ ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ٹیکنیکل اداروں میں minorities کے بچوں کو تعلیم کے لئے کوئی سہولت میسر نہیں اور نہ ہی ان کو وہاں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ آپ کی بات کو بھی وزیر موصوف نے رد کیا اور آج بھی ہمارے بچوں کے لئے ان ٹیکنیکل اداروں میں کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا۔ اگر بیت المال کو دیکھا جائے تو 09-2008 میں بھی ہم نے یہ کہا تھا کہ minorities کے لئے بیت المال میں کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا اور آج بھی میں دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ وہ سارا فنڈ آپ کی حکومت ایک ہزار روپے کی مد میں اپنے ورکروں کو دے رہی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ایک ہزار روپیہ غریبوں کو جا رہا ہے۔ میرے پاس وہ لیٹر بھی موجود ہے جو جناب ایس اے حمید ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں، انہوں نے میرے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ کو جو فارم دیئے گئے تھے اس میں بہت ساری ہیرا پھیری ہے۔ میں اس ایوان میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ مجھے ایک بھی فارم نہیں دیا گیا اور اس حکومت سے یہ پوچھا جائے کہ ایس اے

حمید صاحب سے پوچھا جائے کہ میرے جو فارم تھے وہ پھر کس کو دیئے گئے اور پھر مجھے یہ لیٹر کیوں لکھا گیا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جو آپ نے بندے recommend کئے تھے، مجھے تو فارم ہی نہیں ملے تو پھر انہوں نے مجھے یہ کہاں سے لیٹر لکھ دیا ہے؟ میں یہاں پر ایک بات اور بھی کروں گا کہ ہمارے نویں اور دسویں جماعت کے جو طالب علم ہیں جو سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کے لئے Ethics کی کتاب لگا دی گئی ہے۔ جو اخلاقیات کی کتاب ہے۔ یہ اخلاقیات کی وہ کتاب ہے جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے منظور شدہ ہے اور ہمارے بچوں کو پڑھنے کے لئے دی گئی ہے۔ یہ کتاب پڑھنی مسیحی بچوں نے ہے۔ اس کتاب کو آپ دیکھیں کہ کہیں بھی Jesus کا ذکر ہے؟ ہندوؤں، سکھوں اور حضور پاک، حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا ذکر تو ضرور ہے لیکن Jesus کا ذکر اس میں موجود نہیں ہے۔ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ ہمارے بچوں نے اس کتاب کو پڑھنا ہے اور Jesus کی اس میں کوئی تحریر نہیں اور ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اس سے بڑی discrimination اور کیا ہو گی؟ میں یہاں پر یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب قانون سازی ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ پاکستان کے تمام افراد کے لئے ہے اور تمام افراد برابر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے بھی غریب و متوسط طبقے کو دبایا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے اجلاس میں، میں بائیبل مقدس لے کر آیا تھا۔ اس وقت ہم حکومت میں تھے اور میں اپنی حکومت میں بائیبل مقدس لے کر آیا تھا اور یہ quote کیا تھا کہ جناب ہمارے مذہب میں لکھا ہے کہ نشہ باز خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا اور ten commands یا جس پر ہم Christianity base کرتے ہیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ نشہ ہمارے مذہب میں بالکل حرام ہے لیکن یہ کیسا قانون ہے کہ آپ ان کو پرمٹ دے رہے ہیں، یہ کیسا قانون ہے کہ چھ چھ یونٹ آپ لے جائیں؟ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے لوگ جو پانچ چھ ہزار تنخواہ لینے والے ہیں وہ چھ چھ یونٹ کہاں سے لیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ جو سرمایہ دار ہیں انہوں نے اپنی عیش و عشرت کے لئے ہمارے مذہب کو کندھا بنا کر اور ہمارے کندھے پر رکھ کر یہ عیش و عشرت کا قانون پاس کروایا ہے۔ اس کو میں condemned کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے لئے فوری طور پر کمیٹی بنائی جائے اور وہی کمیٹی جو ہماری پنجاب میں minority advisory council ہے وہ پنجاب حکومت کی ہے اور جس کا میں بھی ممبر ہوں اور سارے minority کے ممبران اس کے ممبر ہیں۔ اب دوسرا بجٹ آ گیا ہے لیکن ابھی تک اس کا ایک بھی اجلاس نہیں ہوا۔ ہم چاہتے تھے کہ یہ چیزیں اسمبلی میں لائی جائیں لیکن وہ بھی dummy ہے، اس پر کوئی کام نہیں ہوا اور آج تک اس کا ایک اجلاس بھی نہیں ہوا۔ میں پاکستان مسلم لیگ کے حوالے سے بات کروں گا۔ چودھری پرویز الٰہی جب ہمارے دور میں وزیر اعلیٰ تھے تو اس دور میں 24۔ دسمبر کو کرسمس کے موقع پر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں باقاعدہ مسیحوں کو بلایا جاتا تھا، وہاں پر کرسمس کیک کاٹا جاتا تھا اور پچاس لاکھ روپیہ غرباء میں پانچ ہزار روپے فی خاندان تقسیم کیا جاتا تھا۔ اس مرتبہ ان سے درخواستیں تو لے لی گئیں ان کے ساتھ کیک تو کاٹ لیا گیا لیکن ان کی تذلیل کی گئی۔ آج تک وہ پوچھتے ہیں، یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ مجھے بتا دیں وزیر موصوف تو حاضر نہیں ہیں۔ میں رانا صاحب کی بات کو یہاں پر quote کرتا ہوں کہ جب وہ کہا کرتے تھے کہ ان کے پاس تو صرف ایک گاڑی ہے اور گاڑی کے آگے ایک ڈنڈا ہے اور ڈنڈے کے اوپر ایک جھنڈا ہے۔ آج یہ گلی گلی میں پھر رہے ہیں لیکن کام zero ہے۔ آج مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ پچاس لاکھ روپے کہاں گئے، ہمارے غریب لوگوں سے درخواستیں مانگی گئیں وہ کدھر ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! مجھے بات مکمل کرنے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ This is no way. آپ کو ٹائم دے دیا اب آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے آپ کو میں نے بہت ٹائم دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! مجھے بات مکمل کرنے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن والے دوستوں کو میں ہمیشہ ٹائم دیتا ہوں اور زیادہ ٹائم دیتا ہوں But this is no way. آپ تشریف رکھیں اب میں دوسری تیسری دفعہ کہہ رہا ہوں تو This is no

way. سید حسن مرتضیٰ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔اس کے بعد جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب!۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں۔چودھری محمد طارق گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کو تو میں discourage کر رہا ہوں۔ایک منٹ میں آپ بات کر لیجئے گا۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا!ہمارے ایک معزز ممبر نے یہاں پر بات کی ہے اور انہوں نے اسلامیات کی کتاب کو نکال کر کہا ہے کہ اس میں Jesus کا ذکر نہیں کیا گیا۔میں ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام کی تکمیل ہی نہیں ہو سکتی جب تک اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں اور نبیوں پر ہمارا ایمان نہ ہو۔تمام رسول اور انبیاء اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں ان پر ہمارا مکمل ایمان ہے۔اس لئے یہ کوئی مسلمان غلطی نہیں کر سکتا۔باقی جو مذاہب ہیں ان میں تو وہ صرف اپنے نبیوں کو ہی مانتے ہیں لیکن اسلام وہ واحد دین ہے جس پر ایمان کی تکمیل ہو چکی ہے۔اس میں اللہ کے تمام بھیجے ہوئے جو رسول اور انبیاء ہیں اس پر جب تک ہم ایمان نہیں لے کر آئیں گے ہم تو مسلمان ہی نہیں ہو سکتے تو اس کی آپ تصحیح کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔چودھری محمد طارق گجر!

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔سب سے پہلے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو کہ انہوں نے انتہائی نامساعد حالات میں اتنا اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب والا!سب سے پہلے میں Food Stamp Scheme پر بات کرنا چاہوں گا جس کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے وزیر خزانہ صاحب نے 16۔ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ Food Stamp Scheme کا حقیقی مقصد تو غریبوں اور نادار طبقے کو relief فراہم کرنا تھا لیکن مجھے افسوس

کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس Food Stamp Scheme کا طریق کار انتہائی ناقص ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے مطالبہ کروں گا کہ اس کے طریق کار کو شفاف بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ ذرا۔ جو کمیٹی صحافیوں کو واپس پریس گیلری میں لانے کے لئے باہر گئی تھی ان میں سے کون بات کرے گا؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! صحافی بھائی واپس آ جاتے ہیں تو پھر بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ہاؤس کو سنانی ہے یا صحافیوں کو سنانی ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان سے وعدہ ہوا تھا کہ وہ آئیں گے تو پھر بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، چودھری صاحب! آپ جاری رکھیں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! جب یہ Food Stamp Scheme شروع کی گئی تھی تو کہا گیا تھا کہ گھر کا ایک فرد ہی اس سکیم سے مستفید ہو سکے گا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اس سکیم کے انچارج ٹاسک فورس نے اس سکیم کی خوب دھجیاں بکھیری ہیں۔ میں یہ بات اس سے پہلے بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کے علم میں لا چکا ہوں اور ان کو ثبوت بھی پیش کئے ہیں کہ چیف منسٹر ٹاسک فورس کے چیئرمین نے ایک ہی گھر کے چھ چھ افراد کو یہ فارم بنا کر دیئے ہیں جو کہ سیاسی اقرباء پروری کی مثال ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو یہ ثبوت میرے پاس ہیں میں آپ کو یہ فراہم کر سکتا ہوں تو سب سے پہلے اس سکیم کے طریق کار کو بہتر کیا جائے بجائے اس کے کہ ہر ماہ پوسٹ مین فارم لے کر جائے اور وہاں پر پوسٹ مین کی سطح پر بھی اس میں بد دیانتی ہوتی ہے، حق داروں کو حق نہیں ملتا اور اس میں رقم خورد برد ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ اس سکیم کا سسٹم شناختی کارڈ کی طرح کا کوئی مربوط سسٹم بنایا جائے تاکہ اس میں ہونے والی کرپشن کو ختم کیا جائے اور جیسے وزیر اعلیٰ پنجاب چاہتے ہیں کہ یہ سکیم صرف مراعات یافتہ طبقے کے لئے نہ ہو، یہ غریب اور پسماندہ لوگوں کے لئے ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا طریق کار بہتر کیا جائے

اور اس سکیم میں جو بدعنوانیاں ہوئی ہیں وہ میں اس ایوان اور آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کا جائزہ لیں کہ ان کے میرٹ پالیسی کی کس طرح دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کے لئے 7.5-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں یہ انتہائی مستحسن اقدام ہے اس سے ہمارے غریب اور مزدور طبقے کو روٹی جیسی نعمت میسر آ سکتی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کی تقلید کرتے ہوئے غریب عوام کے لئے سستی روٹی سکیم شروع کی ہے میں اس پر انہیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ سستی روٹی سکیم کے طریق کار کو بھی تھوڑا سا بہتر بنانا چاہئے کیونکہ بعض جگہوں پر شکایات ملی ہیں جیسے وزیر اعلیٰ کا vision ہے کہ سستی روٹی 2 روپے میں فروخت ہو بعض جگہ پر وہ 5/5 روپے میں فروخت ہو رہی ہے اس کو ذرا درست کرنے کی ضرورت ہے برائے مہربانی اس طرف بھی توجہ دی جائے۔

جناب والا! تعلیم کسی بھی معاشرے کے لئے انتہائی ضروری ہوتی ہے اس کے لئے حکومت پنجاب نے 23-ارب روپے مختص کئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کی علم دوستی کا ثبوت ہے۔ اس میں 1500 سکولوں کی missing facilities کے لئے 4-ارب روپے رکھے گئے ہیں، کالجوں کی تعمیر کے لئے 6-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں اس سے پچھلے بجٹ میں بھی missing facilities کے لئے فنڈز رکھے گئے تھے لیکن وہ آج تک utilize نہیں ہو سکے تو جناب وزیر تعلیم سے میری یہ گزارش ہے کہ ان missing facilities کو استعمال کرنے کے لئے ہر ڈسٹرکٹ میں عوامی نمائندوں پر مشتمل کمیٹیاں قائم کریں تاکہ اس کام کے لئے یہ فنڈز بہتر طور پر استعمال ہو سکیں اور ہمارے بچے یہ relief حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تعلیم کے شعبے میں دانش سکول سسٹم ایک انتہائی اچھا فیصلہ ہے میں اس پر بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ یہ گزارش کرتا ہوں کہ دانش سکول سسٹم کو بروقت مکمل کیا جائے کیونکہ کہیں یہ کتابوں میں لکھی سکیم نہ بن جائے۔

جناب والا!اس کے علاوہ ایجوکیٹرز کی بھرتی پر کافی بات ہوئی ہے اس سے پہلے بھی معزز ممبران نے مطالبہ کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ کی سطح پر میرٹ کو یقینی بنانے کے لئے عوامی نمائندوں کو بھی ان کمیٹیوں میں شامل کیا جانا چاہئے جس سے وہ اس عمل کی supervision کر سکیں کہ آیا حقیقی معنوں میں یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم اپنے منتخب نمائندوں کو اہمیت نہیں دیں گے، جب تک ہم اپنے منتخب نمائندوں کو یہ کام نہیں سونپے گے تو اس وقت تک کسی بھی طرح پنجاب میں good governance نہیں ہو سکتی۔ آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ عوامی نمائندوں کو ہر عمل میں شامل کیا جائے تاکہ good governance کو ممکن بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر!صحت کے شعبے کے لئے 12-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اس میں چار میڈیکل کالج بنانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہر علاقے کے لوگ اپنے احساس محرومی کا رونا روتے ہیں لیکن میں اپنے گوجرانوالہ کے شہریوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے احساس محرومی کا رونا نہیں رویا کیونکہ اس سے پہلے جو سات ڈویژنل ہیڈکوارٹر تھے وہاں سب میں میڈیکل کالج بن گئے تھے لیکن گوجرانوالہ میں آج تک کوئی میڈیکل کالج نہیں ہے میں امید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب گوجرانوالہ میں میڈیکل کالج کے انعقاد کو جلد از جلد یقینی بنائیں گے۔

جناب والا!میں یہاں پر ترقیاتی بجٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ 175-ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ رکھا گیا ہے تو آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ یہ بجٹ رکھ تو لیا جاتا ہے لیکن اسے بروقت خرچ نہیں کیا جاتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ترقیاتی بجٹ کی بروقت تکمیل یقینی بنائیں۔

جناب سپیکر!گوجرانوالہ کی سڑکوں کے حوالے سے میرا آخری point ہے۔ پچھلے ایک سال سے ہماری گوجرانوالہ کی فائلیں PC-1 کی approval کے لئے پی اینڈ ڈی میں پڑی ہوئی ہیں تو آپ کے توسط سے وزیر خزانہ اور پی اینڈ ڈی کے چیئرمین سے گزارش ہے کہ ہمارے شہر کی سڑکوں کے لئے وہ PC-1 منظور کر کے جلد از جلد بھیجیں تاکہ ہمارے شہری بھی اچھی سہولتوں سے بہرہ ور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے ہمیں کمیٹی کی صورت میں بھیجا تھا۔ ہماری صحافی حضرات سے بات ہوئی ہے۔ اس میں جو بنیادی نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ کل خواتین کا گوجرانوالہ میں جلوس نکالا گیا تھا اس میں پولیس کی طرف سے تشدد کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہاں پر ویڈیو فلم بنائی گئی جو ایکسپریس نیوز کے حوالے سے بنی تھی اس ویڈیو بنانے والے کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اس کا کیمرہ بھی چھین لیا گیا۔ صحافی بھائیوں کا یہی اعتراض ہے کہ وہاں پر پولیس نے قانون کو ہاتھ میں لیا۔ انہوں نے ایسا کام کیا جو قانون سے بالاتر تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسی صورت میں آج احتجاج کیا ہے۔ ہم جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے ہمیں یہی بات بتائی ہے۔ ہم نے انھیں کہا کہ آپ نے اپنا نقطہ نظر بتا دیا ہے۔ اب دوسری طرف سے ان کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے ہم سپیکر صاحب سے گزارش کریں گے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو اس کو ہر صورت میں probe کرلے کہ کس کا موقف صحیح ہے؟ جس نے غلط کام کیا ہو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں ہماری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ میں نے صحافی بھائیوں سے بھی درخواست کی تھی کہ اگر وزیر قانون اور راجہ ریاض صاحب کمیٹی میں ہوں، پولیس کا مؤقف بیان کرنے کے لئے متعلقہ آفیسر آئیں اور اسی طرح صحافیوں کے بھی دو نمائندے ہوں اور وہ بیٹھ کر اس معاملہ کو دیکھ لیں کیونکہ اس کو کل حل کرنا بہت ضروری ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس بارے کمیٹی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس کی وجوہات سامنے نظر آ رہی ہیں۔ اس وقت بجٹ کا اجلاس جاری ہے، صحافی ہمارے ساتھ contribute کرتے ہیں اور یہاں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے اگر کوئی خامیاں اپوزیشن میں ہوتی ہیں تو اس کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک روایت رہی ہے کہ چیف ایگزیکٹو بجٹ کے دنوں میں یہاں پر موجود ہوتے ہیں اور اگر وہ ہاؤس میں نہیں آتے لیکن کم از کم اپنے چیمبر میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہمارے صوبے کے چیف ایگزیکٹو محترم یہاں ایک دفعہ آنے کے بعد دوبارہ تشریف نہیں لائے۔ وہ کل جب ملک سے باہر تشریف لے کر جا رہے تھے تو اس وقت یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ یہ

بیوروکریسی یا پولیس چیف ایگزیکٹو کے باہر جانے کی وجہ سے منہ زور ہوئی ہے۔اگر آپ کمیٹی بنارہے ہیں تو اس کمیٹی میں وہ آدمی ضرور ہو جن کے ملک سے باہر جانے کے بعد جبکہ بجٹ پیش ہو رہا ہے اور آئندہ آنے والے سال کا تعین ہونا ہے تو کس نے behave کرنا ہے؟ کس طریقے سے ان کی ٹیم نے کام کرنا ہے؟ کس طرح ان کے dreams کو ان کی ٹیم نے آگے لے کر جانا ہے؟ ان کی schemes کو کس طرح آگے لے کر جانا ہے؟ ان کے dreams, schemes اور ٹیم تینوں ان کے ملک سے باہر جانے کی وجہ سے نظر نہیں آرہے۔ میری جناب کے توسط سے گزارش ہوگی کہ ان کے بعد جو ذمہ دار second man ہے وہ اس کمیٹی کا ضرور ممبر ہو جو کہے کہ ہاں میں ان کی جگہ پر یہاں ہوں اور وہ resolve کرنے کی پوزیشن میں ہو ورنہ جو اس پوزیشن میں نہ ہو اور جو deliver نہ کر سکتا ہو اور صرف بات برائے بات کرنی ہو تو اس سے معاملہ آگے بگڑ سکتا ہے۔اس وقت ملک ایسے حالات سے گزر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو afford نہیں کر سکتے کہ ہماری ریاست کے ایک اہم ستون پریس کو اگر اس طرح سے کیا جائے کہ ان کے کارکنوں اور کام کرنے والوں کو بری طرح مارا جائے جس طرح بھوسے کو مارا جاتا ہے۔اس کمیٹی کو بناتے ہوئے آپ دانشمندی سے کام لیتے ہوئے اور جناب وزیر قانون سے مشورہ کرتے ہوئے اور ان سے مشورہ کرنے کے بعد جن کی بات سنی جائے ان کی کمیٹی بنائی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اسی معاملے میں میری گزارش ہے کہ کل جو واقعہ "ایکسپریس نیوز" کی ٹیم کے ساتھ ہوا وہ یقیناً قابل مذمت ہے۔ابھی چودھری صاحب چیف ایگزیکٹو صاحب کی بات کر رہے تھے تو وہ چیف ایگزیکٹو صاحب بھی تھے جو چیمبر میں بیٹھ کر ایم پی ایز کو باہر پکڑواتے تھے۔اس وقت پولیس والوں نے جو سلوک ان کے ساتھ کیا وہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جہاں اس نیوز ٹیم کے ساتھ تشدد ہوا وہاں سات خواتین کے ساتھ اتنا شدید تشدد کیا گیا جو اپنے مطالبات کے لئے احتجاج کر رہی تھیں۔ان عورتوں پر بھی جن لوگوں نے تشدد کیا تو ہمیں اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ ان سات عورتوں کے اوپر مردوں نے تشدد کیا وہاں کوئی لیڈیز پولیس موجود نہیں تھی۔ میں نے اس کی clippings دیکھی ہیں۔

وہاں چار خواتین بے ہوش بھی ہوئی ہیں اور سات شدید زخمی ہیں۔اس معاملے کو بھی کمیٹی مدنظر رکھے کہ ان خواتین پر جنھوں نے تشدد کیا ہے وہ بھی قابل مذمت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ان سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے باہر جانے سے کافی اداس ہیں۔اس سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب چائنا کے دورے پر گئے تھے اور اس سے پہلے بھی گئے تھے۔ان کی یہ عادت بھی ہے اور ان کا یہ طریق کار بھی ہے۔آپ یقین کریں کہ وہ باہر بھی ہوں لیکن وہ ہر وقت اپنی ٹیم اور اپنے معاملات سے in touch رہتے ہیں اس لئے کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ کسی بھی فیصلہ کرنے میں ہمیں ان کی رہنمائی جس وقت درکار ہوگی تو اسی وقت میسر ہوگی۔میں سمجھتا ہوں کہ جو گوجرانوالہ میں واقعہ ہوا ہے، تھوڑی سی اس کی ہسٹری ہے کہ کچھ دن پہلے بھی وہاں پر ایک واقعہ ہوا تھا۔اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ ہم اس معاملہ میں IGP سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر اس کی رپورٹ لیں۔میں کل ان کی رپورٹ اس ایوان میں رکھ دوں گا۔اس رپورٹ سے اگر اس بات کا ازالہ ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ آپ نے جو بھی کمیٹی بنائی ہے یا بنانی ہے تو وہ جو فیصلہ کرے گی، اس کے مطابق جو کارروائی آپ مناسب سمجھیں گے وہ کارروائی on ground ہو جائے گی، بجائے اس کے کہ ہم اس معاملے کو زیادہ لمبا کریں۔اس سلسلے میں آپ قائد حزب اختلاف سے بھی مشاورت کر لیں اور سینئر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔اگر آپ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو کمیٹی بنا دیں اور ساتھ یہ حکم فرما دیں کہ IGP اس معاملے کی رپورٹ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے پیش کرے بجائے اس کے کہ ہم کسی کو گوجرانوالہ سے بلاتے پھریں اور اس سے پوچھتے پھریں کہ آپ نے وہاں پر کیا کیا ہے۔IGP اپنے محکمے کا ذمہ دار ہے۔وہ اس کمیٹی کو رپورٹ پیش کرے اور کمیٹی جو فیصلہ کرے گی اس کے مطابق انشاءاللہ عمل کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی مناسب بات کی گئی ہے۔قائد حزب اختلاف نے فرمایا تھا کہ کمیٹی میں ذمہ دار دوست ہونے چاہئیں جن کی بات سنی جا سکے۔اس لئے وزیر قانون رانا ثناءاللہ صاحب، سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کی کمیٹی بنائی جاتی ہے۔IGP کو ہاؤس کی طرف سے یہ

direction دی جاتی ہے کہ وہ رپورٹ فوری طور پر کمیٹی کو پیش کرے اور کمیٹی اس پر کارروائی کر کے کل ہاؤس کو اس بارے میں پورا بتائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ بھی تجویز ہوگی کہ ہم دونوں کے ساتھ آپ قائد حزب اختلاف کو بھی کمیٹی میں شامل کر لیں تاکہ یہ ایک ذمہ دار کمیٹی ہو۔ قائد حزب اختلاف نے پہلے پانچ سال تو کوئی ذمہ داری نہیں نبھائی کم از کم اب یہ ذمہ داری سے کام کرنا سیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب کی جو گفتگو ہوتی ہے اس کو ہمیشہ enjoy کیا جانا چاہئے کیونکہ ان کی گفتگو شروع ہونے سے پہلے ہی پتا چل جاتا ہے کہ جب یہ درمیان میں آتے ہیں اگر یہ چھپے ہوئے ہوں تو ان کے الفاظ اور باتوں سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ فیصل آباد سے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے بہتری کے لئے contribute کرنا ہے۔ ہم نے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے اور سب چیزوں کو آگے لے کر کام کرنا ہے۔ پریس گیلری کے بغیر اسمبلی کا تصور ہی نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں۔ میں ان مسائل اور وسائل کو قتل کرنے کے لئے کہ یہ گیئر چل سکے جو ان سے چل نہیں پا رہا۔ اس کے لئے ہم حاضر ہیں۔ ہم contribute کریں گے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے۔ انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے اور رانا صاحب کے بارے میں بھی بات کی ہے۔ مجھے ایسا لگا کہ راجہ صاحب بھی فیصل آباد سے ہیں، رانا صاحب بھی فیصل آباد سے ہیں اور قائد حزب اختلاف بھی فیصل آباد سے ہیں۔ اس چیز کا خیال رہے کہ فیصل آباد والی ہی بات نہ ہو جائے بلکہ ان کا مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ ہمیں فیصل آباد پر بہت بھروسہ ہے کہ یہ اچھا فیصلہ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب کمیٹی قائد حزب اختلاف، سینئر منسٹر اور لاء منسٹر صاحب کی ہے یہ کل تک IGP سے رپورٹ لے کر اور اس پر کارروائی کر کے ہاؤس کے سامنے لے کر آئیں گے۔ اس کے علاوہ جب کمیٹی باہر گئی ہوئی تھی تو ایک اور بات ہاؤس کے سامنے لائی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو پریس گیلری ہے اس کی نمائندگی کون کرے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری کمیٹی میں آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ کے ساتھ اس کو دیکھیں گے۔ اس کے علاوہ جب آپ باہر گئے ہوئے تھے تو باہر ایک واقعہ ہوا ہے کہ ممبران کے سٹاف کے ساتھ پولیس نے کوئی manhandle کیا ہے اور کوئی غلط حرکت ہوئی ہے۔ اس پر میں نے وزیر جیل خانہ جات کو باہر بھیجا تھا جو ابھی تک نہیں آئے آپ kindly اس matter کو بھی دیکھ کر ہاؤس کے سامنے لے کر آئیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن کے ڈرائیور کے ساتھ بھی زیادتی ہوئی ہے اس کو بھی دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اسی بارے میں ہی بات کر رہا ہوں اور وزیر جیل خانہ جات کو بھیجا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سارا ایریا تھانہ سول لائن کی jurisdiction میں آتا ہے اور میں نے ایس پی سول لائن کو ابھی بلایا ہے جو پانچ دس منٹ میں پہنچ جاتا ہے۔ اس معاملے کی کرنل صاحب اور کچھ اور دوستوں نے بھی شکایت کی ہے تو ایس پی سول لائن کے ساتھ بیٹھ کر ہم جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف کارروائی کریں گے اور آئندہ بھی کوئی طریق کار وضع کر لیں گے کہ ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ ممبران کی لسٹ بہت لمبی ہے اور ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم اس کو مکمل کریں۔ لاء منسٹر صاحب اور فنانس منسٹر صاحب سے ہماری بات ہوئی تھی اور ہم نے ساڑھے چار بجے ممبران کے لئے کھانے کا بندوبست بھی کیا ہے اس لئے ممبران اپنی بات جاری رکھیں۔ ہم جتنا آپ کو accommodate کر سکتے ہیں وہ ضرور کریں گے۔

MALIK MUHAMMAD WARIS KALLU: Point of explanation sir.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی ناظم شاہ صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ actually علیحدہ صوبے کی بات ہوئی تھی تو ناظم شاہ صاحب نے کہا تھا کہ development کے حساب سے ہمیں development دی جائے جس کی بعد میں clarification ہوئی ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ development ہونی چاہئے اس حوالے سے ہر کوئی بات کرے لیکن الگ صوبے کی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں یاور زمان صاحب! پلیز بیٹھ جائیں۔ آپ کی باری آنے والی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے دوست نے بڑی اچھی بات کی جو اب موجود نہیں ہیں کیونکہ ان کے اپنے جذبات اور خیالات ہیں لیکن administratively تو یہ بہت بڑا issue ہوگا کہ ہم اس کو ایسا کریں۔ آج ہمیں جو immediate relief مل سکتا ہے اس حوالے سے میری آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ آج ہمارے ملک پاکستان کے وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے تو آج کیوں نہ سارے دوست مل کر ایک قرارداد لائیں کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا رونا جو ہم سب ادھر رو رہے ہیں اس کے لئے وہ ایک سپیشل گرانٹ پنجاب حکومت کو دیں تاکہ ہمارے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا خاتمہ ہو سکے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آج ہم اس ہاؤس کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان سے یہ مطالبہ بھی کریں کہ جنوبی پنجاب کے ہر ضلع اور ہر تحصیل میں ایک کیڈٹ کالج کا بھی اعلان کروائیں۔ میں آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے سارے جنوبی پنجاب کے دوستوں کی جو محرومیاں ہیں اس کے لئے ہم وزیر اعظم پاکستان سے بات کریں کیونکہ آج ان کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ اگر آج بھی وزیر اعظم صاحب کی موجودگی میں جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا تو پھر کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کے قابل احترام دوستوں کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے سپیشل گرانٹ جنوبی پنجاب کے لئے

5- ارب رکھی ہے اور UK کے ساتھ ایک معاہدہ ہے جو ساڑھے چھ ارب روپے کا ہے۔ اس کے علاوہ اربوں روپے کے وزیر اعظم صاحب نے پراجیکٹ شروع کرائے ہوئے ہیں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ جتنا جنوبی پنجاب میں ڈویلپمنٹ کا کام ہو رہا ہے اور کہیں نہیں ہو رہا۔ ابھی ہم محکمہ آبپاشی کے حوالے سے ایک میٹنگ کر کے آئے ہیں تو ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے تقریباً ایک ہزار ملین کا پراجیکٹ sanction کیا ہے۔ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ جتنے مسائل پورے صوبے کے ہیں ان کو جلد حل کیا جائے اور اس میں جنوبی پنجاب کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ وزیر اعظم صاحب بھی اس کو ترجیح دے رہے ہیں اور صوبائی حکومت بھی دے رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کانفرنس روم میں بیٹھا وہ بات سن رہا تھا جو بات ہمارے محترم بزرگ دوست ناظم شاہ صاحب نے کی پھر اس کے بعد کچھ اور دوستوں نے کی۔ دراصل جس جگہ پر میں کھڑا ہوں یہاں پر بات کرنے کی بہت ساری پابندیاں ہیں۔ اس مسئلے پر آپ کوئی ٹائم رکھ لیں جس میں حکومتی اور اپوزیشن کی تقسیم ختم کر کے اس موضوع پر ایک دن سیر حاصل بات کر لی جائے۔ میں ان دوستوں سے بشمول اپنے بڑے بھائی شاہ صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ پہلے اس بات کا بھی تعین کریں کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذمہ دار کون ہے؟ سنٹرل پنجاب کو کسی دن یہ بات بطور resolution لانی چاہئے کہ ہمارے ملک پر تو حکمرانی ہی Southern Punjab نے کی ہے۔ شیر علی صاحب نے بھی اس حوالے سے بات کی تھی تو جتنے حکمران South Punjab سے بنے ہیں وہ کہیں سے نہیں بنے۔ سب کے سب جب حکمران بنتے ہیں تو اس کے بعد وہ clean shave کروا کر لاہور میں اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ یہ بتائیں کہ South Punjab کے کتنے حکمران ایسے ہیں جن کو پنجاب نے حکمرانی دی اور اس کے بعد اس نے اپنا گھر لاہور میں نہیں بنایا۔ یہ تو خود اپنے علاقے میں واپس نہیں جاتے اس لئے وہاں کے لوگ پسماندہ حال ہیں اور وہاں پر ترقی نہیں ہو رہی۔ جو ہمارے دوست یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ ان میں سے کتنے لوگوں نے لاہور میں گھر بنائے ہوئے ہیں۔ یہ week end پر یا month end پر ایک یا دو دن کے لئے اپنے علاقے میں چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خود اپنے علاقے کی محرومیوں کے ذمہ دار ہیں۔ باقی جہاں تک ڈویلپمنٹ کا

تعلق ہے تو اس مرتبہ ADP پڑھ کر دیکھ لیں اور پچھلے سال کا بجٹ پڑھ کر دیکھ لیں قطعی طور پر ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جارہا جس کا یہ واویلا کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیر علی صاحب! اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ پہلے ایک منٹ میری بات سن لیں۔ آج صبح دس بجے پورے ٹائم پر ہاؤس شروع کرنے کے بعد ابھی تک ہم صرف 17ویں سپیکر تک پہنچے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہم اپنے ممبران کا حق کیوں مارتے ہیں جنہوں نے ابھی تقریریں کرنی ہیں اور جن کے لئے ہم صبح سے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کی تجویز بہت اچھی ہے کہ ایک دن اس کے لئے مختص کر دیا جائے جس پر کھل کر بات ہو، جس میں نہ اپوزیشن اور نہ حکومت کی تخصیص ہو اور اس مسئلے کا حل ڈھونڈا جائے۔ یہ عوام کا نمائندہ فورم ہے اور یہاں میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر بات ہونی چاہئے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں take up کر کے ہم بے شک ایک دن بڑھا دیں اور اس پر ایک دن کیا دو دن مختص کر لیں گے لیکن kindly آج ممبران کو بولنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم اس پر بالکل ایک پورا دن مختص کرنے کو تیار ہیں لیکن شرط یہ ہو گی کہ جنوبی پنجاب کا وہ نمائندہ جس نے لاہور میں گھر نہیں بنایا ہوا اسے بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ جس نے یہاں لاہور میں گھر بنایا ہے وہ لاہوری ہے اور جنوبی پنجاب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ شاہ صاحب بھی ثبوت دیں کہ کیا انہوں نے لاہور میں گھر نہیں بنایا؟ اگر بنایا گیا ہے تو اس دن سے پہلے پہلے فروخت کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ یہ personal ہے اس لئے شاہ صاحب بات کر لیں تو پھر میں شیر علی صاحب کو floor دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اپنے so-called learned لاء منسٹر صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔ ہم ان کے ساتھ یہاں پر بیٹھے ہوئے ماشاء اللہ بڑے learned ہیں۔ بات یہ ہے کہ کون سی

demand کہ میں آپ کو learned کہوں ورنہ آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ capital ہر ایک کا شہر ہوتا ہے وہ کسی ایک خاص طبقے کے لئے مخصوص نہیں ہوتا۔ جب بھی کسی ملک پر قبضہ کیا جاتا ہے تو دارالخلافہ پر کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ لاہور میرا بھی شہر ہے، آپ کا بھی ہے فیصل آباد والے راجہ ریاض صاحب کا بھی شہر ہے لہذا یہاں پر کسی کو اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں تک جنوبی پنجاب کی بات ہے جس کی بات میرے بھائی اعجاز شفیع نے بھی کی۔ جب یہ ایک دن اس پر مختص کریں گے تو ہم اس کا جواب بالکل دیں گے اور اپنے حقوق کی بات کریں گے اس کی وضاحت میرے بھائی کلو صاحب نے بھی کر دی ہے۔ حقوق اُسی کے ہوتے ہیں جو اپنے حقوق کا تحفظ کر سکے، عزت دار بھی وہی ہوتا ہے جو اپنی عزت کا تحفظ کر سکے اور انصاف بھی اسی کو ملتا ہے جو انصاف کی لڑائی لڑ سکے۔ ہم اپنے حقوق سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے چاہے اس کے لئے ہمیں جانوں کا بھی نذرانہ پیش کرنا پڑے ہم اس سے باز نہیں آئیں گے۔ اس لئے میں ان کو welcome کرتا ہوں کہ یہ اس کے لئے ایک دن مختص کریں گے۔ آخر میں، میں ان کا شکر گزار ہوں اور یہ وضاحت میرے خیال میں ان کے لئے کافی ہے کہ دارالخلافہ ہر ایک کا شہر ہوتا ہے کسی ایک شخص کا شہر نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ مستی خیل صاحب! آپ کی تقریر کی باری آ رہی ہے آپ اس پر بات کیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بڑے بھائی محترم شاہ صاحب کے لئے so-called کا لفظ استعمال نہیں کروں گا ویسے پیپلز پارٹی سے ان کی وابستگی so-called ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! personal attack نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو یہ لفظ استعمال ہی نہیں کیا میں نے تو اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ میں ان کے متعلق so-called کا لفظ استعمال نہیں کروں گا۔ انہوں نے مسئلہ حل کر دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک ہمیں ان کی طرف سے ایک ہی تنقید کا سامنا ہے کہ یہ اپنی سرائیکی زبان میں کہتے ہیں کہ ”اسیں غلام آں تخت لاہور دے“ اور یہ بھی کہتے ہیں

کہ ”اسیں قیدی تخت لاہور دے“ یہ ہر وقت کہتے ہیں کہ لاہور کا ترقیاتی فنڈ نکالیں۔ آج شاہ صاحب نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ لاہور ان کا بھی شہر ہے تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے اور اعتراض کس بات کا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری پیپلز پارٹی سے وابستگی 40 سال سے ہے اور رانا صاحب کی بھی، کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ کبھی آپ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ میں اپنے استقلال کی بات نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں اپنی شستگی کی وجہ سے 40 سال سے ایک پارٹی میں ہوں اور ماشاء اللہ رانا صاحب flexibility کی وجہ سے flexible ہیں۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ بہت زیادہ discrimination ہے کہ آپ نے جنوبی پنجاب کے تمام لوگوں کو، شاہ صاحب میرے بزرگ ہیں ان کو بھی وقت دیا۔ میں نے اس دن بھی کہا کہ جنوبی پنجاب کا ہر کوئی رونا روتا ہے۔ راجہ ریاض صاحب آج آپ کہہ رہے ہیں کہ فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ چکوال سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بزرگ وہاں سے migrate کر گئے اور گزارش یہ ہے کہ انہوں نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ دیا کہ 5۔ارب روپے ایک رکھ دیئے، ساڑھے چھ ارب روپے ایک رکھ دیئے Central Punjab, Northern Punjab نے کیا گناہ کیا ہے۔ Southern Punjab کی بات تو ہوتی ہے جناب! Northern Punjab کی بھی تو بات کریں۔ پوٹھوہار کی تو کوئی بات کرتا ہی نہیں، سب سے غریب علاقہ ہے۔ آپ وہاں آ کر ہمارے علاقے تو دیکھیں۔ راجہ صاحب اس چیز کی گواہی دیں گے۔ یہ Southern Punjab کا رونا بند کر دیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا، لاہور کی تمام حکمرانی بھی ان کے پاس رہی اور رونا بھی یہ روئیں یہ بہت بڑی زیادتی ہے، ہمیں نہ لاہور کی کوئی حکمرانی لینے دیتا ہے اور نہ ہمیں ترقی کرنے دی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور نہ ہی رونے دیتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب! آپ ہمیں رونے بھی نہیں دیتے۔ آپ جتنا بھی وقت دیتے ہیں زیادہ Southern Punjab کو دیتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ اپنا رونا ضرور روئیں مگر discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ چاہے وہ لاہور کی بات ہو، گوجرانوالہ کی ہو، ملتان کی ہو یا راولپنڈی کی ہو یا اٹک کی ہو، میانوالی، بھکر، لیہ سارے پنجاب کا حصہ ہیں۔ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جانا چاہئے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اگر یہ اس قسم کی باتیں کریں گے تو ہماری ڈیمانڈ یہی ہو گی کہ پنجاب کو تین صوبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر انڈین پنجاب کے تین صوبے I must correct myself تین نہیں، انڈین پنجاب کے چار صوبے بنے ہیں دلی بھی ایک صوبہ بنا دیا گیا ہے اور دلی پنجاب کا حصہ تھا۔ اس لئے اگر اس پنجاب کے چار حصے ہو سکتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اس پنجاب کے بھی تین حصے کر دیئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شفیق صاحب!۔۔۔ ایک منٹ، پہلے قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں ان کو بات کر لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر قانون نے جو بات کی اس پر سب نے agree بھی کیا ہے کہ اس کام کے لئے ایک دن مختص کر دیا جائے۔ جس اہمیت کا یہ معاملہ ہے کیا ایک دن اس کے لئے کافی ہو گا؟ اس کے لئے کم از کم ایک مہینہ رکھ لیں۔ دوسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بحث اس قسم کی ہے جو کہ آئینی ہے۔ آئین میں ترمیم کئے بغیر اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ آئین میں ہے کہ یہ وفاق چار صوبوں پر مشتمل ہو گا اور صوبوں کے نام لئے گئے ہیں۔ یہ ایک آئینی معاملہ ہے جس پر ہم اس طرح بحث کر رہے ہیں۔ ہم curtail exercise کر رہے ہیں، اگر اس پر سنجیدگی سے عمل کرنا ہے کہ دو یا تین صوبے بنانے ہیں جیسا کہ میرے بھائی نے ارشاد فرمایا کہ قومیں فیصلے کرتی ہیں۔ جب قومیں اپنے آئینی اداروں کے اندر فیصلے کرتی ہیں تو اس کو سب لوگ خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ اس کے لئے جو سب سے اہم اور جو ضروری ادارہ ہے وہ صوبائی نہیں مرکزی اسمبلی ہے۔ اس وقت کی جو اتحادی حکومت ہے دونوں South کا وہاں پر وزیر اعظم اور North کا قائد حزب اختلاف ہے

اور یہاں پر ان کی اتحادی حکومت ہے۔ ہمارا دن مقرر کرنے سے پہلے اگر ہمارے وزیر قانون صاحب اور South والے ساتھی مل کر ان کو suggest کریں، وہ مل کر جو بھی فیصلہ کرنا ہے وہ کریں کیونکہ آئین میں تبدیلی ہونی ہے۔آئینی تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ اتحادی حکومت وہاں پر بحث کروائے کہ کیا یہ ضروری ہے اور South کا وزیر اعظم وہاں پر ہے اگر یہ دونوں مل جائیں۔ ہم یہاں پر federality unit کے حوالے سے اس کو قبول کریں گے لیکن اگر اس سے پہلے بھی ہمارے بھائی محترم وزیر قانون صاحب اور دوسرے ساتھ شاہ صاحب اس پر بحث کرنے کے لئے کوئی دن مقرر کرنا چاہتے ہیں لیکن میری تجویز ہے کہ یہ ایک آئینی معاملہ ہے، یہ فیڈریشن کا معاملہ ہے، آئین پر بات کرنے سے پہلے، اس کو تجویز دینے سے پہلے ایک قرارداد لے آئیں۔اس قرارداد پر بحث کرائیے گا۔ جو rules اور ضابطے ہوتے ہیں لیکن ہم چونکہ legislative ہیں، ہم کسی ضابطے کے پابند ہیں۔ایک قرارداد لے آئیں اور تاریخ مقرر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اب میں کسی اور کو بالکل وقت نہیں دوں گا۔ یہ ممبران کا حق ہے اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف تو پتا نہیں کہ کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں؟ سارے افسانے میں جس بات کا ذکر نہ تھا وہ ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ کوئی آئینی معاملہ نہیں ہے، اس کے لئے کسی قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔ میں on the floor of the House اپنی پارٹی کی بھی اور حکومت کی بھی دوٹوک اور واضح پالیسی کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ پنجاب ایک صوبہ ہے، ایک صوبہ رہنا چاہئے، ایک صوبہ رہے گا اس پر قطعی طور پر کوئی ایسی تجویز نہیں ہے کہ اس کو دو یا تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔یہاں پر صرف جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات ہو رہی تھی۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں سے متعلق آپ جو بھی دن مقرر کریں ہم اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں کہ نہ تو موجودہ حکومت جنوبی پنجاب کی

محرومیوں کی ذمہ دار ہے اور نہ ہی اس سے پہلے اس وجہ سے کوئی جنوبی پنجاب کے ساتھ بُرا سلوک کیا گیا ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ شاید وہ اس لاہور شہر کے قیدی یا غلام ہیں۔ ویسے تو اب شاہ صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ وہ خود لاہوری ہیں اس لئے اب قیدی ہونے کا یا غلام ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کرنے کے لئے جو بھی دن مقرر کریں اس کے لئے حکومت تیار ہے۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں ختم کریں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں صرف ایک منٹ میں ختم کروں گا۔ سب سے پہلے تو میرے معزز رکن بھائی اعجاز شفیع صاحب نے بڑا اچھا مطالبہ کیا کہ وفاقی اور صوبائی حکومت جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی پیکیج کا اعلان کریں اس میں کوئی جھگڑے فساد والی بات نہیں ہے۔ ڈونر ایجنسیز میں بھی ہمارے قائد ایوان نے یہ برملا کہا ہے کہ جنوبی پنجاب اور نارتھ پنجاب میں disparity ہے۔ آپ قائد ایوان سے مل کر ان سے پوچھ لیں کہ انہوں نے بھی pinpoint کیا ہے۔ یہ کوئی جھگڑے فساد والی بات نہیں ہے اس کو ہم آرام سے دیکھ سکتے ہیں کہ اگر disparity ہے تو اس کو ختم کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ کیڈٹ کالج دیں تو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کے اور میرے حلقے کے سنگم میں وزیر اعظم صاحب نے کمال مہربانی کرتے ہوئے 265 ایکڑ پر کیڈٹ کالج منظور کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کے توسط سے وزیر اعظم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہاں جنوبی پنجاب کے اس deprived علاقے میں کیڈٹ کالج آ رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑی achievement ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے ایک زیادتی کی ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ clean shave کر کے جو حکمران بن کر یہاں لاہور میں گھر بنا لیتے ہیں۔ میں اپنے گھر کی مثال دیتا ہوں کہ 1960 سے ہمارے گھر سے پنجاب اسمبلی کی سیٹ آ رہی ہے۔ میرے والد صاحب حافظ قرآن تھے، ان کے منہ پر داڑھی تھی۔ آج تک ہم نے لاہور میں گھر نہیں بنایا۔ ان کے یہ الفاظ بڑے غلط ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ سینئر منسٹر ہیں

تو اس طرح کے الفاظ بزرگوں کے بارے میں نہ کہیں۔ ہم ان کے قائد اور ان کا بھی احترام کرتے ہیں اور ان کے بزرگوں کا بھی احترام کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس ایوان میں سب کی respect مقدم رکھنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ میرے محترم بھائی نے اپنی طرف اس بات کو منسوب کر لیا اور اپنے بزرگ والد صاحب کی طرف منسوب کر لیا تو قطعی طور پر میرا اشارہ ان لوگوں کی طرف تو تھا ہی نہیں جنہوں نے گھر نہیں بنائے۔ میں نے تو ان لوگوں کی بات کی ہے جنہوں نے گھر بنائے ہیں اور باقاعدہ specifically ان کے نام ہیں۔ جس دن اس پر بحث ہو گی، باقاعدہ میں آپ کو بتاؤں گا اور یہ بھی ثابت کروں گا کہ پہلے انہوں نے مونچھیں رکھی ہوئی تھیں اور بعد میں clean shave کروائی اور پھر انہوں نے یہاں گھر بنائے اور یہاں پر وہ جس قسم کی زندگی بسر کرتے رہے اور کرتے ہیں تو یہ باقاعدہ by name ذکر کروں گا۔ آپ کے والد صاحب کو اس بات پر میں خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے یہاں پر گھر نہیں بنایا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس موجود فہرست بالکل بھی follow نہیں ہو رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان ممبران کا حق ہے کہ جنہوں نے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے نام دے رکھا ہے۔ اب اگر کسی ساتھی کو برا لگتا ہے تو بے شک لگتا رہے تو اب میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں دوں گا اور ممبران کو بھی چاہئے کہ وہ voluntarily اس بات کو follow کریں اور جن کے نام ہیں ان کو ٹائم دیں۔ اب سردار ملک جہانزیب وارن صاحب بات کریں گے۔

سردار ملک جہانزیب وارن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکر ہے کہ باری آ گئی ہے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ کو ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ ہمیں جن لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں اور ہم اسمبلی میں منتخب ہو کر آئے ہیں تو وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے نمائندے کن کن issues پر بات کر رہے ہیں۔ ہمارا اس اسمبلی کے ساتھ تعلق یہ ہے کہ ہم نے صوبے کے لئے کام کرنا ہے اور ہم نے تمام issues پر بات کرنی

ہے تاکہ کسی لسانی بنیاد پر اور نہ ہی کسی ایک ذات اور ایک ضلع کے لئے بات کرنی ہے۔ ہم نے پورے پنجاب کے لئے بات کرنی ہے۔ صادق آباد سے لے کر مری کے پہاڑ ہوں یا لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، بہاولپور یا ملتان ہو ہم سب نے جہاں جہاں پر خرابیاں ہیں اس پر بات کرنی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے آٹھ سالہ ایک تاریک دور کے بعد جب حلف اٹھایا تو غریبوں کے لئے فوڈ سٹیمپ پروگرام متعارف کروایا ہے تو چونکہ میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے اور میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ وہ سب لوگ کہہ رہے تھے کہ ساٹھ سال کے بعد کسی وزیر اعلیٰ نے ہمارے لئے ایک اچھی سکیم دی ہے۔ اس کے علاوہ گرین ٹریکٹر سکیم بھی میرٹ پر ہوئی ہے تو میں اپنے حلقے کی حد تک یہ ضرور ایمانداری کے ساتھ کہوں گا کہ جنہیں ٹریکٹر ملے ہیں وہ دعائیں دے رہے ہیں۔

زکوٰۃ اور بیت المال کی بات کروں گا کہ اگر ان کو بھی فوڈ سٹیمپ پروگرام اور گرین ٹریکٹر سکیم جو کہ شفاف طریقے سے اور میرٹ پر ہو رہی ہے تو اگر بیت المال اور زکوٰۃ کا بھی اسی طریقے سے کوئی نظام بنا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ غربت میں کمی آسکتی ہے۔ جنوبی پنجاب میں بہت کام ہو رہے ہیں۔ میرے حلقے کے اندر 2۔ ارب روپے کا وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی نے ایک bridge دیا ہے جس پر دن رات کام ہو رہا ہے۔ میں اگر گنوانے شروع کر دوں تو کروڑوں کے کام ہو رہے ہیں جو پچھلے پچاس ساٹھ سالوں میں میرے حلقے میں نہیں ہوئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں appreciate کرنا چاہئے۔ good governance اس وقت ہوتی ہے جب ہم سب لوگ اس بات پر آئیں کہ جو اچھا ہو اسے اچھا کہیں اور جو برا ہو اسے برا کہیں اور میرے خیال میں برادری یہ جو کہتے ہیں زبان یا علاقے سے ہوتی ہے تو میں اسے صحیح نہیں سمجھتا ہوں بلکہ برادری وہ ہے کہ دو آدمی ہیں ایک اچھا اور ایک برا۔ اچھا چاہے لاہور کا ہے وہ ہمارا بھائی ہے اور برا چاہے بہاولپور کا ہے وہ ہمارا بھائی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں برے آدمی کو appreciate نہیں کرنا چاہئے بلکہ اچھے آدمی کو appreciate کرنا چاہئے۔

ہمیں اس چیز پر بحث کرنی چاہئے کہ اس بجٹ کا تحفظ کیسے کریں گے؟ میری یہ رائے ہو گی کہ آپ اگر مڈل ایسٹ یعنی عرب ممالک کو دیکھیں کہ جہاں جمہوریت نہیں ہے تو وہاں پر ہر آدمی اپنی اپنی جگہ پر صحیح ڈیوٹی دے رہا ہے۔ جن کے ذمہ جو کام ہے وہ ایمانداری سے کر رہے ہیں اور وہ ہم سے زیادہ امیر بھی ہیں کیونکہ وہ کام پر توجہ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے حلقے کی حد تک ہم ایم پی ایز کو ہر

ادارے پر نظر رکھنی چاہئے اور اسی طریقے سے تمام خرابیاں دور ہو سکتی ہیں کیونکہ ہم ووٹ لے کر آئے ہیں اور جمہوریت میں یہی ہے کہ لوگوں کی رائے لی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ میں اس کا گواہ ہوں کیونکہ میں نے ان کے ساتھ سفر بھی کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ سخت دھوپ اور گرمی میں بلکہ جب ان کی طبیعت بہاولپور میں خراب ہو گئی تو میں بھی ان کے ساتھ تھا تو میں میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے رات دن گندم کی خریداری کے لئے، میں سمجھتا ہوں کہ آج تک میرے علم میں نہیں ہے کہ کوئی وزیراعلیٰ کسی اجناس کی خریداری کے لئے انتھک کوشش کرتا رہا ہو، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے ہمارا وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ایک مسیحا سے کم نہیں ہے۔ اسی طریقے سے ہمارے تمام colleagues اس چیز کی گواہی دیں گے کہ کبھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کسی اپوزیشن والے کو یا کسی ایم پی اے کو یا کسی وزیر کو یا کسی اپنے کو زیادہ مرتبہ دیا گیا ہے یا کسی کو کم دیا گیا ہے وہ ہر کسی کی بات سنتے ہیں۔ جو اچھا ہوتا ہے اس کی بات غور سے سنتے ہیں اور جو برا ہوتا ہے اس کو منہ پر کہہ بھی دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لو میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ہم سب دوستوں کو مل بیٹھ کر اس جمہوریت کے لئے، اس پنجاب کے لئے اور اس پاکستان کے لئے اب کام کرنا چاہئے۔ ہم اس کو ایک نئے پاکستان اور نئے پنجاب کی شکل میں لے کر آئیں کیونکہ قوم ہمیں دیکھ رہی ہے۔ قوم اب مزید ہمیں وقت نہیں دے گی اگر ہم نے اچھے اور برے کی تمیز نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب! میں نے آپ کو باہر معاملات دیکھنے کے لئے بھیجا تھا۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ گیٹ کے سامنے ڈرائیور اور پولیس کے درمیان کوئی مسئلہ ہو گیا تھا۔ ان کو آپس میں بٹھا کر صلح صفائی کروا دی ہے یہ سب آپس میں misunderstanding تھی۔ اب یہ معاملہ clear ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو معاف کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، بہت اچھا ہو گیا ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور مجھے 10-2009 کے بجٹ میں معاونت حاصل ہے کہ میں اپنا مؤقف

بیان کر رہی ہوں۔ پچھلے سات دنوں سے میں اپنے اس معزز ایوان کے بھائیوں اور بہنوں کے مسائل اور جن مسائل کی طرف انہوں نے نشاندہی کی ہے ان کو سن رہی ہوں۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کی ہم بات کر رہے ہیں جیسے زراعت، صحت، تعلیم، دہشت گردی اور کئی مسائل جن کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں اور تجاویز دے رہے ہیں۔ میں نے بہت سوچا اور غور و فکر کیا۔ اس سارے غور و فکر سے مجھے لگا کہ اس سارے فسادات کی جڑ ایک ہے اور ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس جڑ کو ہم نے کیسے ختم کرنا ہے؟ یہ کہنے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے کہ ان تمام مسائل کی جڑ غربت ہے۔ میں چاہوں گی کہ تمام issues کو ختم کرنے کے لئے اس جڑ کو ختم کرنا ضروری ہے نیز اس ملک کی بقا کے لئے یہ اقدام کرنا بہت ضروری ہے۔ میں اس معزز ایوان اور آپ کو بتانا چاہوں گی کہ پنجاب کی 9 کروڑ آبادی میں سے 5 کروڑ سے زائد آبادی غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکی ہوں کہ 5 کروڑ سے زائد لوگوں کو ایک مہینے کا اڑھائی ہزار روپیہ بھی میسر نہیں ہے۔ اس غربت کی وجہ سے ہی تعلیم حاصل نہیں ہوتی۔ مائیں اپنے بچوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس غربت کی وجہ سے، آج فسادات بڑھ رہے ہیں۔ اسی غربت کی وجہ سے آج ہمارا ملک حالت جنگ میں ہے۔ اسی غربت کی وجہ سے آج ہم ایک دوسرے کو مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم ایک زندہ قوم ہیں اور ہمیں اس وقت اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔ میں اس معزز ایوان کے توسط سے جناب وزیر خزانہ اور جناب وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گی کہ ہمیں ان تمام issues کو ختم کرنا ہے اور اس کے لئے ہمیں اس کی جڑ غربت کو ختم کرنا ہے۔ غربت ہی ہے جس کی وجہ سے آج اس ایوان میں میرے بھائی اور بہن صبح سے لڑائی کر رہے ہیں۔ یہ غربت کی نشانی ہے۔ اگر کسی چیز میں کوئی کمی رہ جاتی ہے اور یہ کمی اس لئے ہوتی ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ میری کچھ تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں غربت مٹانے کے لئے دو چیزوں کا بتایا گیا ہے۔

1۔ سستی روٹی

2۔ فوڈ سٹیمپ سکیم

میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ان دو چیزوں سے غربت کیسے ختم ہو سکتی ہے؟ اس کتابچے کے صفحہ نمبر 5 پر لکھا ہوا ہے کہ غربت میں کمی لانے کے لئے موجودہ حکومت نے رواں مالی سالوں میں

فوڈ سٹیمپ سکیم کے لئے 13۔ارب روپے رکھے ہیں۔یہ دونوں سکیمیں بہت اچھی ہیں اور مجھے کوئی دوسری بات نہیں کہنی لیکن یہ دو سکیمیں ہماری غربت کی اس لکیر کو ختم نہیں کر سکتیں۔

جناب والا! 70 فیصد آبادی ہمارے دیہاتوں میں ہے اور اس 70 فیصد آبادی کو سستی روٹی تو مہیا نہیں ہو سکتی، یہ مشکل ہے۔ہم کوشش تو کرتے رہیں گے، لگے رہیں گے اور اس دوڑ میں دوڑتے رہیں گے لیکن ہم اس آس پر اپنی عوام کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔جیسا کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا، اوہ sorry حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دریائے دجلہ کے قریب۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ ذرا تصحیح فرمالیں حضرت عمر ﷺ نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں نے معذرت کر لی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں اپنے معزز ایوان کو کہوں گی کہ اگر میں غلطی کرتی ہوں تو میں اس غلطی کو مانتی ہوں اور آپ بھی حوصلہ رکھیں کہ آپ بھی اپنی غلطیوں کو مانیں کیونکہ ہم یہاں پر عوام کو سدھارنے اور عوام کے issues کو حل کرنے کے لئے آئے ہیں۔حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایک کتا بھی اگر دریائے دجلہ کے کنارے پیاسا مر گیا تو اس کا حساب مجھ سے لیا جائے گا۔جو ہزاروں خودکشیاں اس غربت کی وجہ سے ہو رہی ہیں اس کا حساب کون دے گا؟ ہم دیں گے اور ہمارے حکمران دیں گے۔میں یہاں اس ملک کے issues پر بات کر رہی ہوں اور کسی کو criticize نہیں کر رہی ہوں۔میری دو تین تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں اس وقت مائکرو فنانسنگ کی ضرورت ہے۔بنگلہ دیش اور کئی ممالک میں مائکرو فنانسنگ پروگرام چل رہے ہیں جہاں پر بغیر سود کے غریب لوگوں کو چھوٹے چھوٹے قرضے دیئے جاتے ہیں۔ہماری حکومتیں سستی روٹی دے رہی ہیں، ہماری حکومتیں بے نظیر انکم سپورٹس پروگرام دے رہی ہیں اور ہماری حکومتیں فوڈ سٹیمپ سکیم دے رہی ہیں۔ہم لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ہم اس ایوان میں اس لئے آئے ہیں کہ ہم نے اپنی عوام کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنا ہے۔جب کسی کو یہ rule out ہو گا کہ اگر کسی کو دس ہزار روپے قرضہ دیا جائے گا اور اسے پتا ہو گا کہ یہ میں نے واپس کرنا ہے تو وہ ریڑھی لگا کر اپنی زندگی کو سفید پوشی کے ساتھ گزارنے کی کوشش کرے گا۔ہم نے اپنی قوم کو بھکاری نہیں بنانا کیونکہ ہم زندہ قوم ہیں، ہماری مثالیں بہت ساری جگہوں اور بہت

سارے ممالک میں ملتی ہیں۔ پہلی suggestion تو میری یہ ہے اور اس کا ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ آپ کا ایک ruling system ہے۔ پنجاب گورنمنٹ وفاق کو پیسے دے رہی ہے لیکن ہم پیسے لے بھی رہے ہیں۔ اگر ہم روٹی کا پیسا دیتے ہیں، سستے ٹریکٹر دیتے ہیں اور بھی بہت سی چیزیں بجٹ میں رکھی ہیں اس طرح سے گورنمنٹ کے پاس سے پیسا جا رہا ہے، آ تو نہیں رہا۔ اس لئے ہمیں ایسا سسٹم بنانا چاہئے جس میں ruling system ہو۔ ہمارے بجٹ میں دانش سکول کا ذکر کیا گیا ہے، یہ بہت اچھا پراجیکٹ ہے اس میں بہت سارے غریب لوگوں کے بچے پڑھیں گے لیکن میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آج ہمارے پنجاب میں 25 فیصد بچے سکولوں میں جا رہے ہیں اور 75 فیصد بچے مزدوری کر رہے ہیں۔ ہم دانش سکول تو کھول رہے ہیں لیکن جو پچھتر فیصد بچے سکولوں میں جا ہی نہیں رہے کیا ہم نے اس پر کام کیا ہے کہ وہ کیوں نہیں جا رہے؟ کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ ایک ہی ہے اور وہ ہے غربت۔

(اذان ظہر)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر میں نے بند کر دیئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں شاید میں پھر کبھی بھی نہیں مانگوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کل یہاں ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کا الیکشن ہوا۔ میں نے جو resign کیا وہ میں نے چیئرپرسن شپ سے کیا تھا۔ مجھے یہ بتائیں کہ وہ الیکشن مجھے بغیر بتائے ہوا، پہلے تو یہ ناانصافی میرے ساتھ ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اس عدالت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ آیا میری ممبرشپ کس طریقے سے ختم کی ہے اور وہ کیا اختیارات تھے؟ اگر میں نے سٹینڈنگ کمیٹی سے resign کیا ہے تو میں ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی ممبر تو تھی، یہ میرے ساتھ ناانصافی ہے۔ میں اب اس کا فیصلہ آپ کی عدالت میں رکھتی ہوں، اگر آپ کی عدالت میرے ساتھ انصاف نہیں کرے گی تو پھر میں دوسری عدالت میں بات کروں گی جس طریقے سے مجھے letter دیا گیا کہ آپ نے اس سٹینڈنگ کمیٹی سے resign کرنا ہے میں نے وہ حکم مانا، میں نے resign کیا لیکن آج آپ یہ بتائیں کہ

کل مجھ سے پوچھے بغیر، مجھے اطلاع دیئے بغیر یہ الیکشن ہوا ہے تو وہ کیا طریق کار تھا، وہ کیا rules تھے، مجھے بتایا جائے کہ الیکشن مجھے بتائے بغیر کیوں ہوا؟ ہو سکتا ہے میں طاہر ہندلی صاحب کو خود recommend کرتی کہ آپ انہیں چیئر مین بنا دیں لیکن یہ میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور میں ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی ممبر ہوں یا نہیں ہوں؟ میں آج اس بات پر واک آؤٹ کرتی ہوں اور مجھے آپ سے انصاف چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس کو میں دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ بتاؤں گا۔ محترمہ نے جو واک آؤٹ کیا ہے اس کو ر کوانے کے لئے مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جائیں اور جا کر بات کر کے آئیں۔ حاجی اسحاق صاحب آپ بھی ساتھ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر طاہر ہندلی صاحب ہیں تو ان کو بھی بھیجا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہندلی صاحب جو چیئر مین منتخب ہوئے ہیں اگر یہاں پر موجود ہیں تو ان کو بھی بھیجا جائے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی جو ہے اس کا چیئر مین پیپلز پارٹی سے بننا تھا تو راجہ ریاض صاحب نے خود ہی ذمہ داری لی تھی کہ آپ اس کا اجلاس رُکوا دیں ہم اپنے تمام ممبران کو اطلاع کر دیں گے ویسے سیکر ٹریٹ میں بھی تمام ممبران کو اطلاع تھی اور پھر اس کا ایک طریقہ ہے جب کورم پورا ہو تو وہ الیکشن valid قرار پاتا ہے تو کل کورم پورا تھا یہ اس کے مطابق ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل صحیح ہے۔ ہندلی صاحب! آپ کو میں نے کمیٹی میں ڈالا ہے۔ آپ ذرا باہر جائیں اور جا کر بات کریں۔ جی، زوبیہ رباب صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں بیان کر رہی تھی کہ 75 فیصد ایسے بچے ہیں جو سکولوں میں نہیں جا رہے۔ ہمیں اس چیز کو بھی زیر غور رکھنا ہو گا کہ آیا وہ 75 فیصد بچے سکولوں میں کیوں نہیں جا رہے، کیا وجوہات ہیں اور وہ مزدوری کیوں کر رہے ہیں؟ اس کی ایک ہی وجہ

ہے وہ ہے غربت۔ ہر چیز، کہیں سے بھی آپ پکڑیں تو وجہ جو ہے وہ ہے غربت۔ جب ایک ماں اپنے بچے کو یا والدین اپنے بچے کو سکول میں بھیجتے ہیں تو انہیں کچھ نہیں ملتا اور جب وہ پڑھ کر بھی آتے ہیں اور بہت ساری ڈگریاں بھی لے لیتے ہیں تو ہماری یہاں نوکریوں کی بہت کمی ہو رہی ہے۔ پہلے تو جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو ماں باپ بھیجنے میں اس لئے قاصر ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی ایک کھوکھے پر چائے بناتا ہے تو اس کو تو دو ٹائم کی روٹی بھی مل رہی ہے اور جب وہ شام کو گھر جاتا ہے تو ایک سو روپیہ، پچاس روپیہ یا پچیس روپے لے کر آتا ہے تو پھر میں اپنے بچوں کو سکول میں کیوں بھیجوں گی، مجھے کیا ضرورت ہے جب میرے گھر میں چولہا نہیں جل رہا یا مجھے چھت نہیں مل رہی تو میں اس بچے کو پڑھا کر کیا کروں گی؟ میرے اگر چھ سے چار بچے ہیں یا پانچ بچے ہیں یہ ہر گھر کی مجبوریاں ہیں۔back system بہت سارے ملکوں میں چل رہا ہے، بنگلہ دیش میں بہت مشہور ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ مجھے ٹائم چاہئے ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، سب کے لئے ایک ہی طریق کار ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! آپ دیکھیں! درمیان میں وہ آ گئی تھیں۔ میں عوام کی بات کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، back system اس کا مطلب ہے کہ incentive دینا۔ جب آپ بچوں کو incentive دیں گے تو وہاں پر کیا ہوتا ہے کہ بنگلہ دیش میں جب بچہ سکول جاتا ہے تو حاضری کو پورا کرنے کے لئے چاول کا ایک توڑا اس کو دے دیا جاتا ہے کیونکہ ماں باپ کو اطمینان ہوتا ہے کہ جب بچہ گھر آ رہا ہے تو وہ تھوڑے سے چاول لے کر آ رہا ہے کم از کم ہمارے چولہے کا تو کچھ ہو گا تو حکومت کو چاہئے کہ ان incentive basis پر کچھ کرے تاکہ آپ کے دانش جیسے سکول اور بھی جو گورنمنٹ کے سکول ہیں ان کو کامیاب بنانے کے لئے incentive basis کریں اور یہ پنجاب حکومت جو بھی ہے ہمارے قائدین ہیں، ہمارے سی ایم ہیں یا منسٹر ہیں، وزیر خزانہ صاحب جو ہیں وہ اس میں تجاویز دیکھ لیں کہ کیا کرنا ہے۔ ٹھیک ہے؟ دوسرا میں آپ سے یہ request کروں گی کہ منسٹر صاحب micro financing programme جو ہے اس پر مہربانی کر کے غور کریں اور اس کو دیکھیں کیونکہ ہم نے آگے جانا ہے ہم

نے پیچھے نہیں جانا، ہم پیچھے جا رہے ہیں، ہم ان چیزوں کو بھولتے ہوئے جا رہے ہیں اور ہمارے درمیان میں لڑائیاں بڑھتی جا رہی ہیں جبکہ ہمارا مسلمان ہونے کا درس یہ ہے کہ ہم سب بہن بھائی ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک شعر کے ساتھ wind up کروں گی۔

ہم ہیں دریا ہمیں ایک ہونا پڑے گا
جس طرف بھی چل پڑیں راستہ خود ہی بن جائے گا

پاکستان زندہ باد۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قوموں کی تاریخ میں ریاستوں کے survival کے لئے اور انہیں ترقی اور خوشحالی کے راستوں پر ڈالنے کے لئے قومی اہداف مقرر ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر آگے چل کر قومیں ترقی بھی کرتی ہیں۔

حضرت ذی وقار! ہماری حکومت نے پچھلے سال بجٹ میں کوئی چار پانچ اہم commitments قوم کے ساتھ، صوبے کی عوام کے ساتھ، اس معزز ایوان کے ممبران کے ساتھ کی تھیں۔ الحمد للہ! اس میں جس ذمہ داری کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور وہ commitment جس احسن انداز میں پوری کی گئی ہیں۔ آج وزیر اعلیٰ پنجاب، فنانس منسٹر اور ہاؤس کا ایک ایک ممبر وہ سارے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ہم قوم کے سامنے سرخرو ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور زراعت کی ترقی، غربت کا خاتمہ، صحت عامہ علاج معالجہ کی مفت فراہمی اور تعلیم کا فروغ یہ وہ پانچ اہداف تھے جس نے صوبہ کو محرومیوں کے گھپ اندھیرے سے نکال کر ایک شمع روشن کی اور ہم نے الحمد للہ ان بنیادی معاملات کے issues کو قوم کے ساتھ address کیا۔ میں ان بڑی رقوم کی وضاحت یہاں نہیں کروں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ ان عوام دوست سکیموں پر کتنی رقم خرچ ہوئی، یہاں پر تمام ممبران نے بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ facts & figure دی ہیں۔ ان تمام سکیموں کو حالیہ بجٹ میں حکومت نے دوبارہ سے ان کو جاری رکھنے کا ارادہ کیا ہے اور بہت ساری سکیموں کے اندر بجٹ بڑھا کر عوام کے ساتھ commitments کو زیادہ مضبوط کیا

ہے۔اس کے علاوہ پنجاب کے اندر پہلی دفعہ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے لئے 4۔ارب 90کروڑ کا رکھا جانا آج کے عالمی چیلنجز کو meet کرنے کے لئے قوم کو تیار کرنا ہے۔اس کے علاوہ نالج پارک کا بنانا، جیلوں کی اصلاحات کرنا، stamp paper جن کے ذریعے سے فراڈ کا ایک نہ رُکنے والا اور نہ تھمنے والا سلسلہ پنجاب اور پاکستان میں موجود تھا اس کے اندر مستند سکیورٹی فیچر کا شامل کرنا بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک احسن قدم ہے۔اس کے علاوہ 175۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ اور کھیلوں کے فروغ کے لئے بہت بڑی خطیر رقم کا رکھا جانا، بارانی علاقوں کے لئے پانی کے وسائل کی ترقی کے لئے بھی حکومت نے یہ عزم کیا ہے کہ ہم اس کے اوپر پانی کے وسائل فراہم کریں گے۔ میں یہاں عرض کروں کہ آج پاکستان کے جو حالات ہیں ان میں پاکستان کو بدترین دہشت گردی کا سامنا ہے۔ پاکستان کے اندر پانی کے وسائل سے استفادہ نہیں کیا جارہا بلکہ سینئر حاجی عدیل عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی قائد نے پرسوں یہ statement دی ہے کہ ہم کالا باغ ڈیم کی طرح کوڑی ڈیم کی بھی مخالفت کریں گے۔

جناب سپیکر! قومی اہداف حاصل کرنے کے لئے قوموں کو اکٹھے ہونا پڑتا ہے اور آج جو پاکستان کے اندر شورش اٹھی ہوئی ہے اور اندرونی مسائل ہیں ان پر ضرورت اس امر کی تھی کہ پاکستان کی عوام اکٹھی ہو جاتی اور ہمارے پاس جو وسائل موجود ہیں ان سے استفادہ کیا جاتا لیکن دہشت گردی کی وجہ سے آپ کی انڈسٹری بیٹھ چکی ہے۔آپ نے پانی کے وسائل سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔ ڈیم نہیں بنائے اور سمندر کے اندر آپ کا پانی جا رہا ہے لیکن سندھ اور NWFP اپنے اس مطالبہ سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہاں اگر ڈیم بن گیا تو سندھ سوکھ جائے گا۔ جس کے تحت بتایا گیا تھا کہ کالا باغ کے اندر سے کوئی نہر نہیں نکلے گی۔ یہ صرف پانی سٹور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر جو جگہ فراہم کی ہے اسے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سندھ اور NWFP کے معزز سیاست دان مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کس بنیاد اور ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں؟

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پابندی لگائی ہے۔ پلیز انہیں بات کرنے دیں۔۔۔

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں جیسا کہ میرے فاضل ممبر بات کر رہے ہیں۔ اس میں سندھ اور پنجاب کے سیاست دانوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ پہلے کالا باغ ڈیم سے نہر show کی گئی تھی اور جب Constitution کے مطابق چشمہ رائٹ بنک کینال پر پابندی تھی تو اس وقت پنجاب کا گورنر ایک جنرل تھا۔ اس نے جنرل ضیاء سے مل کر اس نہر کو نکالا تھا جس کی وجہ سے وہاں پر trust deficit کا مسئلہ ہے اور اس لئے کالا باغ ڈیم یا کسی اور ڈیم کی بجائے اس ملک کا رہنا ضروری ہے اور federating unit کا متحد ہونا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ان کا اپنا point of view ہے۔ اس اسمبلی میں ہر ایک کو اپنا point of view پیش کرنے کا حق ہے۔ Let him do it.

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو وقت پوائنٹ آف آرڈر کی نظر ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بے فکر رہیں اور بات کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ابھی فاضل ممبر نے جس حوالے سے بات کی ہے کہ dispute کی وجہ کوئی اور ہے، کیا ہم سارے federated unit بیٹھ کر اس مسئلہ کا حل نہیں نکال سکتے؟ میں ان سیاست دانوں کے سامنے آج ہاتھ جوڑ کر اس بات کی اپیل کرتا ہوں کہ خدارا! پاکستان کے اندر جو وسائل ہیں ان سے قوم کو استفادہ کرنے دیں اور اس پر سیاست نہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر ابھی بات کی گئی۔ اب جبکہ میں بات کر رہا ہوں کہ ہم کتنے مشکل اور کٹھن حالات سے گزر رہے ہیں کہ بجٹ کے اندر عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے اور محروم علاقوں کی نشاندہی کر کے جناب فنانس منسٹر اور حکومت کی توجہ دلانے کی جو ترجیح ہے اور اس سے ہٹ کر جنوبی پنجاب کے حوالے سے ہمارے فاضل دوست جو آج موجود نہیں ہیں، جناب احمد محمود صاحب نے یہاں پر اپنی تقریر کے دوران یہ کہا تھا کہ 1956 میں ان کے والد محترم نے چار ڈگری کالج بنوائے تھے اور اس کے بعد وہاں پر یعنی رحیم یار خان میں کوئی development نہیں ہوئی۔ ہماری حکومت نے صرف ایک سال کے اندر وہاں پر اسلامیہ یونیورسٹی کا ایک کیمپس بنوایا ہے اور رحیم یار خان کے اندر ویمن یونیورسٹی بھی شروع کروائی گئی ہے۔ وہاں کی جیل 24 ایکڑ پر تھی اسے پچاس ایکڑ کی جگہ الاٹ کر دی گئی ہے اور اس 24 ایکڑ پر

ہسپتال کی extension ہوگی۔ ہسپتال کے اندر MRI کی سہولت دی گئی ہے اور ڈگری کالج شروع کروائے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے اندر تمام معزز ممبران کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم facts & figures کو ان کی اصل شکل اور ان کی روح کے مطابق ہاؤس میں پیش کریں۔ ہم تمام ممبران کا بہت احترام کرتے ہیں اور الحمد للہ یہی وہ دور ہے کہ جس میں پورے پنجاب کے اندر پانچوں کی پانچوں بنیادی پالیسیاں جو پنجاب میں گورنمنٹ نے متعارف کروائی ہیں، وہ بھی وہاں پر implement ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ موجود حالات میں عوام کو ریلیف دینے کی ایک بہترین کاوش ہے لیکن میری تین چار تجاویز ہیں کیونکہ فنانس منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں بیان کروں گا کہ پینے کا صاف پانی جس کی عدم دستیابی وہ بنیادی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے آج تمام ممبرز نے کہا کہ پورے پنجاب میں ہیپاٹائٹس پھیل گیا۔ یہ حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے کہ پنجاب بھر کے اندر تمام لوگوں کو پینے کا صاف پانی ترجیحی بنیاد پر فراہم کریں اور اس کے لئے فوری طور پر اس ہاؤس کے معزز ممبران کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ اٹک سے لے کر صادق آباد تک اس بیماری کی وجہ صاف پانی کی عدم دستیابی ہے اس کا ازالہ کریں، یہ سب سے بڑا چیلنج ہے آپ نے صحت کے معاملے میں پنجاب کے اندر بڑی خطیر رقم خرچ کی، فراہمی ادویات اور علاج معالجہ بالکل free کیا گیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جو وزیراعلیٰ پنجاب کی عوام کے ساتھ commitment کا منہ بولتا ثبوت ہے، جو انہوں نے خدمت کرنی ہے کیا یہ implement بھی ہو رہی ہے؟ یہ implement نہیں ہو رہی۔ اس کے علاوہ ہر ضلع کے اندر جتنے بھی ہسپتال ہیں ان کے اندر ان کے جو مینجمنٹ بورڈ ہیں وہاں آپ منتخب نمائندگان کو شامل کریں اور وہاں پر جو پیسا جا رہا ہے، اس کو جو خُورد برد کرتا ہے اسے الٹا لٹکا دیا جانا چاہئے۔

جناب والا! حکومت نے stamp paper کے حوالے سے ایک پالیسی بنائی ہے کہ ان میں مثبت security features شامل ہونے چاہئیں۔ stamp paper وہ document ہے جس سے کروڑوں اور اربوں روپے کی جائیداد کی تحریر لکھی جاتی ہے لیکن بالکل ان پڑھ اور جاہل لوگوں کے ہاتھوں میں رجسٹرڈ ہے۔ انہوں نے پانچ پانچ سال سے اپنے گھروں میں رکھے ہوئے ہیں اور ڈی سی او آفس میں

جمع نہیں کراتے۔اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ وکلاء جو لاء گریجویٹ ہوتے ہیں اور قانون کی باریکیوں کو جانتے ہیں یہ سارا سسٹم ان کے سپرد کیا جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق محکمہ جنگلات کے پاس شجر کاری کے لئے مختلف اضلاع میں ہزاروں ایکڑ اراضی موجود ہے۔صرف سرگودھا میں ہزاروں ایکڑ موجود ہے لیکن وہاں کوئی شجر کاری نہیں ہو رہی ہے فیصل آباد میں بھی کوئی شجر کاری نہیں ہو رہی ہے۔ ہم نے اپنے قومی اثاثے کو dump کر دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ یا تو محکمہ جنگلات سے وہ جگہ واپس لے کر غریب کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے یا پھر ان میں شجر کاری کو ensure کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔میں نے آپ کو wind up کرنے کے لئے extra time دیا ہے۔ شکریہ۔جی، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب آپ باہر گئے ہوئے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے کہا ہے کہ انھیں چیئرمین کے انتخاب کے وقت اطلاع نہیں دی گئی اس لئے انہوں نے protest میں واک آؤٹ کیا تھا۔ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری request پر واک آؤٹ ختم کر دیا ہے۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ جب انہوں نے ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی چیئرمین شپ سے استعفیٰ دیا تھا تو اس کے بعد ان کے پارلیمانی لیڈر راجہ ریاض کی consent سے کچھ changes کی تھیں وہ motion ہاؤس میں پیش ہوئی تھی اور ہاؤس سے ہی carry ہوئی تھی تو اس میں محترمہ کو ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے علاوہ کسی اور کمیٹی میں ممبر شپ دی گئی تھی لیکن ان کا فرمانا ہے کہ مجھے اطلاع نہیں دی گئی۔اصولی طور پر تو راجہ ریاض صاحب کو اطلاع کرنی چاہئے تھی۔بہر حال ہم نے اس پر محترمہ سے معذرت کی ہے۔ میں بھی راجہ ریاض صاحب سے بات کروں گا کہ وہ ان کو باضابطہ طور پر اس reason سے بھی آگاہ کریں جس سے ان کی ممبر شپ ہیلتھ کمیٹی سے کسی اور سٹینڈنگ کمیٹی میں ڈالی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی جناب عبدالحفیظ خان نیازی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ وعشر اور بیت المال (جناب عبدالحفیظ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر دلی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔چونکہ میں ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے میں سب سے پہلے زراعت کے متعلق بات کروں گا۔ہماری وفاقی حکومت نے گندم کی support price فی من 950 روپے مقرر کی۔ ایک بار پہلے بھی گندم کی support price بڑھائی گئی تھی لیکن وہ بروقت نہیں تھی اور کاشتکار اپنی گندم کاشت کر چکا تھا اس لئے اس کا فائدہ نہ ہوا لیکن شکر ہے کہ اس بار بروقت گندم کی قیمت بڑھائی گئی جس وجہ سے ہمارے کاشتکار کو incentive ملا اور اس نے خوب دل لگا کر گندم کاشت کی اور ہماری bumper crop ہوئی۔اس سے ہماری گندم کی سمگلنگ بھی ختم ہوئی۔میرے علاقے میں تو عذاب ہوتا تھا کہ وہاں چار جگہوں سے فرنٹیئر لگتا ہے، لکی، کرک، کوہاٹ اور ڈی آئی خان کا بارڈر لگتا ہے۔جو لوگ گھر کے لئے بھی گندم خرید کر لے جانا چاہتا تھے وہ بھی نہیں لے جا سکتے تھے لیکن اللہ کے فضل وکرم سے اس سال سمگلنگ نہیں ہو گی۔آپ جو گندم درآمد کرتے تھے اور اس پر جو foreign exchange ضائع ہوتا تھا اب انشاء اللہ وہ بھی نہیں ہو گا اور جو ناقص گندم ہمارے ملک میں آتی تھی اس سے بھی ہماری جان چھوٹ جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں کھاد کی shortage کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ہمارے پاس بڑا وقت ہوتا ہے اگر ہم ابھی سے programming کریں تو پھر کوئی ایسی وجہ نہیں کہ جب ہمیں کھاد کی ضرورت پڑتی ہے خصوصاً یوریا کی اس وقت اس کی shortage ہو۔پچھلی دفعہ تو یہ حالت تھی کہ زمیندار کے پاس۔۔۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں اسی یوریا کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔وٹو صاحب! ان کا ٹائم ہے۔

جناب محمد معین وٹو: میری بات ان کو support کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! ان کی بات ختم ہونے دیں میں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (جناب عبدالحفیظ خان نیازی): جناب سپیکر! ہمارے زمیندار کو یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنے ٹیوب ویل پر بجلی لگوا سکتا ہے لیکن اسے ایم این اے کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے علاقے میں لوگوں نے تین تین چار چار ماہ سے درخواستیں دی ہوئی ہیں کہ انھیں ٹیوب ویل کے لئے بجلی چاہئے لیکن بجلی نہیں لگ رہی۔ میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے بھی استدعا کروں گا کہ کہ زمیندار کو ٹیوب ویل کنکشن کے حصول کا اتنا lengthy process نہ ہو اور اس کنکشن میں تاخیر نہ کی جائے بلکہ اسے جلد از جلد بجلی مہیا کی جائے۔

جناب والا! ماشاء اللہ ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب نے پچھلی دفعہ گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے پہلے تو ایک ارب روپیہ رکھا پھر اسی وقت بڑھا کر اسے 2۔ارب کر دیا۔ میں چھوٹے میسی ٹریکٹر 240 کی بات کرتا ہوں اسے عام زمیندار زیادہ استعمال کرتے ہیں اس کی قیمت 3 لاکھ 39 ہزار روپے تھی لیکن پچھلے سال کمپنی نے اس کی چار پانچ بار قیمتیں بڑھائیں ہیں اور ایک لاکھ 30 ہزار روپے قیمت بڑھی اس طرح آج یہ ٹریکٹر 4 لاکھ 69 ہزار میں مل رہا ہے۔ یہ تو خادم اعلیٰ صاحب کی مہربانی ہے کہ اس نے اس میں دو لاکھ روپے کی سبسڈی دے دی اور یہ ٹریکٹر ایک عام آدمی کی پہنچ میں آگیا۔ اس سکیم میں 2۔ارب روپے دس ہزار ٹریکٹروں کے لئے رکھے ہیں اور فی ٹریکٹر دو لاکھ روپیہ سبسڈی دے رہے ہیں اگر آپ اسی بجٹ میں زیادہ غریب کاشتکاروں کو compensate کرنا چاہتے ہیں تو آپ دس ہزار سے بڑھا کر بیس ہزار ٹریکٹر کر سکتے ہیں اور بے شک سبسڈی ایک لاکھ روپیہ فی ٹریکٹر کر سکتے ہیں۔ یہ میری تجویز ہے باقی آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے میرا علاقہ دریا پر ہی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ کالا باغ میرے حلقے کے اندر آتا ہے اور دریائے سندھ وہاں سے بہہ رہا ہے لیکن میرے علاقے میں نہر نہیں ہے ہم تو کنویں کے پاس ہوتے ہوئے بھی پیاسے ہیں۔ لہذا میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے

استدعا کروں گا کہ نہروں کے بارے میں بھی سوچا جائے اوران کی کھدائی کا کام شروع کیا جائے۔میانوالی کا بہت زیادہ ایسا علاقہ ہے جو ٹیوب ویلوں پر آبپاشی کر سکتا ہے جو بہت زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! ماشاء اللہ صحت کے شعبے میں مفت ادویات مل رہی ہیں۔dialysis کی سہولیات ہیں، ultra sound and CT-scan free ہو رہا ہے۔آپ کے علم میں ہے کہ dialysis ہفتے میں دو بار ہوتا ہے اور ہر تیسرے دن بندے کو جانا پڑتا ہے میں اپنے عیسیٰ خیل میں ایک جاننے والے کی بات کرتا ہوں کہ وہ بے چارے کبھی سرگودھا جاتے تھے اور کبھی راولپنڈی جاتے تھے۔ اب وہ بندہ مجھے ملا ہے وہ بڑا خوش تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ کے فضل سے آپ کے وزیر اعلیٰ نے جو یہاں پر سہولت دے دی ہے اب میں میانوالی سے ڈائلسیز کروا کر آ رہا ہوں۔

جناب والا! میں تعلیم کے حوالے سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ ماشاءاللہ میری تحصیل میں کالج ہے بلکہ گرلز کالج بھی ہے لیکن ٹیچر کوئی نہیں ہے۔پنجاب حکومت کی طرف سے ہدایت آئی ہے کہ لیڈی ڈگری کالج کے پرنسپل کے لئے خاتون ہی چاہئے وہاں مرد نہیں لگ سکتا۔میں نے کہا کہ اگر یہ پالیسی ہے تو میرے پاس کوئی بھی خاتون نہیں ہے۔آپ کہتے ہیں کہ گریڈ 19 کی پرنسپل لگتی ہے میرے پاس تو 19 کیا، 18 کیا 17 کیا بلکہ گریڈ 16 کی بھی کوئی ٹیچر نہیں ہے۔میرے پاس بلڈنگز ہیں، کالجز ہیں لیکن ٹیچرز نہیں ہیں۔ میرے علاقے کی کنواری خواتین ٹیچر دوسرے علاقوں میں لگی ہوئی ہیں۔ میرے علاقے کی سائنس ٹیچر جوہر آباد لگی ہوئی ہے۔میں نے درخواست کی تھی کہ مہربانی کرکے اسے اپنے حلقے میں تبدیل کر دیں اور وہ آنا بھی چاہتی ہے لیکن کہا گیا کہ single subject teacher کا تبادلہ نہیں ہوتا۔اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ میرے حلقے کی خواتین ٹیچر جو دور دراز علاقوں میں نوکری کر رہی ہیں خصوصی مہربانی کرکے انھیں میرے حلقے میں آنے کی اجازت دی جائے اور اس سلسلے میں جو بھی پابندیاں ہیں انھیں relax کیا جائے۔ایجوکیٹر پر one life time پابندی ہٹائی گئی ہے۔وہ کنٹریکٹ پر آتے تھے اور انھیں تبادلے کی اجازت نہیں تھی لیکن recently میں نے سنا ہے کہ انھیں one life time اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے گھر کے نزدیک آنے کے لئے ایک دفعہ تبادلہ کروا سکتے ہیں۔ادھر سے اجازت دی جاتی ہے اور ساتھ ہی ban لگا دیا جاتا ہے تو مہربانی کرکے اس پر ذرا ہمدردانہ غور کیا جائے

اور اگر انہیں ایک دفعہ تبادلے کی اجازت دے دی گئی ہے تو ban کو relax کر کے ان کو اپنے گھروں کے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! water and sewerage، پانی کا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ میرے گاؤں میں ابھی بھی لوگوں نے تالاب بنائے ہوئے ہیں۔ بارش کا پانی اس کے اندر جمع کرتے ہیں اور یہ پانی وہ خود بھی استعمال کرتے ہیں اور ان کے جانور بھی ادھر ہی سے پانی پیتے ہیں۔ میرا آدھا حلقہ پہاڑی ہے، پہاڑ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کوئی مری جیسے پہاڑ ہیں۔ وہ سوکھے پہاڑ ہیں کہ جہاں پر گرمی ہے۔ وہاں پر کوئی بھی فصل نہیں ہوتی۔ وہاں پر واٹر سپلائی سکیم کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کہا تھا لیکن بعد میں اس سکیم کو ignore کر دیا گیا۔ میں خاص طور پر آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ میرے حلقے میں سب سے زیادہ ضرورت پینے کے پانی کی ہے۔ میرے حلقے میں اس حوالے سے سب سے زیادہ بجٹ رکھا جائے تاکہ میں اپنے لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کر سکوں۔ زیادہ تر بیماریوں کی بنیادی وجہ sewerage system کا نہ ہونا ہے۔ ہمارے گاؤں میں جو نالیاں ہوتی ہیں انھیں کمیٹی والے صاف کرنے آتے ہیں۔ وہ غلاظت یا گندگی کو اندر سے نکال کر باہر رکھ دیتے ہیں، ہفتہ ہفتہ وہ سوکھنے کے لئے پڑا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے مچھر اور دوسرے جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور بیماریاں لگتی ہیں تو مہربانی کر کے sewerage system کی بہتری کے لئے زیادہ بجٹ مختص کریں۔ خاص طور پر دیہاتوں میں تو sewerage system بہت ناقص ہے وہاں زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ sewerage system ٹھیک ہو جائے تو کافی بیماریوں سے ہمارا چھٹکارا ہو سکتا ہے۔

جناب والا! بجلی کی قیمت بار بار بڑھتی جا رہی ہے۔ لوگ بجلی چوری کرتے ہیں، Frontier میں تو بہت زیادہ بجلی چوری ہوتی ہے لیکن ہمارے پنجاب میں بھی کچھ کم نہیں ہے۔ یہ چوروں کی سزا ہمیں ملتی ہے کہ جس کی وجہ سے بجلی مہنگی ہوتی ہے تو مہربانی کر کے حکومت اس طرف دھیان دے اور بجلی چوروں کو بھی پکڑے۔ صرف بجلی کی قیمت بڑھا دینا کوئی حل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میرٹ پر بھرتی کی جا رہی ہے۔ ٹھیک ہے کہ ہمیں کوئی کوٹا نہیں دیا جا رہا۔ درجہ چہارم سے اوپر ایم۔پی۔اے کے پاس بھرتی کے حوالے سے کوئی کوٹا نہیں ہے، وہ کوئی دخل اندازی نہیں

کر سکتا مہربانی کر کے اس merit کو بھی check کیا جائے۔ جیسا کہ ایک سپاہی کی بھرتی ہے۔ اس نے دوڑ کے اندر بھی حصہ لینا ہوتا ہے اور دوڑ پاس کرنی ہوتی ہے پھر ہی وہ آگے merit پر آتے ہیں۔ عملہ جو دوڑ پر تعینات ہوتا ہے وہ دس ہزار روپے لے لیتا ہے اور اسے دوڑ میں پاس کر دیتا ہے اور وہ merit کے اندر آ جاتا ہے تو میرٹ صرف یہ نہیں ہے کہ آپ نے ایک ایم۔پی۔اے کو بے دخل کر دیا ہے تو وہ merit ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (جناب عبدالحفیظ خان نیازی): جناب سپیکر! جہاں تک ہماری حکومت کا تعلق ہے تو ماشاءاللہ میاں محمد شہباز شریف کی اتنی دہشت ہے کہ کرپشن بہت حد تک کم ہو گئی ہے۔ میں ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ میرے حلقے کے اندر کھگلاں والا ایک جگہ ہے وہاں پر ایک واٹر سپلائی سکیم 28 لاکھ 60 ہزار روپے میں بنی لیکن پانی نہیں چلا۔ سابق ایم۔پی۔اے صاحب آتے ہیں، افتتاح کرتے ہیں، ہار پہنتے ہیں، مٹھائیاں کھاتے ہیں۔ اسے منع کر دیا جاتا ہے کہ بٹن نہیں دبانا کیونکہ اس میں پانی نہیں آئے گا جبکہ payment ساری ہو جاتی ہے۔ جب میں حکومت کے اندر آیا تو میں نے اس حوالے سے CMIT کے اندر ایک درخواست دی اور وہ سارے کا سارا عملہ میرے گھر کے اندر موجود تھا، معافیاں مانگ رہا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ سکیم چلا دو مجھے تمھارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس XEN,SDO and Overseer نے اپنی جیب سے پیسے ڈال کر وہ سکیم چالو کر دی ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب علی حیدر نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے موجودہ حکومت کو دوسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جب ہماری حکومت نے پہلا بجٹ پیش کیا تو اس میں ہم نے کوئی اس قسم کا وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم آسمان سے تارے توڑ کر لائیں گے۔ ہم نے کوئی اس قسم کا وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم دودھ کی نہریں بہا دیں گے۔ ہاں ایک وعدہ کیا تھا کہ ہم یہ پیسا ایمانداری سے خرچ کریں گے اور اس عوام کے پیسے کا پائی پائی کا حساب رکھا جائے گا آج میں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس

کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کے اس پہلے سال میں الحمدللہ پیسے کی کرپشن کا کسی قسم کا کوئی scandal سامنے نہیں آیا۔ میں یہ امید بھی کرتا ہوں کہ اس سال جو پیسے ترقیاتی فنڈز کے لئے رکھے گئے ہیں انہیں بھی بہتر انداز میں خرچ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ اس سال شاید ہم کوئی انقلاب تو نہیں لا سکے لیکن آج کم از کم غریب کو دو وقت کی روٹی تو نصیب ہے۔ ہم اور کوئی انقلاب تو نہیں لا سکے لیکن آج ہسپتالوں میں غریبوں کو مفت ادویات تو مل رہی ہیں۔ ہم کوئی انقلاب نہیں لا سکے لیکن ہم نے ڈاکٹرز جو کہ دربدر اور سڑکوں پر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے تھے ان کے مسائل تو حل کئے ہیں۔ ہم کوئی انقلاب نہیں لا سکے لیکن ہم نے ان لاکھوں ٹیچرز کے مسائل حل کئے ہیں جو کہ کئی سالوں سے حل طلب چلے آ رہے تھے۔ ہم نے ان کی عزت نفس تو بحال کی ہے۔

جناب والا! میں یہ مانتا ہوں کہ اس سال مہنگائی بہت بڑھی ہے لیکن ہم نے اس مہنگائی کا مقابلہ کرنے کی ہمت تو کی ہے۔ ہم اس مہنگائی کے سامنے دیواریں تو کھڑی نہیں کر سکے لیکن ہم نے سستی روٹی اور Food Support Scheme کے ذریعے اس کے آگے بند باندھنے کی کوشش تو کی ہے۔

جناب سپیکر! آج ہمارے ملک کو دہشت گردی جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ اس دہشت گردی کا نشانہ کبھی تو معصوم پھول جیسے بچے بنتے ہیں اور کبھی مفکر اسلام مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے عالم اور عظیم ہستیاں ان کا نشانہ بنتی ہیں۔ ہمارا یہ عزم اور پختہ ہوتا جاتا ہے کہ ہماری قوم مغربی اور امریکی سازشوں کا مقابلہ ڈٹ کر کرے گی۔ ہم نے انہیں شکست دینی ہے۔ اس دہشت گردی پر قابو پانے کے لئے حکومت پنجاب نے جو بھاری رقم مختص کی ہے ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔

جناب والا! ہر غریب انسان کو تعلیم اور صحت کی بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے لئے ہماری حکومت نے اس شعبے میں خاطر خواہ رقوم رکھی ہیں۔ اس سے چھوٹے چھوٹے گاؤں کے بچے بھی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ ان کا یہ خواب ہوا کرتا تھا کہ وہ بھی علم کے مفہوم سے آشنا ہوں اب وہ بچے بھی انشاءاللہ تعلیم حاصل کریں گے۔

جناب سپیکر! آیئے ہم سب مل کر بشمول اپوزیشن ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں کہ جس میں کرپشن نہ ہو۔ ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں کہ جس میں بغض نہ ہو۔ ایک ایسے پاکستان کی بنیاد

رکھیں کہ جس میں کوئی کسی غریب کے حقوق کو غصب نہ کر سکے۔ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں جہاں غریب آدمی کو اس کے گھر کی دہلیز پر انصاف ملے۔ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں جہاں کسی کا بچہ ادویات نہ ملنے کی وجہ سے مر نہ سکے۔

جناب سپیکر!میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision سے اب گھر گھر تعلیم کی روشنی کے چراغ جلیں گے۔اب ہم سب کو مل کر آگے بڑھنا ہوگا۔ہمارا ملک پاکستان جب سے معرض وجود میں آیا ہے اس کے ساتھ بہت زیادتیاں ہوئی ہیں لیکن ہمارے عوام آج بھی مایوس نہیں ہیں، ہم لوگ آج بھی اس جدوجہد میں مصروف ہیں کہ ہم ایک بہتر پاکستان بنائیں۔عوام بھی پُرامید ہیں اور ہم بھی پُرامید ہیں۔میں بھی پُرامید ہوں اور حکومت بھی پُرامید ہے کہ ہمارے لوگوں کے مسائل حل ہوں گے اور ہم ان اندھیروں میں بھی جگنوؤں کی طرح روشنی کریں گے۔شاید راتوں رات ہم تمام مسائل تو حل نہ کر سکیں لیکن میں امید کرتا ہوں کہ اس بجٹ سے انشاءاللہ ہمارے مسائل آہستہ آہستہ حل ہوتے جائیں گے۔

جناب والا!میں چند تجاویز دینی چاہوں گا۔مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت یہاں پر وزیر خزانہ موجود نہیں ہیں۔ہم نے یہ تجاویز دیواروں کو تو نہیں سنانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری خزانہ بیٹھے ہیں اور وہ notes لے رہے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!اس سال ہماری حکومت کا ٹارگٹ 30 لاکھ ٹن گندم کی procurement کا تھا۔ہم یہ بات فخر سے کرتے ہیں کہ جس طرح اس سال bumper crop ہوئی اور حکومت نے یہ اعلان کیا کہ وہ غریب کاشتکاروں سے گندم کا دانہ دانہ خریدے گی اسی وجہ سے اس target کو بڑھا دیا گیا اور 60 لاکھ ٹن گندم خریدی گئی۔میری تجویز یہ ہے کہ ہم نے 60 لاکھ ٹن گندم تو خرید لی لیکن ہمارے پاس اس گندم کو سٹور کرنے کے لئے کوئی وسائل اس وقت موجود نہیں ہیں۔ہمارے پاس capacity تو صرف تیس لاکھ کی ہے لیکن تیس لاکھ ٹن گندم اس وقت کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے۔اس کی حفاظت کے لئے حکومت کو کوئی خاطر خواہ انتظامات کرنے چاہئیں۔

جناب والا!زکوٰۃ اور بیت المال میں جو غریبوں کو امداد ملتی تھی وہ اس سال زکوٰۃ سے اور بیت المال سے امداد نہیں مل سکی۔اس محکمے کی اس سال zero percent delivery تھی۔پارلیمانی

سیکرٹری برائے زکوٰۃ بھی تشریف رکھتے ہیں لیکن وہ میری بات نہیں سن رہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس سال زکوٰۃ اور بیت المال کے محکمے سے غریبوں کو رقم کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ سستی روٹی پروگرام سے غریب آدمی کو بہت فائدہ ہوا ہے، شہری علاقوں کے غریب لوگوں کو فائدہ ہوا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ سستی روٹی پروگرام کو دیہاتی علاقوں تک بھی بڑھایا جائے کیونکہ ہم نے گندم 2375 پر تو purchase کی ہے جب اس کی release ہوگی تو یہ 2500 کے قریب release ہوگی اور اس وقت سابق مل آٹا کی جو قیمت ہے وہ چھ سو روپے سے بھی cross کر جائے گی۔ اس کے لئے یا تو گورنمنٹ کوئی subsidy دے یا پھر سستی روٹی کا جو پروگرام ہے اسے بڑھا کر دیہاتی علاقوں تک بڑھایا جائے۔

ایک معزز رکن: سستی روٹی بند کر دی جائے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: یہ آپ کی تجویز ہے۔ میری تجویز تو یہی ہے کہ اسے دیہاتی علاقوں تک بڑھانا چاہئے۔ اس کے علاوہ جو مفت ادویات ہیں اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہئے کہ یہ سکیم صرف غریب شہروں تک محدود نہ رہے۔ BHUs, RHCs اور جو دیہاتی علاقوں میں ڈسپنسریاں ہیں مفت ادویات وہاں تک پہنچنی چاہئیں۔ جو اے سی ہیں وہ بڑے ہسپتالوں کو دیئے گئے ہیں ان ائر کنڈیشنڈز کو بھی BHUs اور RHCs تک پہنچایا جائے تاکہ یہ جو پسماندہ علاقے ہیں وہ بھی اس سہولت سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں appreciate کرتا ہوں جو Punjab Education Endowment Fund بنایا گیا ہے اس میں جو غریب لیکن talented students ہیں ان کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس پیسے کو صحیح طرح سے utilize کیا جائے گا اور ہونہار طالب علموں کو نہ صرف وظیفہ دیا جائے گا بلکہ انہیں اچھی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر بھی بھیجا جائے گا کہ دانش سکول سسٹم بھی حکومت پنجاب کی طرف سے ایک اچھا قدم ہے اس سے بھی ہماری تعلیم کا معیار بڑھے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ دانش سکول تو اضلاع کے اندر بن رہے ہیں جو already وہاں پر ڈویژنل پبلک سکول یا ڈسٹرکٹ پبلک سکول ہیں ان کو بھی ایک ماڈل پبلک سکول declare کر کے ان کی بھی ترقی کی جائے انہیں بھی upgrade کیا جائے کیونکہ جو دانش سکول بنے گا اس میں اس ضلع کے تمام بچے تو نہیں پڑھ سکتے۔ دوسرے جو سکول ہیں انہیں بھی upgrade کر کے facility provide کریں تاکہ

ہر سکول دانش سکول level کا ہو۔ لاہور میں جو knowledge city بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ لاہور میں تو پہلے ہی knowledge بہت ہے اور یہاں پر یونیورسٹیاں بھی ہیں، یہاں پر میڈیکل کالج بھی موجود ہیں۔ knowledge city کی ضرورت ہمارے جیسے پسماندہ علاقوں کو ہے۔ وہاں پر اسے قائم کیا جائے تاکہ یہ knowledge city جس مقصد کے لئے پیسا رکھا گیا ہے اس سے وہ لوگ مستفید ہوں جن کے پاس پہلے کسی قسم کی سہولت موجود نہیں ہے۔ کمپیوٹر لیب کے لئے بھی رقم مختص کی گئی ہے I will again appreciate کہ جو 4۔ارب اور 90 کروڑ روپیہ almost 5۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس کے لئے جو ہمیں logistic problems ہیں کہ کمپیوٹر تو آ جائیں گے لیکن ان کمپیوٹروں کو چلائے گا کون؟ ان کمپیوٹروں کے لئے انسٹرکٹرز جو طالب علموں کو trained کریں گے ان کے لئے بھی بتایا جائے کہ کیا ان کے لئے بھی کوئی پیسا رکھا گیا ہے یا نہیں؟ ان کی recruitment کے لئے بھی کوئی پیسا رکھا گیا ہے یا نہیں؟ صرف کمپیوٹر رکھ دینے سے تو کمپیوٹر نہیں چلے گا۔ اس کو چلانے کے لئے انسٹرکٹروں کی بھی ضرورت ہو گی۔ 1100 سکولوں کو upgrade کرنے کا جو اعلان کیا گیا ہے یہ بھی ایک قابل تحسین اقدام ہے لیکن جو اس وقت پہلے سے سکول موجود ہیں ان میں بھی کہیں کوئی ٹیچرز نہیں ہیں ہر جگہ missing facilities ہیں۔ ان سکولوں کو upgrade تو کیا جائے لیکن ان کے اندر یہ بات بھی یقینی بنائی جائے کہ سکول تو ہم پرائمری سے مڈل بنا دیتے ہیں لیکن وہاں پر استاد نہیں ہوتے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان سکولوں کو upgrade کرنے کے ساتھ ساتھ یہ جو 34 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے جا رہے ہیں اور میں اس بات کو بھی appreciate کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے good vision کو کہ انہوں نے میرٹ کو بھی یقینی بنایا ہے۔ یہ بھی امید کرتے ہیں کہ جو 1100 سکول upgrade ہوں گے ان کے اندر حقیقی معنوں میں بچوں کے لئے تعلیم کی بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد گورنمنٹ کے 13۔ارب روپے گورنمنٹ کی زمین کو فروخت کرنے کا جو منصوبہ ہے اس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ حکومت 13۔ارب روپے میں اپنی property فروخت کرنے کی بجائے اس property کو ٹھیک طرح سے utilize کرے۔ زرعی مقاصد کے لئے اور کمرشل مقاصد کے لئے utilize کرے۔ ہر چیز جو ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک نہیں ہے تو

اس کو فروخت کر دیتے ہیں، جو 13۔ارب روپے کی گورنمنٹ کی property پڑی ہے اس کو ہم خود utilize کریں نہ کہ ہم اسے کوڑیوں کے بھاؤ مارکیٹ کے اندر فروخت کر دیں۔

جناب سپیکر! اربن ٹرانسپورٹ کے لئے جو ایک ہزار بسوں کا اعلان کیا گیا ہے وہ پچھلے سال تو نہیں آ سکیں لیکن میں امید کرتا ہوں کہ اس سال ضرور آئیں گی۔ 1122 کی extension چھوٹے شہروں تک کی جائے، یہ ایک نہایت احسن اقدام ہے۔ یہ بھی پچھلے سال نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! ہم یہ امید کریں گے کہ اس وقت ہمارے ملک کو جن مسائل کا سامنا ہے، دہشت گردی آئے دن ہو رہی ہے اس کے لئے 1122 کی extension کی جائے اور اس کے لئے خاطر خواہ بجٹ مختص کیا جائے۔ اس کے بعد جنوبی پنجاب جو کہ ہماری سرائیکی بیلٹ ہے اس کے لئے صرف 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں بھی یہ بات record پر لانا چاہوں گا کہ جو بات اس دن مخدوم احمد محمود صاحب نے کی ہے، جتنی اس وقت بے چینی ہم اپنے اضلاع میں دیکھ رہے ہیں، وہاں پر بہت محرومیاں ہیں، وہاں پر پینے کا صاف پانی نہیں ہے، سکول نہیں ہیں، ہسپتال نہیں ہیں۔ میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ میانوالی جو نہایت پر امن ضلع تھا، نہ کبھی وہاں دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوا تھا اور یہ جو مذہبی دہشت گردی ہوتی ہے، نہ کبھی کوئی sectarianism کا واقعہ ہوا تھا اب آپ لوگوں کے سامنے ہے کہ میانوالی میں جس طرح سے چوکیاں blast کی گئیں جس طرح سے پولیس پر attacks کئے گئے۔ جو گینگ پکڑے گئے انہوں نے مناواں سٹائل میں پولیس لائنز پر حملہ کرنا تھا۔ یہ کوئی باہر سے آئے ہوئے لوگ نہیں تھے وہ تمام مقامی لوگ تھے وہ تمام انہی اضلاع کے رہائشی لوگ تھے اور وہ ان علاقوں سے تعلق رکھتے تھے جہاں آج بھی انسان اور جانور ایک ہی جگہ پر پانی پی رہے ہیں۔ اگر ہم نے آج بھی ہوش کے ناخن نہ لئے اور اگر آج بھی جو علاقے محرومیوں کا شکار ہیں ان کی محرومیوں کو دور نہ کیا تو یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اندر بھی سرائیکی صوبے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو ایک علیحدہ صوبہ بنانے کی بات ہو رہی ہے۔ ہمیں اس بات کو mind نہیں کرنا چاہئے کہ یہ باتیں کیوں ہو رہی ہیں، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ باتیں ہو کیوں رہی ہیں، اگر ہم نے ابھی بھی ہوش کے ناخن نہ لئے تو شاید بہت دیر ہو جائے اور میں یہ بات on record لے کر آنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ خدارا! ہماری طرف بھی توجہ کریں۔ میں یہ گزارش کروں کہ تمام ترقیاتی فنڈز لاہور

گوجرانوالہ، راولپنڈی کے لئے ہی نہیں ہیں بلکہ ہمارے علاقوں کے لئے بھی ہیں جہاں صرف بیس بیس پچیس پچیس لاکھ روپے سے واٹر سپلائی سکیم شروع ہو جائے گی اور غریب لوگ پانی پینے کے قابل ہو سکیں گے۔ میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں پھر ایک دفعہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو بہترین بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: سید عبدالقادر گیلانی صاحب!

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! آج میرا مقصد تقریر کرنا نہیں ہے۔ میں نے بجٹ کو جتنا study کیا ہے اس حوالے سے میری چند گزارشات ہیں جو میں آج آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ گزشتہ چند روز سے یہاں پر اپوزیشن بنچز سے تقاریر ہم سنتے رہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو تنقید آئی ہے وہ مثبت ہے۔ تنقید کو appreciate کرنا چاہئے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) دونوں بڑی جماعتیں ہیں، democracy crowd ہے اور تنقید continuous learning process کا ایک حصہ ہے لہذا یہاں پر میں جو چند گزارشات کرنا چاہوں گا اس میں بھی کچھ elements ایسے ہیں، secondly جب بجٹ پیش ہو جاتا ہے اور اس کے بعد بحث اور تنقید کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ دیوار میں ٹکریں مار رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ بحث بجٹ پیش کرنے سے پہلے ہونی چاہئے تاکہ اگر آپ کو ہماری کوئی suggestion پسند بھی آ جائے تو آپ اس کو بجٹ کا حصہ بنا سکیں تو ہمارے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو میں appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک coalition party ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کا حصہ اس بجٹ میں آ چکا ہے اور انہوں نے اپنی بھرپور صلاحیت سے آج کے حالات کے حساب سے جو مناسب balanced budget دے سکے انہوں نے دیا اس چیز پر میں اپنے فنانس منسٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! حکومت نے ایک گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے کیونکہ ہمارا صوبہ پنجاب agro based ہے تو 10 ہزار ٹریکٹروں پر subsidy دی گئی ہے، یہ ایک positive impact ہے، یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ مجھے ملتان اور رحیم یار خان والی سائیڈ سے جو feedback ملا ہے میں اس حساب سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ اس کو appreciate کیا گیا ہے اور آج میں بھی اس ایوان میں کھڑے ہو کر بجٹ میں اس چیز کو appreciate کرتا ہوں۔ یہ Forest Wildlife Fisheries

بہت بڑا ایریا ہے اس کے لئے صرف 90 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں اس پر اگر focus کر کے اس کی allocation بڑھائی جاتی تو ادھر ایسا کام ہو سکتا ہے جس کی ultimately beneficiary government of Punjab ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آنے والے سال میں اس مد میں بھی فنڈز بڑھائے جائیں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ فنانس منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں ایک idea launch کیا ہے کہ پنجاب کی جو سرکاری اراضی پبلک کے direct use میں نہیں ہے اس کو فروخت کیا جائے گا اور اس پیسے سے گورنمنٹ کی development کی جائے گی۔ میں اس چیز کے حق میں نہیں ہوں کیونکہ اگر آپ پنجاب کی جائیداد کو فروخت کریں گے تو آپ کے صوبے کے ultimately assets ختم ہو جائیں گے۔ آپ کو ان lands کو lease and rent out out کرنا چاہئے تاکہ مستقل بنیادوں پر صوبہ پنجاب کو آمدنی بھی آ سکے اور اس صوبے کی جائیدادیں اور assets بھی محفوظ رہیں۔

جناب والا! میں ایک چیز آپ کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے علم میں آیا ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے جو ہزاروں ایکڑ زمینیں لیز پر دی ہوئی ہیں 2004 سے لے کر آج تک 5 سال ہو چکے ہیں ان کا کرایہ یا lease money بورڈ آف ریونیو کو نہیں آئی۔ اس پر نوٹس لیں یہ serious loss of revenue ہے جو پنجاب گورنمنٹ face کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں جلد ہی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی findings بھی اس ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! ایک اور چیز جو بہت sensitive issue ہے جس کو سستی روٹی سکیم کہتے ہیں اس پر کوئی شک نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی نیت بالکل ٹھیک ہے۔ وہ نہایت نیک نیت، درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ انہوں نے ضرور کچھ سوچ کر ایک اچھی سکیم کا اعلان کیا ہے کہ عوام کو 2 روپے کی روٹی ملے گی لیکن اس پر میری ایک گزارش ہے کہ 7.5۔ ارب روپیہ ہر سال سستی روٹی فراہم کرنے کے لئے بجٹ میں رکھا جائے گا جب کہ ہم 950 روپے فی من گندم farmer سے خرید رہے ہیں اور پھر اس پر کچھ over heads لگتے ہیں اور پھر اتنے کی روٹی ملتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ Food Stamp Programme اور پھر فیڈرل گورنمنٹ کا منصوبہ

Benazir Income Support Programme یہ بھی ساتھ ہی ساتھ چل رہا ہے جو direct 1000 روپیہ ہر مہینے ایک غریب کے ہاتھ میں آتا ہے اس کو لوگ زیادہ appreciate کرتے ہیں۔ ہر سال 7.5۔ارب بجٹ کی allocation ہے، یہ پانچ سالوں میں 35۔ارب روپے صرف سستی روٹی کے لئے اور وہ بھی کہیں پر مل رہی ہے، کہیں پر نہیں مل رہی، کہیں پر focused ہے اور کہیں پر نہیں۔ میری suggestion یہی ہے کہ پانچ سالوں میں آپ نے جو 35۔ارب روپیہ سستی روٹی کے لئے block کیا ہے اگر وہ Food Stamp Programme میں ٹرانسفر کر دیا جائے تو اس کی اہمیت زیادہ ہو جائے گی، جب غریب کی جیب میں پیسے ہوں گے اسے 4 روپے کی روٹی بھی نہیں دُکھے گی۔ اگر اس کی جیب میں پیسے نہیں ہوں گے تو اس کے لئے 2 روپے کی روٹی خریدنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! انگریزی کی ایک کہاوت ہے۔ "Give a man a fish for a day and freedom for a day. اور Teach a man to fish and freedom for life." تو ہمیں ان lines پر سوچنا چاہئے۔ ہمیں ساری زندگی کے لئے کسی کو سستی روٹی دینا possible ہی نہیں ہے۔ کوئی mathematics اس کو prove نہیں کر سکتا کہ یہ ہو۔ میاں صاحب اور پنجاب گورنمنٹ کی نیت ضرور نیک ہو گی لیکن ہم نے اپنی ایک humble suggestion دے دی ہے آگے فنانس منسٹری پنجاب حکومت جو بہتر سمجھیں گے وہ کریں گے۔

جناب والا! جہاں تک 5 مرلہ سکیم کا تعلق ہے تو 12 ہزار ایکڑ اراضی اس کے لئے علیٰحدہ کر دی گئی ہے جو ہر غریب گھر کو 5/5 مرلے ملیں گے۔ مجھے اس چیز کی خوشی ہے کہ اس سکیم کی اصل بنیاد شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے رکھی تھی جن کے پروگرام کو آج بھی فیڈرل گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ follow کر رہی ہے کہ جیسے آپ نے دیکھا کہ Low Cost وزیراعظم Scheme Housing جس میں غریب لوگوں کو سستے داموں گھر ملیں گے اور آج پنجاب حکومت نے بھی وہی کیا، یہ بہت اچھا ہے۔ ہماری suggestion یہ ہے کہ اس کو طریقے سے کیا جائے اور جلد از جلد یہ پارلیمانی ٹرم ختم ہونے سے پہلے ہم نے یہ جو غربت ختم کرنے کے وعدے کئے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پورے ہو جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایک بات پر دکھ ہوا ہے کہ اس بجٹ میں agriculture and industry کے درمیان balance نہیں کیا گیا جب کہ آپ کو پتا ہے کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے، South agricultural produce 70% کی ہیں جو لاہور کو ملتی ہیں اور اس حساب سے آپ نے 47۔ارب روپے انڈسٹری کے لئے رکھے ہیں اور صرف 3۔ارب روپے آپ نے زمینداروں کے لئے رکھے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ آپ کو اسے ایک balance طریقے سے کرنا چاہئے تاکہ زمیندار کو بھی یہ محسوس نہ ہو کہ وہ کسی بھی طریقے سے کسی industrialist سے کم نہیں ہے تو اس میں balance ہونا چاہئے۔

جناب والا! یہ بجٹ Health and Education کے حساب سے مناسب ہے لیکن Health میں آپ اچھے کام کر رہے ہیں، Education میں آپ اچھے کام کر رہے ہیں۔ health میں reasonable amount of allocation of budget ہے، education میں بھی reasonable amount of allocation of budget ہے لیکن وزارتیں بغیر وزیر کے کیسے چل سکتی ہیں؟ میری یہ request ہے کہ آپ جلد از جلد وزیر مقرر کریں تاکہ وزارتیں بہتر طریقے سے کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں hopeful ہوں کہ جس ملک میں جان کی قربانی دینے والی شہید محترمہ بے نظیر بھٹو جیسے لیڈر ہوں، سر پر کفن باندھ کر لڑنے والی فوج ہو اور خون کے عطیات دینے والی اپوزیشن ہو وہ ملک کبھی فیل نہیں ہو سکتا۔ ہر میدان میں، ہر جنگ میں انشاء اللہ تعالیٰ فتح اور کامیابی حاصل ہو گی۔

جناب والا! آخر میں یہ گزارش ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ان کی حکومت عیاشی کرنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتی جہاں تک پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا تعلق ہے تو میں آج اس ایوان سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ پبلک کے ایک ایک پیسے کا ہم حساب دیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ کے حوالے سے آنے والے سال میں ہمارے سامنے جو discripancies آئیں گی ہم اس کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کریں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمدللہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علی خاتم النبین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ وقت عطا کیا۔ میں سب سے پہلے بجٹ 10-2009 کے تناظر میں اس وقت صوبہ پنجاب کے عوام کو خادم اعلیٰ میاں شہباز شریف کی شکل میں جو visionary یا missionary قیادت نصیب ہوئی ہے، ان مشکل حالات میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، میں آپ کی وساطت سے کہوں گا اور میڈیا بھی موجود ہے پوری دنیا کی economy بھی آپ کے سامنے ہے، پوری دنیا میں جو circle down ہوا ہے جو economy نے collapse کیا ہے اس کے باوجود جو پنجاب میں بجٹ پیش کیا گیا ہے، میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو ان کی پوری ٹیم، کائرہ صاحب کو اور کائرہ صاحب کی منسٹری اور تمام محکموں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! پنجاب جو پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے، جو داتا کی نگری، جو بابا بلھے شاہ کی سرزمین، جو موسیٰ پاک کی سرزمین ہے اس پنجاب میں میاں شہباز شریف کو یہ موقع ملا ہے۔ پنجاب کی عوام سات سال سے یہ خواب دیکھ رہی تھی کہ صوبہ کے اندر ایک مسیحا آئے گا جو ملک وقوم کے لئے، اس علاقہ کی پسماندگی اور محرومیوں کو دور کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر میدان میں آئے گا۔ آج میں اس بجٹ کو دوست بجٹ کہوں، کسان دوست بجٹ کہوں، طالب علم دوست بجٹ کہوں، اساتذہ دوست بجٹ کہوں اور غریب دوست بجٹ کہوں تو بے جا نہ ہو گا۔

جناب سپیکر! آج کے مشکل حالات میں پاکستان پلاننگ کمیشن نے 2009 میں جو رپورٹ شائع کی ہے اس کے مطابق پاکستان کی غربت 24 فیصد سے بڑھ کر 38 فیصد ہو گئی ہے۔ 2005 میں 35.5 ملین افراد غربت کی شرح سے نیچے زندگی گزار رہے تھے جو کہ 2008 میں بڑھ کر 64 ملین تک پہنچ گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 2008 میں ساڑھے 6 کروڑ لوگ غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان حالات میں جہاں پاکستان کے اندر خانہ جنگی کا سماں ہے۔ سرحد اور بلوچستان کے اندر پاکستان کی سالمیت at stake ہے ان حالات میں پاکستان کی visionary leadership نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں اس پر ان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جمہوریت کا حسن ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ:

Democracy is to share with the common man. Democracy is the romance with the poor people of the Punjab.

یہ وزیر اعلیٰ کا romance جو غریبوں کے ساتھ ہے۔ میں دیانتداری سے کہہ رہا ہوں کیونکہ میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے جہاں کی محرومیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں لیکن میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو میرٹ، انصاف اور good governance کی مثالیں قائم کی ہیں میں ان کا ثبوت دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں جو 1862 داخلے ہوئے ہیں ان میں سے 738 جنوبی پنجاب کے طلبہ ہیں جن کا 40 فیصد حصہ بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ سب کچھ وزیر اعلیٰ کی پالیسی کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاوہ جو دس ہزار ٹریکٹر، گرین ٹریکٹر کے نام کی سکیم سے تقسیم کئے گئے ہیں ان میں سے 5482 ٹریکٹر جنوبی پنجاب کے علاقے کو دیئے گئے ہیں۔ وہ قرعہ اندازی کے بعد میرٹ اور انصاف کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! Punjab Educational Endowment Fund میں تقریباً پانچ ہزار سکالرشپ سرکاری سکولوں کو دیئے گئے ہیں۔ وہ بچے جن کے پاس یہ capacity نہیں، paying capacity نہیں ہے اس کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے پانچ ہزار سکالرشپ دیئے ہیں ان میں سے 2400 طالبعلم جنوبی پنجاب سے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور بھی ہماری محرومیاں ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں کہ اگر ساٹھ باسٹھ سال کے اندر ہم ہیلتھ اور ایجوکیشن پر توجہ دیتے تو امریکہ کے صدر کو یہ نہ کہنا پڑتا کہ پاکستان کا ایجوکیشن اور ہیلتھ کا جو سسٹم ہے وہ paralyzed ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انہوں نے ہی نہیں کہا بلکہ ہم بھی یہ بات محسوس کرتے ہیں کہ یہ بالکل paralyzed ہے لیکن یہاں وزیر اعلیٰ کی visionary قیادت

نے جو سمت اور vision دیا ہے کیا ہی بہتر ہوتا کہ ہم طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ کرتے۔ اس وقت تین قسم کے لوگ پڑھ رہے ہیں۔ ایک مدرسہ تعلیم ہے، ایک غریبوں کے لئے ٹاٹ سکول کی تعلیم ہے اور ایک elite class کے لئے انگلش میڈیم ہے۔ میں گزارش کروں گا اور یہاں وزیر تعلیم بھی تشریف فرما ہیں کہ ان کے لئے ایک جیسا سلیبس ہونا چاہئے اور اس میں تمام سہولتیں ہونی چاہئیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میں تعلیم promotion کے لئے، اساتذہ کو سہولیات دینے کے لئے endowment fund کے ذریعے missing facilities کے لئے فنڈز دیئے ہیں۔ ابھی میرے بھائی علی نور تقریر کر رہے تھے۔ ان کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ تقریباً 1500 سکول upgrade کئے جا رہے ہیں ان میں سے کوئی 1200 سکولوں میں missing facilities بھی فراہم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ تجاویز بھی دوں گا کہ بنجر اور ویران زمین کے سروے کئے جائیں کہ پنجاب کے اندر کتنی زمین بنجر اور ویران ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غربت اور بے روزگاری کا بھی سروے کیا جائے تاکہ اس کے مطابق پاکستان اور پنجاب کی صحیح انداز میں خدمت ہو سکے۔

جناب والا! مسائل کا حل انصاف سے وابستہ ہے۔ جب تک ہم معاشرے میں انصاف نہیں دیں گے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی چوری کرے گی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جس کے لئے پوری کائنات کی تخلیق کی گئی ہے اگر وہ اپنی بیٹی کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں تو ہم پر فرض ہے کہ ہمیں ایک ایسا سماجی اور انصاف پر مبنی نظام دینا چاہئے۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں پاکستان کی 17 کروڑ عوام کو کہ انہوں نے چیف جسٹس کی بحالی کے لئے جو قربانیاں دی ہیں اور میں تمام pro democratic forces کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو ان کے لئے لڑے ہیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہماری حکومت نے 1800 گاڑیاں خریدی ہیں۔ میں ان کی اس بات کو چیلنج کرتا ہوں۔ پچھلے دور کے اندر پانچ سالوں میں S&GAD اور محکمہ آبپاشی دو محکموں نے 800 گاڑیاں خریدیں۔ میں صرف دو محکموں کی بات کر رہا ہوں۔ ان گاڑیوں

کو فروخت کر کے جو 17 کروڑ روپے کی خطیر رقم پنجاب کو ملی اس سے صرف نئی 30 گاڑیاں purchase کی گئی ہیں اور وہ بھی پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے خریدی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہاں 800 گاڑیاں اور کہاں 30 گاڑیاں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ پاکستان کے اندر terrorism غربت کی وجہ سے ہے۔ مخدوم صاحب اور مونس الٰہی صاحب نے بھی سستی روٹی کی بات کی ہے تو میں ان کی information کے لئے عرض کئے دیتا ہوں کہ چاہے وفاقی حکومت کا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہو، چاہے پنجاب حکومت کا فوڈ سپورٹ پروگرام ہو یا سستی روٹی سکیم ہو تو میں کہتا ہوں کہ یہ غریب آدمی کے لئے cushion ہے۔ ان برے حالات میں یہ عارضی ریلیف ہے لیکن جیسے وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں یہ اظہار کیا ہے کہ ہم نے سہارے کی زندگی پر گزر بسر نہیں کرنی۔ ایسے ایسے سسٹم introduce کروائے جا رہے ہیں جن میں غریب لوگوں کو اپنے پاؤں پر ٹیوٹا (T.E.V.T.A) اور ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے کھڑا کیا جائے گا۔ میاں محمد شہباز شریف سستی روٹی نہیں کھا رہا، یوسف رضا گیلانی سستی روٹی نہیں کھا رہا، چودھری پرویز الٰہی سستی روٹی نہیں کھا رہا بلکہ سستی روٹی غریب، کسان اور مزدور کھا رہا ہے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ اس دفعہ پنجاب حکومت نے یہ کہا ہے کہ سستی روٹی کے تنور اس جگہ پر قائم کئے جائیں جہاں پر کسانوں کی کلاس اور liberal class ہوتی ہے، کارخانوں اور اڈوں پر قائم کئے جائیں تاکہ غریب لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ پانچ ہزار فوڈ سٹیمپ پروگرام پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو دیئے گئے ہیں۔ میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر پانچ ہزار غریب لوگوں میں یہ فوڈ سٹیمپ پروگرام دیانتداری سے تقسیم کیا جائے تو انسان کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! wind up کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں ابھی ختم کر رہا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا 12 ہزار ایکڑ زمین کا visionary programme غریبوں اور دیہاتی لوگوں کے لئے ہے۔ گورنمنٹ کی زمین جو بنجر اور ویران پڑی تھی اس کا صحیح استعمال کیا جا رہا ہے اور اس سے چھیالیس ہزار لوگوں کو فائدہ ہو گا۔ جہاں transparency international کی رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ کرپشن 300 فیصد

بڑھی ہے۔ میں مخدوم صاحب کی معرفت سے بھی ان سے یہ گزارش کروں گا کہ 300 فیصد کرپشن کا ریٹ بڑھا ہے اس میں وفاقی حکومت بھی شامل ہے بلکہ چاروں صوبے بھی شامل ہیں تو کیا اس کے لئے ہم نے کوئی طریق کار اختیار کیا ہے؟ ہم نے تو اس کے لئے نیب کا آفس ختم کر دیا ہے جس کو قائم رہنا چاہئے تھا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ Parliamentarians اپنے Parliamentarians کا احتساب کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مستی خیل صاحب! بہت شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں ایک منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس آخری فقرہ بول لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں اس موقع پر گزارش کروں گا کہ تھل کے کاشتکار جس میں بھکر، میانوالی، خوشاب، لیہ، مظفر گڑھ کی تحصیل اور جھنگ کے ضلع کی ایک تحصیل ہے جہاں پر زرعی انکم ٹیکس impose کیا گیا ہے، ہم ٹیکس دینے کو تیار ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمارے ٹیکسوں سے گورنمنٹ expenditure ہم پر کرتی ہے لیکن خدارا! ٹیکس کو منصفانہ کیا جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ لبرٹی مارکیٹ کا بھی وہی ٹیکس ہو، بھکر کے کھوکھے اور راجن پور کے کھوکھے کا بھی وہی ٹیکس ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد شفیق خان صاحب!

جناب محمد شفیق خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے میں فنانس منسٹر جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو پنجاب اسمبلی کا دوسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بی بی شہید کی 56 ویں سالگرہ کے موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان نے افواج پاکستان اور سوات کے زخمیوں کے لئے جو عطیات دیئے میں اس نیک جذبہ پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میرا تعلق اپوزیشن بنچ سے ہے لیکن میں صرف تنقید برائے تنقید نہیں کروں گا بلکہ وفاقی حکومت اور اپنی صوبائی حکومت کی اچھی چیزوں کی تعریف کروں گا اور جس پالیسی میں مجھے کوئی خامی یا نقص دکھائی دیا تو میں اس پر مثبت تنقید کرنا چاہوں گا۔ وفاقی حکومت نے گندم کی سپورٹ پرائس 950 روپے فی چالیس کلو گرام

مقرر کی جو کہ یوسف رضا گیلانی صاحب نے کی۔ میں کہوں گا کہ جناب یوسف رضا گیلانی نے نہ صرف پاکستان بلکہ پنجاب کے کاشتکار اور زمینداروں پر ایک بہت بڑا عظیم احسان کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! اس سپورٹ پرائس کی وجہ سے کاشتکاروں اور کسانوں میں ایک خصوصی دلچسپی پیدا ہوئی۔ گندم کی پورے علاقے میں بیجائی ہوئی اور اللہ کے فضل و کرم سے اچھے موسم اور بروقت بارشوں کی وجہ سے بالخصوص پنجاب اور بالعموم پاکستان میں ایک bumper crop ہوئی۔ میں یہاں خادم اعلیٰ کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس bumper crop کے ہونے کے بعد خادم اعلیٰ پنجاب کی procurement policy کی وجہ سے محکمہ خوراک نے جس طرح گندم زمینداروں سے خریدی، میں یہاں پر اپنی تحصیل ٹیکسلا کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ محکمہ خوراک نے میری تحصیل میں تمام کسانوں سے گندم کے آخری دانے تک خریداری کی اور پھر انہیں بروقت ادائیگی کی، میں پنجاب گورنمنٹ کے اس اچھے اقدام کی بھی تعریف کرنا چاہوں گا۔ میں یہاں ایک تجویز یہ بھی دینا چاہتا ہوں کہ حکومت نے 58 لاکھ ٹن گندم خرید کی ہے تو پنجاب حکومت کے پاس اس گندم کے ذخیرے کو محفوظ کرنے کے لئے صرف 18 لاکھ ٹن کے لئے پختہ storage موجود ہیں جبکہ باقی چالیس لاکھ ٹن گندم کے لئے کوئی انتظام نہ ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ باقی چالیس لاکھ ٹن کے لئے مون سون کی بارشوں کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی بندوبست کیا جائے تاکہ گندم کے وسیع ذخائر محفوظ ہو جائیں اور اس کی وجہ سے پنجاب حکومت کو کوئی نقصان نہ ہو۔ بجٹ 10-2009 میں گرین ٹریکٹر سکیم پنجاب کے کاشتکاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جس کے لئے 2۔ ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے تو اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے لیکن چونکہ یہ تحصیل وار کی گئی ہے تو میری یہ تجویز ہو گی کہ اسے یونین کونسل level پر لے جایا جائے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ میری تحصیل ٹیکسلا کی دیہاتی یونین کونسلیں دس ہیں اور اس تحصیل میں پچھلے سال 13 ٹریکٹر دیئے گئے تو کچھ یونین کونسلیں ایسی تھیں جن میں تین چار ٹریکٹر چلے گئے اور کچھ ایسی تھیں جن کو ٹریکٹر ملا ہی نہیں، اگرچہ یہ سکیم بہت شفاف تھی اور بذریعہ قرعہ اندازی لوگوں کے نام نکلے لیکن پھر بھی اگر اس کو یونین کونسل وار کیا جائے تو بہت زیادہ بہتر ہو گا۔ حکومت پنجاب کے فوڈ سپورٹ پروگرام جس کے لئے 16۔ ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے میرے خیال میں یہ ایک قومی پیسے کا ضیاع اور صرف اپنے ووٹر کو نوازنے

کا ایک طریقہ ہے۔ اس فنڈ سے لوگوں کی سیاسی وفاداریاں خریدی جا رہی ہیں جو ایک حقیقت ہے اور قوم کو بھکاری بنایا جا رہا ہے۔ جس طرح پہلے میری ایک بہن زوبیہ رباب ملک نے ایک تجویز پیش کی تھی اور انہوں نے بنگلہ دیش کی ایک مثال بھی دی تھی تو میں یہاں پر آپ کے توسط سے اپنے فنانس منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ بنگلہ دیش میں ایک Gramin Bank of Bangladesh ہے جس نے micro finance scheme شروع کی تھی اور اس وجہ سے غریب لوگوں میں بہت پذیرائی ہوئی۔ جس طرح زوبیہ رباب ملک صاحبہ نے کہا کہ اس طرح کی micro finance scheme میں ان فنڈز کو divide کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب والا! سستی روٹی سکیم میں حکومت پنجاب نے 10-2009 کے مالی سال کے لئے 7.5 ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ صرف پنجاب میں ہے۔ صوبہ سندھ، بلوچستان اور سرحد میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ اس سکیم کے تحت پنجاب کے غریب لوگوں کو دو روپے میں روٹی دی جاتی ہے جبکہ سرحد میں وہی روٹی آٹھ اور دس روپے میں ملتی ہے اور یہی حال بلوچستان اور سندھ کا ہے۔ پنجاب کے بارے میں پہلے ہی صوبائی منافرت ہے۔ میں خود سن رہا تھا کہ اے این پی کے ایک بڑے لیڈر بشیر بلور صاحب کہہ رہے تھے کہ اگر وفاقی حکومت سرحد کے سارے وسائل حکومت سرحد کو دے دے تو وہ پورے سرحد کی عوام کو سستی روٹی فراہم کر سکتے ہیں تو اس سکیم کی وجہ سے ایک تو خطیر رقم کا ضیاع ہے دوسرا ہماری تحصیل ٹیکسلا اور ضلع راولپنڈی جو bordering district ہے اس کی وجہ سے آٹے کی سمگلنگ بہت زیادہ ہے۔ پھر میں یہ کہوں گا کہ پاکستان اور بالخصوص پنجاب کے بارے میں اس سکیم کی وجہ سے جو نفرت پھیل رہی ہے اس سکیم کی خطیر رقم کو کسی اور مد میں divert کیا جائے یا جو بھی اس کا طریق کار کرنا ہے وہ کیا جائے۔ اگر اسی دو روپے کی روٹی کو مد نظر رکھا جائے تو صوبہ سرحد والے کہیں گے چونکہ بجلی سرحد میں پیدا ہوتی ہے اور یہ ان کے وسائل میں آتی ہے تو وہ کہیں گے کہ صوبہ سرحد کے لئے بجلی کا فی یونٹ ایک روپیہ رکھیں گے اور پنجاب کے لئے دس روپے کریں۔ یہی معاملہ سوئی گیس کے حوالے سے ہے تو یہ جو نفرت ہے یہ پاکستان اور صوبہ پنجاب کے خلاف پھیلے گی۔ حکومت نے بے گھر خاندانوں کو چھت فراہم کرنے کے لئے دیہی علاقوں میں 12 ہزار 75 ایکڑ کی جس زمین کی نشاندہی کی ہے اس سے پہلے بھی صوبہ پنجاب نہیں بلکہ

میرے خیال میں پورے پاکستان میں قائداعظم کالونیاں بنائی گئی تھیں اور وہ جونیجو صاحب کا زمانہ تھا۔ آپ اس سکیم کا حشر دیکھ لیں۔ میں نہیں چاہتا کہ پنجاب گورنمنٹ کی یہ جو زمین ہے یہ لوگوں کو اس سلسلے میں دی جائے اور پانچ پانچ مرلے دینے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ پچھلے سال بھی اس پروگرام میں ہم اپوزیشن والے اس سے محروم رہے۔ جتنی بھی سکیمیں ہم نے identify کروائیں ان سکیموں کی پنجاب حکومت نے منظوری بھی دی لیکن جب وہ سکیمیں ہمارے اضلاع میں پہنچیں تو وہاں کے ہمارے جو ایم این اے صاحب ہیں وہ اپوزیشن لیڈر بھی ہیں، چودھری نثار علی خان صاحب نے ہمارے فنڈز رکوا دیئے۔ ہمارے بھی حلقے ہیں لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو بھی کوئی فنڈ ملے گا۔ اس وقت ہمیں شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے جو مرد بیٹھے ہوئے ہیں، خواتین کو تو آپ نے ویسے ہی محروم کر دیا ہے ہمیں کچھ نہ کچھ allocate کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر محمد افضل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب جمیل اشرف صاحب!

جناب جمیل اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کروں گا کہ ان حالات میں کہ جب پوری دنیا کی economy میں ایک recession چل رہا ہے، ہمارے بجلی کے مسائل ہیں، پانی کے مسائل ہیں اور خاص طور پر دہشت گردی کے واقعات جو پچھلے چند مہینوں میں زیادہ ہو گئے ہیں اور اس کے جو انسانی زندگی پر اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی سازش ہو رہی ہے اور ہمارا پڑوسی ملک جس نے تقریباً ڈیڑھ سے دو درجن افغانستان میں جو کونسل خانے قائم کر رکھے ہیں ان ساری چیزوں کے پیچھے اس کا ہاتھ ہے اور ایک غیر اعلانیہ جنگ کی صورتحال ہمیں درپیش ہے۔ ان سارے مسائل اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو اتنا متوازن اور اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں جیسا کہ میرے معزز ممبران بھائیوں اور بہنوں نے بجٹ پر بڑی مفصل تقاریر کی ہیں میں اس سلسلے میں چند گزارشات پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو جو ہیلتھ کا سیکٹر ہے اس میں 7.5۔ارب روپے سے پنجاب کے عوام کے لئے ادویات اور علاج معالجے کی سہولتوں کے لئے جو یہ رقم مختص کی گئی ہے اور اس کو تحصیل اور ضلع کی سطح پر بھی شامل کیا گیا ہے میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جو ہمارے rural areas ہیں، more than 70 percent of the population جو دیہی علاقوں میں رہتی ہے ان کے احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے جیسا کہ ہم نے اربوں روپے کی مالیت سے ہر یونین کونسل میں بنیادی مراکز صحت قائم کئے ہوئے ہیں اگر ان بنیادی مراکز صحت کی ٹائمنگ کا اندازہ لگایا جائے تو وہ صبح آٹھ بجے کھلتے ہیں اور اڑھائی بجے بند ہو جاتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں صرف ساڑھے چھ گھنٹے کے لئے عوام کو یہ سہولت ہے کہ وہ ادھر جا کر اپنا علاج کروا سکتے ہیں لیکن اس کے بعد جو وقت باقی بچتا ہے اس کے لئے میری گزارش ہے کہ ان بنیادی مراکز صحت کو 24 گھنٹے کیا جائے اور ادھر جو پندرہ بیس ملازمین ہیں ہمارے پاس عمارتیں تو پہلے سے ہی موجود ہیں لیکن جو ملازمین ہیں ان کی شفٹیں بنا دی جائیں تاکہ لوگ کسی بھی وقت جائیں تو ادھر کوئی ان کی بات سننے والا ہو۔ ادھر 24 گھنٹے ایمرجنسی قائم کی جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ غربت ہمارے معاشرے کا ایک بڑا ہی اہم عنصر ہے کہ امیر اور غریب کے درمیان جو فرق ہے اسے ختم کرنے کے لئے اس بجٹ میں تقریباً 30۔ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے۔ اس میں پہلے وزیراعلیٰ پنجاب کی فوڈ سپورٹ سکیم کے لئے 16۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، سستی روٹی کے لئے 7.5۔ارب اور بے گھر لوگوں کو چھت فراہم کرنے کے لئے تقریباً ساڑھے چھیالیس ہزار خاندانوں کو پانچ مرلہ کے پلاٹس تقسیم کئے جائیں گے۔ and the top of that کہ دس ہزار ٹریکٹروں پر فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے کی سبسڈی دی گئی ہے۔ اس سے نہ صرف مستحق لوگوں کا احساس محرومی ختم ہو گا اس کے علاوہ کہ جو پچھلے ساٹھ سالوں میں بار بار مارشل لاء کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں جو بداعتمادی پھیلی ہوئی ہے نہ صرف اس کو ختم کرنے میں مدد ملے گی بلکہ لوگوں کا جمہوریت پر یقین بھی مضبوط ہو گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کسی بھی مہذب معاشرے کو دیکھنے کے لئے اس کے پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا ٹرانسپورٹ سسٹم بہت اچھا نہیں ہے۔ ایک

دفعہ میاں محمد نواز شریف جب وزیراعظم تھے تو انہوں نے ییلو کیپ سکیم کا اجرا کیا تھا جس سے نہ صرف لوگوں کو روزگار ملا بلکہ ٹرانسپورٹ کی بھی بہتر سہولیات میسر آئیں۔ آپ دیکھیں کہ جب آپ باہر جاتے ہیں، میں دوسرے شہروں کی بات نہیں کرتا صرف لاہور میں ہزاروں کی تعداد میں رکشوں سے جو pollution پیدا ہو رہا ہے اس سے نہ صرف آپ کو، مجھے اور عوام کو صحت کے مسائل درپیش ہیں کہ ہم ان کو ابھی تک replace نہیں کر سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کو متبادل روزگار دیں یا ان کے رکشاؤں کو سی این جی پر کر دیا جائے یا کم از کم دھوئیں کو minimize کر دیا جائے۔ ٹریفک حادثات کے بارے میں تجویز دوں گا کہ ٹریکٹر ٹرالیاں جنہیں ہم اینٹیں لانے یا دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس کی جگہ چھوٹے ٹرکوں کو استعمال کیا جائے اور حادثات کی روک تھام کے لئے ڈرائیور حضرات کو ڈرائیونگ لائسنس جاری کرتے وقت یا لائسنس renewal ہو تو ان کا ڈرگ ٹیسٹ ضرور لیا جائے۔ میں وزیر خزانہ سے التماس کروں گا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ چائنا کی ایک فرم سے بات چل رہی ہے کہ وہ دو سالوں میں 200 سی این جی بسیں لے کر آئیں گے Why have you to wait two years if you can do it in two months? میری گزارش ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس سکیم کو لایا جائے کیونکہ اس سے نہ صرف لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات میسر آئیں گی بلکہ ایک سستی اور قابل اعتماد ٹرانسپورٹ بھی ملے گی۔

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب کا پچھلے ایک سال میں یا ان کے پچھلے دور میں تعلیم کے بارے میں vision سب پر عیاں ہے کہ وہ ایک اچھا vision رکھتے ہیں۔ اس میں Punjab Education Endowment Fund کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ اساتذہ کے لئے performance base incentive کو بھی جاری رکھا گیا ہے جو کہ بہت اچھا اقدام ہے۔ میری تجویز ہے کہ ہم نے پچھلے ساٹھ سالوں میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف دھیان نہیں دیا ہمیں اس طرف بھی دھیان دینا چاہئے۔ 30 کروڑ روپے جیل خانہ جات میں اصلاح کے لئے رکھے گئے ہیں تو جیلوں میں قیدیوں کو رکھنے کے لحاظ سے capacity بہت کم ہے۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اس کو reschedule کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بجٹ اجلاس کی کارروائی پہلے دن سے جس خوبصورت طریقے سے چلائی اس پر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور تجویز یہ بھی ہے کہ جب بھی اسمبلی اجلاس ہو تو گورنر صاحب کو بیرون ملک بھیجا جائے اور سپیکر صاحب قائم مقام گورنر رہیں اور آپ یہاں پر ہمارے پکے سپیکر رہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر seating arrangement کا بھی کوئی بندوبست کیا جائے کہ (ن) لیگ کے متوالے پیپلز پارٹی کے جیالے اور ایک اور نے کہا کہ (ق) لیگ صرف خواتین کی پارٹی رہ گئی ہے کیونکہ مردوں نے مردانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یونیفکیشن پارٹی بنا لی ہے تو انہیں بھی پکی سیٹیں دی جائیں اور باضمیر لوگوں کو علیٰحدہ سیٹیں دی جائیں۔ یہ ایک تجویز ہے جس پر عمل کیا جائے۔

جناب والا! پاکستان پیپلز پارٹی کی یہ تاریخ رہی ہے کہ جب بھی اسے گورنمنٹ یا اقتدار ملا تو پاکستان crisis میں تھا۔ 1971 میں ملک دو ٹکڑے ہوا تو بھٹو صاحب نے کس خوبصورتی کے ساتھ اسے atomic programme تک پہنچایا۔ اس کی تفصیل میں جانے کی کسی کو ضرورت نہیں ہے کیونکہ بڑے سے بڑا مخالف بھی انہیں اس پر داد دیتا ہے۔ 1988 میں جب پیپلز پارٹی نے گورنمنٹ سنبھالی تو اس وقت پاکستان کو terrorist state declare کیا جانے والا تھا جسے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے بچایا اور international community میں ایک خوب صورت مقام دلوایا۔ اس کے بعد اب 2008 میں خاص طور پر 1971 سے بھی زیادہ crisis سے پاکستان دوچار ہے تو پاکستان کو اقتدار عوام نے سونپا اور اس وقت مسائل کو ملک جو confront کر رہا ہے اس میں economic problems ہمیں ورثے میں ملا۔ آٹے کا بحران ہمیں ورثے میں ملا۔ لولی لنگڑی جمہوریت بھی اس کو ورثے میں ملی لیکن ہم دونوں پارٹیوں نے مل کر جمہوری spirit کا مظاہرہ کرتے ہوئے جمہوریت کو بھی انشاءاللہ crisis سے نکالا ہے۔ Judicial crisis بھی ہمیں ورثے میں ملا، الحمد للہ اسے بھی چلیں خرابی کے بعد ہی سہی لیکن اس سے بھی چھٹکارہ حاصل کیا ہے۔ terrorism بھی ہمیں ورثے میں ملا ہے۔

پیپلز پارٹی نے ابھی اقتدار سنبھالا ہی تھا کہ ایک بات چلی کہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام محفوظ نہیں ہے اور وہ دہشت گردوں کے ہاتھ لگ رہا ہے تو ہمیں یہ خدشہ تھا کہ آنے والے وقت میں جتنی conspiracies ہو رہی ہیں تو شاید یہ ہمارے نیوکلیئر پروگرام کے خلاف ہیں لیکن الحمد للہ ہمارے ملک کی جمہوری لیڈر شپ صدر پاکستان آصف علی زرداری اور یوسف رضا گیلانی کی diplomacy کی وجہ سے ابھی امریکی سینٹ کی Foreign Affairs Committee نے متفقہ طور پر وہاں پر ایک قرارداد پیش کی ہے کہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام بالکل safe ہے اور اس کا strategic command & control کسی بھی ایٹمی طاقت جتنا ہی safe ہے تو اس پاکستان کی لیڈر شپ نے اس خدشے سے ہمیں بچایا ہے۔ کوئی ملک بھی اس دنیا میں absolute sovereign نہیں ہے لیکن اپنے تمام economic & financial crisis کے باوجود پاکستان پیپلز پارٹی کی coalition government نے تمام صوبوں کی مدد سے کافی حد تک independent foreign policy دی ہے اور پاکستان انڈیا ایران گیس پائپ لائن جس پر پہلے امریکی پریشر تھا کہ اس کو cancel کیا جائے تو یہ پریشر بھارت sustain نہیں کر سکا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی اتحادیوں کی حکومت نے اس پریشر کو sustain کرتے ہوئے پاکستان ایران گیس پائپ لائن معاہدہ کیا ہے اور پاکستان جو energy crisis میں آنے والا تھا تو بہت جلد انشاء اللہ آنے والے وقتوں میں اس پائپ لائن کے ذریعے ہم اس سے چھٹکارہ حاصل کر لیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ independent power projects کی مدد سے آنے والے وقت میں وفاقی وزیر پانی و بجلی کے بقول 31۔دسمبر تک اس ملک سے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ بھی کر لیں گے لیکن اس سے بڑا crisis جو پاکستان سب سے پہلے face کر رہا ہے وہ terrorism کا crisis ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اور لیڈر شپ نے hypocrisy سے باہر نکل کر منافقت کو خیر باد کہہ کر اپنا support پاکستان کی مسلح افواج کے پیچھے رکھا ہے اور مجھے یاد ہے کہ جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف کے دور میں جب ہمارے علاقوں میں شہیدوں کے لاشے آتے تھے تو لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے کتراتے تھے کہ شاید یہ کسی اچھے cause کے لئے نہیں گئے تھے لیکن صدر پاکستان نے پارلیمنٹ کے ذریعے نظام عدل کا معاہدہ کر کے ان درندوں کو expose کیا ہے۔ اب پاکستان کی پوری قوم مسلح افواج کے پیچھے ہے اور وہاں کی سنٹرل گورنمنٹ کے پیچھے ہے۔ انشاء اللہ پاکستان پیپلز پارٹی اور اتحادیوں کی گورنمنٹ اس

crisis سے بھی نجات حاصل کرے گی۔آزاد لوگوں کے لئے انشاء اللہ یہ آزاد ملک رہے گا اور یہاں پر نقاب پوشوں کی حکومت کو بالکل نہیں آنے دیں گے۔چونکہ یہ ہفتہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی پیدائش ان کی سالگرہ کا دن تھا اس لئے پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور جیالوں نے اپنا خون افواج پاکستان کو دے کر جو اظہار یکجہتی کا مظاہرہ کیا اس کے لئے ہم تمام پاکستان کے لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس موقع پر ہماری PML(Q) کی ممبر محترمہ ثمینہ خاور حیات اور ان کے خاوند نے ایک اچھی spirit کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے 21۔جون کو جو خون کا عطیہ دیا ہے اس کے لئے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کو داد دیتے ہیں۔

جناب سپیکر!میری کچھ تجاویز ہیں کہ ایجوکیشن کے لئے جتنا فنڈ رکھا گیا ہے اس کو اگر دیکھا جائے تو میں یہ کہوں گا کہ میرے پاس یہ Annual Budget Speech ہے اس کے صفحہ نمبر 46 میں تقریباً بجٹ کا 80 فیصد ایلیٹ کالجز کے لئے رکھا گیا ہے۔مثلاً صادق پبلک سکول، کیڈٹ کالج حسن ابدال، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن، سکول آف میتھمٹکس سائنسز لاہور، میرا مطلب ہے کہ اس میں 80 فیصد پیسا رکھا گیا ہے۔میری یہ تجویز بلکہ گزارش ہو گی کہ ان سے cut کر کے پنجاب کے rural areas کے لئے بھی فنڈز مختص کیا جائے۔لاہور میں گھر کے حوالے سے بات ہوئی اگر پنجاب کے لوگوں کو choice دی جائے تو جس طریقے سے دیہاتی علاقوں میں زندگی بسر ہو رہی ہے تو سارے لوگ لاہور میں ہی گھر بنانا چاہیں گے کیونکہ پورے پنجاب کا بجٹ جب خرچ ہی لاہور میں ہونا ہے تو ہم پھر ادھر ہی رہنا چاہیں گے۔ ایک special infrastructure expenditure رکھا گیا ہے اس کے لئے 26۔ارب روپے ہیں۔ان 26۔ارب روپے میں سے تقریباً 22۔ارب روپے لاہور میں خرچ ہونے ہیں۔کیا لاہور ہی پنجاب ہے یا پنجاب صرف لاہور ہے کہ اس کا فیصلہ ruling elite نے کرنا ہے۔ ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہمارے ۔ارباب اختیارات ابھی اپنی کار میں منڈی بہاؤالدین کی rural سڑکوں پر جائیں اور واپسی پر اپنے ٹائر اور بیرنگ سلامت لے کر آئیں تو ہم ان کو خراج تحسین پیش کریں گے۔

جناب والا!صحت کے لئے جو basic health units تھے ان کا idea متروک ہو چکا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ تحصیل کی سطح پر Rural Health Centre قائم کئے جائیں تاکہ

وہاں پر لوگوں کو ڈاکٹر اور ادویات مہیا آ سکیں۔ میں اپنی تقریر wind up کرنے سے پہلے صرف اپنے حلقے کے لئے چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ یہاں وزیر خزانہ بیٹھے ہیں ان سے درخواست ہے کہ ان پر ہمدردانہ غور کریں۔ 1995 میں محترمہ بے نظیر شہید نے ملکوال کا دورہ کیا تھا اور وہاں چک نظام پر انہوں نے bridge بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ فیڈرل گورنمنٹ نے اپنا share اس بجٹ میں رکھا ہے میں درخواست کروں گا کہ صوبائی حکومت بھی اپنا share اس بجٹ میں bridge کے لئے رکھے تاکہ پنڈ دادن خان اور تحصیل ملکوال کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ کھیوڑہ سے نمک پورے پاکستان اور پنجاب کے southern area کو بھیجا جاتا ہے اس کا فاصلہ بھی چالیس، پچاس کلو میٹر کم پڑے گا اس سے پاکستان اور پنجاب کی economy بہتر ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! میری گزارش ہو گی کہ باقی تجاویز آپ in writing دے دیں۔

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔ رسول ٹیکنیکل کالج pre partition سے ہے وہاں پر صرف overseer level تک کی کلاسیں ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اور میری اطلاع کے مطابق ترکی کی حکومت finance کرنے کے لئے تیار ہے۔ میرا آخری پوائنٹ یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کو بچانے کے لئے جاوید ہاشمی جیسے لوگوں کو ذمہ داریاں دی جائیں کیونکہ انہوں نے ہمارے ساتھ قربانیاں دی ہیں، جیلیں کاٹی ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ لوگ جو ISI سے تعلق رکھتے ہیں یہ سب کچھ ان کو دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ، اگلے معزز رکن کو بلانے سے پہلے میں صرف ہاؤس کو یہ بتانا چاہوں گا کہ Finance Minster اور Law Minster سے بات ہوئی تھی کہ ساڑھے چار بجے ہم معزز ممبران کے لئے کھانے کا بندوبست کر رہے ہیں۔ ساڑھے چار بجے اس ہاؤس کی بریک 5 بجے تک ہو گی اور 5 بجے سے لے کر 9 بجے تک ہم دوبارہ اجلاس continue کریں گے تاکہ ہم آج اپنے تمام ممبران کو موقع دے سکیں۔ اب چودھری ندیم خادم سے گزارش ہے کہ وہ اپنی بات شروع کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر ساڑھے چار بجے کا کون سا کھانے کا ٹائم ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ساڑھے چار بجے کا اس لئے ٹائم رکھا ہے تاکہ آپ رات کا کھانا نہ مانگیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری ندیم خادم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب یہ بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت اگر ملکی صورتحال کا جائزہ لیں تو حالات بڑے ہی گھمبیر تھے۔ حکومت کے راستے میں رکاوٹیں بے شمار تھیں، اگر معاشی دشواریوں کو دیکھا جائے تو وہ بھی بہت زیادہ تھیں اور مسائل کے انبار تھے۔ امن و امان کی تشویش ناک صورتحال کے تناظر میں حکومت کو بہت زیادہ آزمائشوں کا سامنا تھا۔ ان تمام حالات کے باوجود یہ بجٹ جو پیش کیا گیا اس میں ترقیاتی پروگراموں میں کمی نہیں کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ترقیاتی پروگرام کے لئے 175۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں اور یہ میرے خیال کے مطابق تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت عوام میں جو احساس محرومی پائی جا رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ہمیں ان وجوہات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ وہ کون سے مسائل ہیں جن کی وجہ سے عوام میں احساس محرومی پایا جا رہا ہے، کون سے وہ اقدامات ہیں جو ہم نے اٹھانے ہیں اور اس احساس محرومی کو ختم کرنا ہے؟ چند ایک بنیادی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے یہ محرومی عوام میں پائی جاتی ہے۔ اس میں سب سے پہلے میں انصاف کی فراہمی کی بات کروں گا کہ عوام کو جب تک سستا اور فوری انصاف نہیں ملتا تب تک ان کی محرومیاں ختم نہیں ہوں گی۔ جب تک ان کو ہم جلد سے جلد انصاف نہیں دیں گے کیونکہ ہمارا سسٹم جو ہے وہ اتنا خراب ہو چکا ہے کہ سالہا سال لوگوں کو عدالتوں کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ آج پنجاب کی حکومت نے ایک بہت بڑا کام کیا کہ ججز کی تنخواہیں جو تھیں وہ تین گنا زیادہ کر دیں تو اب ہم امید کرتے ہیں کہ جو آنے والا سال ہے اس میں ججز بھی اپنی ذمہ داری کا صحیح مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کو سستا اور فوری انصاف فراہم کریں گے۔ احساس محرومی کی ایک اور وجہ غربت میں اضافہ بھی ہے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم نے غربت میں کمی کے لئے کیا اقدامات کرنے ہیں، وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے غربت میں اضافہ ہو رہا ہے؟ اس میں سب سے پہلی چیز میری نظر میں یہ ہے کہ health facilities جو ہیں وہ ہر ایک پاکستانی کے لئے

فری ہونی چاہئیں کیونکہ ایک متوسط گھرانے کا یا ایک غریب گھر کا بندہ، ایک مزدور، ایک کسان جب اس کی فیملی کا کوئی فرد بیمار ہوتا ہے تو اگر وہ ایک ہفتہ بھی بیمار رہے تو میرا خیال ہے کہ اس کی دو مہینے کی آمدنی یا اس کی تنخواہ جو ہے وہ اس کی ادویات میں ختم ہو جاتی ہے تو یہ غربت میں اضافے کی سب سے بڑی وجہ ہے اور حکومت پنجاب نے اس بجٹ میں یہ اعلان بھی کیا ہے کہ تمام تحصیل ہسپتال یا ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں ادویات فری کر دی جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ تمام چیزیں ہو جائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ عوام کے اندر احساس محرومی رہ جائے گا۔

جناب والا! میں اگر یہ بات نہ کروں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اچھے اور مثالی اقدامات اٹھائے ہیں اگر میں اپنی تقریر میں ان کا ذکر نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ میری تقریر ادھوری رہ جائے گی۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہ جو میرٹ پالیسی اپنائی اور میرٹ پر جو بھرتیاں ہوئیں وہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور غریب اور حقدار لوگوں کو ان کا حق دلوایا ہے اور اس کے بعد ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ جو اپنی حیثیت کا منفرد کام ہے اور یہ اعزاز ان کو حاصل ہے کہ انہوں نے غریب اور نادار طبقہ کے لئے محنت کشوں کے لئے سستی روٹی کا جو پروگرام شروع کیا وہ بہت ہی کامیاب رہا اور اس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا اور تعلیم کی بہتری کے لئے جو اقدامات انہوں نے کئے کہ اعلیٰ تعلیم کے لئے غریب کے بچے کو بیرون ملک یورپ، جرمنی، امریکہ میں بھیجا جائے گا اس سے پہلے یہ جو مراعات تھیں یہ ایک مخصوص طبقہ تھا یا جو بڑے لوگ تھے یہ ان کو ملتی تھیں یہ بھی ان کا ایک بہت بڑا احسن قدم ہے اور گندم خریداری کے حوالے سے سب لوگوں نے بات کی کہ جس طریقے سے میں اس میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ احسن طریقے سے انہوں نے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے وہ داد کے مستحق ہیں۔ میں اپنی تقریر کو طویل نہیں کروں گا کہ صرف میں یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کو جو موجودہ حالات کا سامنا ہے، پاکستان مخالف قوتیں جو اس وقت کر رہی ہیں جو سازشوں کا جال انہوں نے پاکستان کے خلاف بُنا ہوا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم سب کو یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہئے کیونکہ اس وقت پاکستان دشمن قوتیں پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں اور ہماری قوم میں یہ خوبی ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے تمام ذاتی اختلافات کو بھلا کر، تمام سیاسی اختلافات کو بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے ہیں جس کی مثال ابھی حالیہ دہشت گردی کی جنگ میں تمام پولیٹیکل پارٹیز نے دی کہ

انہوں نے متفقہ فیصلہ دیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام پولیٹیکل پارٹیز، تمام جماعتیں اس حوالے سے داد کی مستحق ہیں اور انہوں نے پاکستان دشمن قوتوں کو یہ پیغام دیا ہے، اسلام دشمن قوتوں کو کہ ہم اپنے ملک پر آنچ بھی نہیں آنے دیں گے اور اس کے استحکام کی حفاظت کریں گے اور آخر میں چونکہ ٹائم ختم ہو چکا ہے میری چند ایک گزارشات اپنے حلقہ جہلم کے ترقیاتی کام کے حوالے سے ہیں، وزیر خزانہ صاحب موجود ہیں اور میں آپ کے توسط سے ان سے گزارش کروں گا کہ مسائل تو میرے بہت ہیں، صرف دو یا تین باتیں میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے حلقہ جہلم سٹی سے شروع ہوتا ہے اور تقریباً وہ جہلم سے ساٹھ، ستر کلو میٹر دور تک پہاڑوں میں جاتا ہے تو سب سے بڑا مسئلہ ہمارے یہاں سیوریج کا ہے اور اس کے بعد ایک میرے حلقے کی روڈ ہے جو تقریباً اٹھائیس کلو میٹر پر ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: باقی آپ in writing دے دیں۔

چودھری ندیم خادم: جی، بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ!

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ دہشت گردی کی جو لہر چل رہی ہے اور اتنے مشکل حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور حکومت پنجاب کو مبارکباد دیتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو حکومت پنجاب نے سوات کے بھائیوں کے لئے 10 کروڑ کے فنڈ کا اعلان کیا ہے، جو ایک سال تک مفت آٹے کی فراہمی کا اعلان کیا ہے یہ بہت قابل تحسین اقدامات ہیں جن کا اگر ذکر نہ کیا جائے تو یقیناً بہت ناانصافی ہو گی۔ اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ کے کچھ اہم اقدامات میں جیسے دانش سکول سسٹم اور جو پانچ مرلہ کے گھر یا پلاٹ غریب عوام کو بلا معاوضہ دیئے جا رہے ہیں یقیناً یہ بہت قابل تحسین اقدامات ہیں۔ اس کے علاوہ میری کچھ گزارشات ہیں کہ پچھلے بجٹ میں آپ نے عوام کے ساتھ کچھ وعدے کئے تھے کہ پنجاب میں ہم تین سو پچاس میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے تو کوئی میرے خیال سے ایک میگاواٹ بجلی بھی produce نہیں ہو سکی۔ پھر مفت ائیر کنڈیشنڈ سکول بسیں چلانے کا وعدہ کیا گیا تھا اس کے علاوہ جو ایک بہت بڑا ظلم خواتین

کے ساتھ کیا گیا ان کی آئی ٹی یونیورسٹی وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے ایڈوائزرز کو دے دی، وہاں پر ان کے آفس بن گئے ہیں تو خواتین کے لئے اول تو اس بجٹ میں کچھ رکھا ہی نہیں اور جو تھا وہ بھی آپ نے لے لیا۔ اس کے علاوہ آپ نے کہا تھا کہ پنجاب کے تمام طبقوں کو برابری کی سطح پر ہم دیں گے لیکن ہم خواتین اراکین پارلیمنٹ کو ہمارے development کے فنڈز بھی نہیں دیئے گئے اس پر تھوڑی سی توجہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب عمران اشرف صاحب!

جناب عمران اشرف: جناب سپیکر! پاکستان دنیا کا شاید واحد ملک ہے کہ جہاں پر یہ predict کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے کہ اگلے ایک گھنٹے میں کیا ہو جائے گا۔ دہشت گردی اور دہشت گرد جس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس ملک کے ہر کونے میں سرگرم ہیں اور پاکستان کو کمزور کر رہے ہیں۔ میں اس بات میں نہیں جاؤں گا کہ 11۔ ستمبر کے بعد پاکستان کو کیسے ایک more against terror میں فرنٹ لائن سٹیٹ بنا دیا گیا؟ آج بھی ہم اس عذاب اور دلدل میں ویسے ہی پھنسے ہوئے ہیں جس طرح ہم 11۔ ستمبر 2001 میں تھے۔ ان ملکوں نے اپنی سرحدوں کو محفوظ کر لیا اور ہم آج بھی محفوظ کرنے میں کوشاں ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب عمران اشرف: اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ آج ہم فوکس ہو کر پاکستان کے لئے اگر collectively سوچتے ہیں تو اس ملک کی آزادی اور بقا کی جنگ جیت جائیں گے کہ اس مٹی کا حق ادا کرنا ہے اور ہم سب کو مل کر کرنا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ پاکستان کے روز بروز حالات کے پیش نظر ہم کوئی پالیسی اگلے پانچ یا دس سال کے لئے نہیں بنا سکے اور شاید نہیں بنا سکتے اس لئے حالات کے مطابق جو سالانہ بجٹ پیش کرتے ہیں وہ ایک اچھی اور مثبت کوشش ہوتی ہے اور یہ کوشش اسی طرح مزید کامیاب ہوتی ہے جب ہم سب منتخب نمائندے مل کر عوام کے لئے کام کریں۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور قابل عمل بجٹ پیش کیا ہے جس میں تقریباً ہر شعبہ میں پیسا رکھا گیا ہے۔ ہم اس چیز سے بالکل نظریں نہیں چرا سکتے کہ پچھلے

دو سال سے ساری دنیا کساد بازاری کا شکار ہے اور اس کا اثر پاکستان جو کہ ترقی پذیر ملک ہے پر بھی اتنا ہی گہرا ہے جتنا ترقی یافتہ ممالک پر ہے مگران حالات میں receipts اور expenses کو اتنا متوازن بنانا اور ایک اچھا بجٹ پیش کرنا ایک good governance کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پچھلے سال میں ہم نے budget allocation میں جو وعدے کئے وہ سب پورے نہیں ہوئے مگر کسی حکومت کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے ایک سال کافی نہیں ہوتا اور ایک ایسے ملک میں جہاں سرحدوں اور اپنے ملک میں بھی دشمن مورچہ زن ہوں اور کوئی ترقی نہیں کر سکتا اور جب اچانک آپ کے اپنے ملک میں لاکھوں لوگ بے گھر ہو جائیں تو پھر آپ کی توجہ بٹ جاتی ہے اور آپ کی جو ترجیحات ہیں وہ بدل جاتی ہیں۔ ان حالات میں کام کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوتا ہے مگر ہمیں اس چیز کو ضرور appreciate کرنا ہوگا کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے پنجاب میں ایک مربوط اور جامع سسٹم enclose کر دیا ہے۔ اس سسٹم کی بنیاد میری رائے میں تین ستون پر ہے:

I. Strict merit policy
II. Accountability of government,establishment and parliamentarians
III. Development and elimination of poverty

میں امید کرتا ہوں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: معزز رکن notes دیکھ سکتے ہیں، throughout اس کو پڑھ نہیں سکتے۔

جناب عمران اشرف: جی، ٹھیک ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم جانچنے کے پیمانے کو تنقید برائے تنقید کی بجائے اس کی وسعت کو ضرور دیکھیں گے۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو وزیراعلیٰ پنجاب نے کیا ہے، جس منزل پر ہم چل نکلے ہیں انشاءاللہ اس منزل پر پہنچیں گے اور کامیاب ہوں گے۔ یہاں پر ہمارے فاضل اراکین اپوزیشن والوں نے کہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں جو allocation کی گئی اس میں غریبوں کے لئے کیا رکھا گیا ہے؟ میں کچھ چند چیزیں گنوانا چاہوں گا جو کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی غریب پروری کا ثبوت ہیں۔ پہلے نمبر پر سستی روٹی، سب سڈائزڈ آٹا، پنجاب کے لئے تعلیم میں جو فنڈ رکھا گیا ہے، دانش سکول، ڈائلسز

مشینیں جو ہسپتالوں میں مہیا کی گئیں، ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں ائر کنڈیشنڈ، جنریٹرز، فری میڈیسنز، گرین ٹریکٹر سکیم، لیبر کے لئے میرج گرانٹ، لیبر کے لئے ڈیتھ گرانٹس اس کے علاوہ لیبر کے جو بچے ہیں ان کے لئے ملک سے باہر پڑھنے کے لئے جو وظائف رکھے ہیں، Increase death grant to officers and policemen who died on duty. ایک اور اچھا پراجیکٹ جو میاں محمد شہباز شریف نے شروع کیا ہے وہ solid waste management کا ہے، یہ ایک اچھی کوشش ہے، پاکستان میں ہونا چاہئے۔ پھر judiciary کی salaries کو increase کیا، کنٹریکٹ ڈاکٹروں کی ڈویلپمنٹ اور ان کو permanent کیا گیا اور ان کے stipends کو increase کیا گیا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ میں مختلف کمیٹیوں میں شامل ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ایشئن ڈویلپمنٹ بنک کی وساطت سے پبلک سروس کمیشن ریفارم شروع کی ہے اور یہ جو پراجیکٹ ہے، اگر یہ پروگرام بن رہا ہے تو یہ دس سالوں کے لئے ہوگا۔ اس کے علاوہ پنجاب میں investment کو collect کرنے کے لئے investment ministry کا قیام ہے، اس کے لئے نیا منسٹر بنے گا اور پاک چائنا گشت بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی اپنی ایک بھرپور کوشش ہے جو انشاء اللہ پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔

جناب سپیکر! میں بجٹ میں اپنی کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ کچھ shortcomings ہیں یا کچھ چیزیں ہیں جن کو تھوڑا سا تبدیل کرنا ہے، ان سے بہتری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! پہلے نمبر پر ایجوکیشن کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں انہوں نے پنجاب میں جو فنڈ رکھا ہے، دانش سکول بنائے ہیں اور ایجوکیٹرز کی hiring ہے۔ ایک شعبہ ایجوکیشن سیکٹر ریفارم کا ہے۔ اس شعبہ میں بہت زیادہ پیسا پڑا ہوا ہے مگر اس میں قانون یہ ہے کہ اس پیسے کو missing facility میں استعمال کر سکتے ہیں۔ صرف ان چیزوں میں جہاں پر boundary wall بنی ہے یا toilet بنا ہے یا اس کے علاوہ ایک کمرہ بن سکتا ہے لیکن اگر آپ پنجاب کے شہروں میں دیکھیں تو سکولوں کے حالات یہ ہیں کہ کمرے بہت تھوڑے ہیں اور طالب علم بہت زیادہ ہیں۔ میری حکومت پنجاب سے درخواست ہے کہ یہ جو ایجوکیشن سیکٹر ریفارم (ESR) ہیں ان کے جو visions ہیں ان کو تھوڑا سا

دیکھیں اور اس میں بچوں کو فرنیچر مہیا کریں، کمروں کی تعداد زیادہ بڑھائیں اور missing facility میں یہ جو پیسا ہے اس سسٹم کو تھوڑا سا broader base کر دیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ سیکٹر میں میاں صاحب نے ڈائلسز، ائر کنڈیشنڈ، جنریٹر اور فری میڈیسن کی ہے۔ ہمارے ملک میں اور پنجاب میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہیپاٹائٹس کا ہے۔ اس ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ ہیں جن کو PCS tests کہتے ہیں اس کے لئے ایک ہی لیبارٹری ہے جو کہ جناح ہسپتال لاہور میں ہے۔ دوسرے شہروں سے لوگوں کو یہاں پر آنا پڑتا ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر اس طرح کی کوئی لیبارٹری بنا دی جائے تو بہت بہتر ہو گا تاکہ جو لوگ دور سے آتے ہیں وہ ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ وہاں سے کروالیں اور پھر ان کو پتا لگے گا کہ انجکشن کی dose کیا ہو گی۔ میری پنجاب گورنمنٹ سے ایک اور درخواست ہے کہ جتنے بھی ڈسٹرکٹ ہسپتال ہیں وہاں ventilators کی سہولت بھی دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کر لیں۔

جناب عمران اشرف: جی، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! فوڈ سٹیمپ سکیم بہت اچھی سکیم ہے لیکن اس میں جو پوسٹ مین ہیں یہ ان کی سکیم بن گئی ہے۔ لوگوں کو پیسے نہیں پہنچ رہے۔ اس میں تھوڑی سی بہتری لے کر آئیں۔ گندم جو اتنی bumper crop ہوئی ہے، پنجاب میں گوداموں کی بہت ضرورت ہے۔ چیف منسٹر کی جو block allocation ہے اس میں ان ضلعوں میں گودام ضرور بنائیں کیونکہ گندم کو سٹور کرنے کی اگلے آنے والے وقتوں میں بھی ضرورت ہو گی۔

جناب سپیکر! پولیس میں آپ نے 45۔ ارب روپیہ رکھا ہے جو کہ اگر صحت اور ایجوکیشن کو ڈبل کر دیں تو پھر بھی بہت زیادہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ عمران اشرف صاحب!۔۔۔ باقی آپ in writing دے دیجئے گا۔ میں یہاں پر معزز ممبران کو، چونکہ جہاں پر چھوٹی موٹی ambiguity آ جائے یا confusion ہو جس طرح جب معزز ممبر تقریر کر رہے تھے تو اپوزیشن کی طرف سے آیا کہ وہ لکھی ہوئی تقریر کر رہے ہیں تو rules of procedure اس کو اگر آپ study کریں تو اس کی جو سب کلاز (2) ہے وہ یہ کہتی ہے کہ:

202(2). Except with the permission of the Speaker, a member may not read his speech but may refresh his memory by reference to his notes.

تو یہاں پر جو مسئلہ ہے اس کے اندر صرف اتنا ہے کہ ممبر کو یہ چاہئے کہ ظاہری بات ہے کہ اتنا لمبا آپ یاد رکھ نہیں سکتے ہیں، آپ notes لے کر آ سکتے ہیں اور ان کو آپ consult کر سکتے ہیں۔ آپ یہ اپنے ذہن میں رکھئے گا۔ اب جناب شاہان ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بڑی مہربانی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب شیر علی خان: دیکھ کر نہیں پڑھنی۔

جناب شاہان ملک: آپ بے فکر رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: .No cross talk please بات کیجئے، ٹائم تھوڑا ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں معزز اراکین اسمبلی کے صبر، بجٹ کی تقریر اور وقت کی نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کوشش کروں گا کہ اپنی تقریر point to point کروں اور غیر ضروری سیاسی تقریر سے اجتناب کروں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن oposals and suggestions, demands کا ہے۔ تقاریر کا کوئی اور دن ضرور رکھیں چونکہ آج اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں بیت المال اور زکوٰۃ کے حوالے سے شروعات کرتا ہوں۔ میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ پچھلے دور میں مختلف طریق کار سے بیت المال اور زکوٰۃ کا فنڈ خورد برد کیا جاتا رہا۔ کبھی آدھے اور کبھی تین چوتھائی پیسے رشوت لے کر one fourth دیا جاتا تھا لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہوئی کہ اس سال تو ایک چوتھائی تو درکنار بلکہ ایک کوڑی بھی غریبوں، مسکینوں تک نہیں جا سکی۔ چونکہ میرا تعلق اٹک سے ہے اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سیٹ ہے۔ ہمارے اٹک شہر میں ایک بہت ہی دیرینہ مسئلہ چلا آ رہا ہے جس کا میں نے پچھلے بجٹ میں بھی تذکرہ کیا تھا کہ وہاں پر سیوریج کی پائپ لائنز damage ہو چکی ہیں پنکچر ہو چکی ہیں اور وہ drinking water کے ساتھ mix up ہو چکی ہیں جس وجہ سے ہیپاٹائٹس بہت تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہمیں اس مقصد کے لئے جو سالانہ

بجٹ allocate کیا جاتا ہے وہ چاہے 80 لاکھ ہو یا اڑھائی کروڑ ہو وہ ناکافی ہے- لہذا اس کے لئے خصوصی توجہ فرمائی جائے اور سپیشل بجٹ allocate کیا جائے-

جناب سپیکر! میں زراعت کے حوالے سے بھی چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں چونکہ ہمارے علاقے میں دو قسم کی زمینیں ہیں semi hilly land اور sandy land ہے- چونکہ ہمارا پسماندہ ضلع ہے اس لئے ہماری semi hilly land کے لئے کوئی ایسا طریق کار نہیں اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی support ہے کہ ہم semi hilly land کو برابر کر سکیں- لہذا گزارش ہے کہ محکمہ زراعت کو بلڈوزر دیئے جائیں اور وہ کسانوں کو سستے داموں فراہم کئے جائیں تاکہ وہ اس زمین کو level کر سکیں اس سے کسان کے روزگار میں بہتری ہو سکے گی- چونکہ ہمارے ہاں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے، ریتلا علاقہ ہے اگر کہیں پانی ہو بھی تو وہ ریت میں نہیں چلتا- اس لئے میری گزارش ہے کہ sandy land کے لئے sprinkle and drip irrigation کی facility پر خصوصی توجہ فرمائی جائے- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گرین ٹریکٹر سکیم کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا- یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ حکومت پنجاب نے پہلے بھی بہت transparency کے ذریعے ٹریکٹر تقسیم کئے ہیں اور اب دوبارہ بھی کرنے جا رہی ہے- اس میں میری تین تجاویز ہیں پہلی یہ گزارش ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ آیا جو applicant for the tractor ہے وہ اس کا حقدار بھی ہے یا نہیں؟ میری دوسری گزارش ہے کہ ٹریکٹر ملنے کے بعد اسے فروخت کرنے پر کچھ سالوں کی پابندی عائد ہونی چاہئے تاکہ منافع خور مافیا مختلف لوگوں کو استعمال کر کے ٹریکٹر نہ خرید سکے اور نہ آگے فروخت کر سکے- میری تیسری یہ گزارش ہے کہ ٹریکٹر سکیم کو segregate کر کے، divide کر کے یونین کونسل کی سطح پر لایا جائے کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی یونین کونسلیں میں تو پانچ لوگوں کے ٹریکٹر نکل آتے ہیں اور باقی پوری تحصیل ایسے ہی فارغ رہتی ہے- ہماری تو یونین کونسلز بھی بارہ بارہ سولہ سولہ ہزار کی آبادی پر محیط ہیں لہذا اسے یونین کونسل کی سطح پر divide کیا جائے-

جناب سپیکر! کالا چٹا mountain range ہمارے علاقے میں ہے وہ ہمیں بہت عزیز ہے، پنجاب کو بھی بہت عزیز ہے اور وہ پاکستان کی ایک بڑی نامی گرامی mountain range ہے- جیسے میں

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہاں پر ایک طریق کار بن گیا ہے کہ محکمہ جنگلات لوکل ٹمبر مافیا کے ساتھ مل کر جنگل کی کٹائی کرتا ہے۔وہ اس لئے جنگل کی کٹائی بآسانی کر لیتا ہے اور بروقت لوگوں تک اس کی اطلاع نہیں پہنچتی کہ جنگل میں ہر کسی کے آنے جانے کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ایسا راستہ ہوتا ہے۔وہ کاٹ کر اونٹوں، گدھوں اور گھوڑوں پر لاد کر فروخت کرتے رہتے ہیں اور جب گرمیوں کا سیزن آتا ہے تو پھر گرمی کی شدت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جنگل کو آگ لگا دیتے ہیں اور اسے آگ کے زمرے میں ڈال کر اپنی خورد برد سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے اور مہربانی کر کے شجر کاری مہم کا خصوصی انعقاد کیا جائے کیونکہ ہمارے پاس بہت سے علاقوں میں گیس نہیں ہے اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔پہلے لوگ گدھے یا کسی چیز پر چھوٹی موٹی لکڑیاں لا کر چولہا جلا لیتے تھے اور دال روٹی پکا لیتے تھے لیکن اب تو حالت یہ ہے کہ گیس بھی نہیں ہے اور جنگل بھی ختم ہو گیا ہے اگر بازار سے لکڑی خریدیں تو وہ بے تحاشا مہنگی پڑتی ہے۔ان حالات سے لوگ چوری، فراڈ اور دغا کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کی یہ ذمہ داری ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں کالا چٹا رینج کے حوالے سے عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ہاں جنگلی حیات ناپید ہو چکے ہیں۔ہمارے ہاں پہلے یہاں پر بے تحاشا اور وافر مقدار میں اڑیال، ہرن اور کالا تیتر وغیرہ ہوتے تھے لیکن پچھلے دور میں خصوصاً جو کالا دور گزرا ہے جسے ہم مشرف دور کہتے ہیں۔یہاں سب سیاسی لوگ بیٹھے ہیں اگر کسی کا کھانا کریں، وزیر اعلیٰ یا کسی کو دعوت دیں تو مرغی یا گوشت پکایا جاتا ہے لیکن میں آپ کے گوش گزار کرتا چلوں کہ جب وزیر اعلیٰ آتا تھا اور ضلع ناظم کھانا کرتا تھا تو دو دو اڑھائی اڑھائی تین تین سو بندے کے لئے صرف اور صرف اڑیال کا گوشت بنایا جاتا تھا اور انہوں نے اڑیال کی نسل تباہ کر دی ہے۔ لہذا اس پر خصوصی توجہ کی جائے۔

جناب سپیکر! میں لائیو سٹاک کے حوالے سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہوں گا کہ تحصیل اٹک میں ویٹرنری ہسپتال ہے ماشاء اللہ وہ پچھلے سال بڑا خوبصورت renovate بھی ہو چکا ہے، بڑا لش پش بھی ہے لیکن بدقسمتی سے وہاں پر نہ تو ویکسین ہے اور نہ ہی کسی جانور کے علاج کے لئے اسے رکھنے کی کوئی جگہ ہے۔جب دور دراز سے لوگ حکومتی ہسپتال سمجھ کر اپنے جانور کو کرایہ کی گاڑی پر لے کر آتے

ہیں لیکن بڑی شرمندگی ہوتی ہے کہ وہاں پر نہ تو کوئی ویکسین موجود ہوتی ہے اور نہ جانور کو وہاں رکھ کر علاج کرنے کی سہولت ہے۔لہذا اس کے لئے بھی خصوصی توجہ فرمائی جائے۔

جناب سپیکر! میں ڈیموں کے حوالے سے مختصر سی بات کروں گا۔جیسے میں نے عرض کیا کہ ہمارا semi hilly area ہے اور جب بارشوں کا پانی آتا ہے تو وہ valleys سے گزرتا ہوا دریا میں چلا جاتا ہے۔اگر اس ایریا میں ایک طرف سے یا دوسری طرف سے بند کیا جائے تو پانی کی storage کے لئے یہ بہت آسان طریقہ ہے۔اس پر بھی توجہ فرمائی جائے۔میں نے پچھلے سال کے بجٹ کی کتاب میں پڑھا تھا کہ ہماری حاجی شاہ یونین کونسل میں ڈیم بنانے کے لئے کہا گیا تھا اور اس کے لئے تقریباً 14 کروڑ روپیہ بھی مختص کیا گیا تھا لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی ہوا بھی نہیں آئی۔لہذا مہربانی کر کے اس طرف توجہ فرمائی جائے۔ڈیم بننے سے جو فائدہ ہوگا وہ تو بعد کی بات ہے لیکن ڈیم بنانے کے دورانیے میں جن لوگوں کا روزگار لگ جائے گا ہمارے لئے وہ بہت زیادہ concern ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ wind up کر لیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔معذرت کے ساتھ پہلا بندہ ہوں جو ضروری بات کر رہا ہوں۔میں ریونیو کے حوالے سے آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پڑھا تھا کہ ہمارے وزیر خزانہ کا ئرہ صاحب نے اس مد میں 4.3 بلین روپے کی رقم مختص کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی خوش آئند ہے کہ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنا چاہئے۔اس میں میری صرف اتنی سی گزارش ہے کہ تمام ریکارڈ نقشہ، خسرہ نمبر اور مالک کے نام سے رجسٹرڈ ہو تاکہ دنیا میں کہیں بھی بیٹھا ہوا مالک کمپیوٹر پر جا کر اپنی زمین کو دیکھ سکے کہ safe اور موجود ہے۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی ٹیکسٹائل ہے اور نہ کوئی انڈسٹری ہے اس لئے ہمارے اٹک میں ٹیکس فری زون کا انعقاد کیا جائے۔ چونکہ اٹک کو تین مارکیٹیں لگتی ہیں ۔ ایک Attack to Peshawar، ایک Attock to Rawalpindi اور ایک Attock to Karachi via Jand Basal، دوسری طرف strategically بھی یہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ایک طرف Kamra Aeronautical Complex ہے ، دوسری طرف سنجوال آرڈی ننس فیکٹری اور تیسری طرف غازی بھروتھا ڈیم

ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر دو قسم کی انڈسٹریز لگ سکتی ہیں۔ اگر حکومت پنجاب اس طرف توجہ دے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ نہ صرف اس سے مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ حکومت پنجاب اس سے بے تحاشہ revenue بھی generate کر سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! آخری بات عرض کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، آخری بات کر لیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! ہمارے پاس غازی بھروتھا ڈیم ہے جس سے پورے پاکستان کو بجلی فراہم کی جاتی ہے جبکہ ہمارے ہاں لوگ بے روزگار پڑے ہیں کیونکہ نوکریاں صوبہ سرحد والوں کو دی جا رہی ہیں۔ آخری بات یہ کروں گا کہ دانش سکول سسٹم کا پراجیکٹ بہت خوبصورت اور خوش آئند ہے لیکن اتنی سی گزارش ہے کہ یہاں سے لوگ پڑھیں گے، ڈگری مکمل کریں گے، کوئی ماسٹر کرے گا، کوئی ایم بی اے کرے گا وہ تو بعد میں کرے گا لیکن جنہوں نے ماسٹر یا ایم بی اے کئے ہوئے ہیں اور ڈگریاں اٹھا کر دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ان کے روزگار کا کوئی بندوبست کیا جائے کیونکہ جہاں آپ تعلیم کو فروغ دے رہے ہیں وہاں روزگار کا بھی بندوبست کریں۔ آخر میں ایک شعر عرض کرنے کے بعد اجازت لوں گا۔

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمد علی لالیکا صاحب!

میاں محمد علی لالیکا: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھے آپ نے اس بجٹ بحث پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے تو میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس مشکل اور کٹھن دور میں کہ ایک طرف تو آپ کے اس ملک میں آگ لگی ہوئی ہے اور دوسری طرف ایک ایسا عوام دوست اور tax free بجٹ جو ہماری حکومت نے پیش کیا میں اس پر جناب وزیراعلیٰ صاحب کو اور بالخصوص تنویر اشرف

کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس بجٹ میں عوامی فلاح کے کاموں کو رکھا گیا ہے اس پر بھی میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! عدلیہ کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت خوش آئند بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ جو دوسرے ملازمین ہیں ان کی تنخواہوں کا بھی خیال رکھا جائے کہ اس مہنگائی کے دور میں ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔ان کی کمر بھی اس مہنگائی کے دور میں سیدھی ہوتی ہوئی نظر نہیں آرہی لہذا آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں مرکزی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کاشتکار کی حوصلہ افزائی کے لئے 950 روپے گندم کی قیمت مقرر کی ہے۔خدا کے فضل و کرم سے اس قیمت کے مقرر ہونے سے آج پنجاب کے کسان، ہاری اور دہقان نے آپ کے صوبے کو گندم سے مالا مال کر دیا ہے باوجود اس کے کہ کھاد کی عدم دستیابی تھی، یوریا بروقت اس کو نہ مل سکی لیکن خدا کی ذات نے ساتھ دیا اور اللہ تبارک تعالیٰ کی خاص رحمت کی وجہ سے ایسا موسم دستیاب ہوا کہ آج ہمارے صوبے کو ایک bumper crop ملی ہے۔وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا کہ جنہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ جگہ جگہ پر جا کر چھاپے مارے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پورا آوے کا آوے ہی بگڑا ہوا ہے۔ان کو سابق ادوار کی وہ عادتیں پڑی ہوئی ہیں کہ جن کی وجہ سے آج بھی صحیح معنوں میں کاشتکار کی گندم نہیں اٹھائی جا سکی۔ابھی تک ہمارے علاقے میں اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی یہ شکایات موصول ہوئی ہیں۔کوئی ایسا سلسلہ شروع کیا جائے کہ ان شکایات کا ازالہ ہو سکے۔یہاں وزیر زراعت صاحب تشریف فرما ہیں میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ کوئی ایسی کمیٹیاں قائم کی جائیں کہ اب بھی کاشتکار کے پاس جو گندم پڑی ہے اسے حکومت خرید کر اپنے پاس رکھے تاکہ خدا کے اس دیئے ہوئے رزق کی ہم صحیح معنوں میں حفاظت کر سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر کاشتکاروں کے حوالے سے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا گیا اور اس موجودہ بجٹ میں اس مد میں رقم کو بڑھایا گیا ہے جس پر میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔اس مد میں رقم کو بڑھا کر انہوں نے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔یہاں پر میں گزارش

کروں گا کہ دو لاکھ subsidy دینے سے کام نہیں بنے گا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو second hand ٹریکٹر import کرنے کی اجازت بھی دینی چاہئے۔یہاں پر جو انڈسٹریز ٹریکٹر تیار کر رہی ہیں انہوں نے ان ٹریکٹروں کی قیمت ساڑھے دس لاکھ روپے رکھی ہوئی ہے اور اس کے لئے بھی تین تین ماہ انتظار کرنا پڑتا ہے تو میری آپ سے درخواست ہو گی کہ اس حوالے سے کوئی ایسی strategy بنائیں کہ پنجاب حکومت second hand ٹریکٹر بھی import کرے تاکہ کم قیمت پر کسانوں کو ٹریکٹر میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر!کسان کا ایک اور دیرینہ مطالبہ ہے کہ اسے جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کا mark up 12 فیصد، 14 فیصد یا 16 فیصد تک وصول کیا جاتا ہے۔میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے درخواست کروں گا کہ کاشتکار کو کم شرح سود پر قرضے مہیا کئے جائیں تاکہ کاشتکار بھی باعزت طریقے سے اپنی روزی کما سکے اور تحصیل دار، گرداور یا پٹواری اس کے پیچھے وارنٹ لے کر نہ پھرتے رہیں۔اس حوالے سے کوئی ایسا criteria مقرر کیا جائے کہ کسان کو جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کے mark up میں کمی کی جائے اور حکومت پنجاب کی طرف سے کسان کو کوئی ایسا bonus دیا جائے تاکہ کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی ہو تاکہ آئندہ خدا کے فضل و کرم سے آپ کا صوبہ اس پوزیشن میں آ سکے کہ پنجاب حکومت کو export کرنے میں اتنا revenue ملے کہ یہ صوبہ مالا مال ہو جائے۔

جناب سپیکر!سستی روٹی، مزدور، دہقان اور غریب کا حق ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت پنجاب بھرپور طریقے سے اس سکیم کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن میرا علاقہ rural belt سے تعلق رکھتا ہے، ہمارا ضلع پسماندہ ضلع ہے۔وہاں پر دیہاتوں میں تنور قائم نہیں کئے جا سکتے تو میری آپ سے یہ humble request ہے کہ اس سستی روٹی کی بجائے اس مد میں اگر سستا آٹا مہیا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہو گا۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پنجاب فوڈ سپورٹ پروگرام میں اضافہ کر دیا جائے، اس کا کوٹا بڑھا دیا جائے۔اس سے بھی ہم مستفید ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں پنجاب حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خادم اعلیٰ کی سربراہی میں ایجوکیٹرز کی جو بھرتیاں ہوئی ہیں وہ بالکل merit پر ہوئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کی وساطت سے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ سیاسی کارکن خواہ وہ پاکستان پیپلزپارٹی کا ہو، مسلم لیگ (ن) کا ہو یا ایم ایم اے کا ہو

جنہوں نے مشرف کے آٹھ سالہ دور میں جمہوریت کی جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیا، ہماری عزتیں بڑھائیں اور ہمیں حوصلہ دیا آج وہ overage ہو چکے ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کے لئے بھی کوئی criteria fix کیا جائے تاکہ آئندہ آنے والے آمروں کی حوصلہ افزائی نہ ہو سکے اور جمہوریت کا process صحیح طریقے سے چلتا رہے۔

جناب سپیکر! امن عامہ کے لئے جو 47۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ ایک اچھا اقدام ہے ہم اس کو سراہتے ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے پھر یہ کہوں گا کہ یہ 47۔ارب روپیہ صرف تھانے اور آئی جی آفس کی دیواروں کو اونچا کرنے میں نہ لگ جائے۔ کوشش کی جائے کہ اس کو proper utilize کیا جائے۔ یقین جانیں کہ عوامی نمائندے اور عوام کی وہاں پر رسائی بھی مشکل ہو گئی ہے اور اس کو دس مراحل میں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ میری آپ سے یہ التجا ہے کہ اس رقم کو ان جگہوں پر خرچ کیا جائے جہاں پر تھانوں کی کمی ہے۔ آبادی بڑھتی جا رہی ہے اور علاقے بڑھتے جا رہے ہیں لیکن وہاں پر تھانے موجود نہیں ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش ہے کہ اس کے استعمال کے لئے منصوبہ بندی کی جائے اور اس رقم کو صحیح معنوں میں اس جگہ پر خرچ کیا جائے جہاں پر اس کی ضرورت ہے۔ جہاں پر پولیس کے تھانے کم ہیں اور پچھلے دور کی جو شاہ نما چوکیاں بنی ہوئی ہیں، پٹرولنگ کی جو چوکیاں بنی ہوئی ہیں اور اس مد میں جو پیسا خرچ کیا گیا ہے ان کو بھی بروئے کار لاتے ہوئے استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز، آپ wind up کریں۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب والا! میرا بھی تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ آج مجھے یہ سن کر یقین جانئے دکھ ہوا کہ جب یہ کہا گیا کہ جنوبی پنجاب والوں کی محرومیاں نہیں ہیں۔ یقین جانیے کہ جنوبی پنجاب والے محروم ہیں۔ میں آپ کی نذر یہ بات کرتا جاؤں کہ وہاڑی اور بہاولنگر کے درمیان اس وقت ایک پل کی اشد ضرورت ہے۔ اس سے ہماری مسافت 60 کلو میٹر تک کم ہو جاتی ہے۔ جس وقت ہم ٹھوکر نیاز بیگ کا dual carriage way دیکھتے ہیں تو یقین جانئے کہ ہمارے دلوں کو ہاتھ پڑتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری آپ سے یہ humble request ہے کہ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ کوئی ایسا برابری کا پیمانہ بنالیا جائے جس کی وجہ سے جس کا جو حق ہے اس کو دے دیا جائے تاکہ یہ احساس محرومی پیدا ہی نہ ہو۔ میری آپ سے دوبارہ یہ گزارش ہے کہ انشاء اللہ العزیز اگر ایسا ہو جاتا ہے تو ہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے۔ ہماری محرومیوں اور چیزوں سے احساس محرومی کا احساس ہوتا ہے اس کو دور کیا جائے۔ ہم جب لاہور آتے ہیں، لاہور ہماری شان ہے پنجاب کی ایک کہاوت ہے کہ "جنھے لاہور نہیں دیکھیا او جمیا نہیں" لیکن ہماری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہماری یہ آپ سے التجاہے، آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ سپیشل کہا جائے یا ان سے یہ کہلوایا جائے کہ وہ جنوبی پنجاب کے لئے ایک علیحدہ بجٹ مختص کریں تاکہ ہمیں پتا ہو کہ ہمارے پاس کیا آرہا ہے اور لاہور کے پاس کیا آرہا ہے۔ بڑی مہربانی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جس طرح میں نے پہلے کہا تھا کہ اب آدھے گھنٹے کی break ہو گی۔ ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے تک کے لئے break ہے۔ پانچ بجے ہم دوبارہ اکٹھے ہوں گے اور نو بجے تک اجلاس چلے گا۔ جب پانچ بجے اکٹھے ہوں گے تو وزیر قانون بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔

(اس مرحلہ پر کھانے اور نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر اور کھانے کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان 5 بج کر 20 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں شفیع محمد صاحب!

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب تو ابھی ایوان میں آئے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے آپ کی بات نوٹ کر رہے ہیں۔ آپ شروع کریں اور منسٹر صاحب بھی آجاتے ہیں۔

میاں شفیع محمد: تمام دوست فرما رہے تھے کہ ان مشکل حالات میں بجٹ پیش ہوا ہے تو واقعی ہم مشکل حالات میں تھے کیونکہ 15 اور 16۔ جون کو شاید اسمبلی کو bomb threat بھی تھا جو کہ واقعی مشکل حالات تھے اس کے علاوہ تو مجھے اور کوئی مشکل حالات نظر نہیں آتے۔ وزراء اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنا بجٹ curtail کیا ہے اور جو بجٹ آپ کے مختص ہوا تھا اس سے کم خرچ

ہوا۔ میری تجویز ہو گی کہ اس سے بھی کم خرچ ہو سکتا ہے کہ اگر اسمبلی اور وزراء کے کردار کو مزید کم کر دیا جائے تو انشاء اللہ خرچ کم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! دہشت گردی پر بھی بات ہوئی ہے اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے دہشت گردی کے حوالے سے بات کی ہے تو میں حکومت وقت کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ ایک سال پہلے اسی ایوان میں باتیں ہوتی تھیں کہ ہمارے اپنے لوگوں کو مارا جا رہا ہے اور انہیں شہید کیا جا رہا ہے تو آج پوری قوم متحد ہے اور اس آپریشن میں ہم اپوزیشن والے بھی آپ کے ساتھ متحد ہیں اور الحمدللہ حکومت وقت کی سوچ بھی ہمارے ساتھ ہم آہنگی رکھتی ہے۔ اس وقت بھی اگر یہ سوچ لیا جاتا کہ آپریشن کرنا ہے اور یہ آپریشن اس وقت ہو جاتا تو ہمارا یہ ایک سال بچ جاتا۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے عدل و انصاف کی بات کی ہے تو میں عرض کروں گا کہ کنزیومر کورٹس شہروں میں بنا دی گئی ہیں تو اگر یہ دیہاتوں میں بھی بنا دی جائیں تو ہمارے زمینداروں کو ان کی فصلوں کا مناسب ریٹ ملے گا۔ یوریا کی بلیک سے ہم بچیں گے اور جعلی ادویات اور بیج سے بھی ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہو گی کہ اگر ہر مارکیٹ کمیٹی میں ایک سول جج صاحب تعینات کر دیئے جائیں کیونکہ Judiciary بھی اپنی reforms کر رہی ہے تو اس میں بھی اگر وہ کر دیں تو یہ بہت بہتر ہو گا۔ عدل و انصاف میں یہ validation کر دی جائے تو یہ بہت بہتر ہو گا کیونکہ 70 فیصد آبادی ہمارے دیہاتوں میں گزر بسر کرتی ہے تو اس سے دیہاتیوں اور کاشتکاروں کے مسئلے مسائل بھی حل ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں ایک قرارداد پاس ہوئی تھی کہ زمینداروں پر اور زراعت پر ٹیکس Constitution کے مطابق صوبہ پنجاب کا مسئلہ ہے اور وفاق اس پر ٹیکس نہیں لگا سکتا تو پچھلے کئی دنوں سے وفاق میں پھر زرعی ٹیکس یا زرعی انکم ٹیکس پر بات ہو رہی ہے تو میں آپ کے توسط سے وفاقی مشیر خزانہ تک یہ بات پہنچانا چاہوں گا کہ زرعی ٹیکس سے متعلق پہلے بھی پنجاب اسمبلی وضاحت کر چکی ہے اور اس ضمن میں وہ وضاحتی قرارداد پاس کر کے وفاق کو بھیج چکے ہیں کہ یہ معاملہ صوبائی ہے، وفاقی معاملہ نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ بات ان تک ضرور پہنچے گی۔

جناب سپیکر! فوڈ سپورٹ پروگرام ایک اچھی بات ہے اور میرے کافی سارے دوستوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ کہیں ہم قوم کو بھکاری تو نہیں بنا رہے تو اگر اس کو review کیا جائے، اگر اس کی جگہ کوئی روزگار سکیم شروع کی جائے یا غریبوں کے لئے کوئی اور ٹریننگ سکیم آ جائے جس طرح میاں محمد نواز شریف کے پچھلے دور حکومت میں ٹیکسی سکیم تھی تو وہ اس سے زیادہ بہتر نہیں ہو گی؟ اگر فوڈ سپورٹ پروگرام کو چلانا مقصود بھی ہے تو اس میں pillage کم کی جائے۔ آپ یقین کریں کہ ڈاک خانے والوں کو اس میں بہت فائدہ ہو رہا ہے اور وہ اس سکیم کو ناکام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب اور آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے بھی عرض کروں گا کہ اس کی pillage کو کم از کم کنٹرول کیا جائے۔

جناب سپیکر! دانش سکول سسٹم بہت اچھا آئیڈیا ہے اور Centre of Excellence کے نام سے پہلے یہ introduce ہوا تھا مگر اب اس کا نام کیوں دانش سکول رکھ دیا گیا ہے؟ میرے کچھ دوستوں نے تو مختلف انفارمیشن دی ہے لیکن میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مگر وزیر خزانہ نے فرمایا کہ چوبیس تحصیلوں میں یہ دانش سکول بنیں گے تو میں اس کی بھی وضاحت چاہوں گا کہ یہ چوبیس تحصیلیں کون کون سے اضلاع کی ہوں گی؟ کیا اس میں جنوبی پنجاب کا بھی کچھ حصہ ہے؟ ساتھ ساتھ انہوں نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ تحصیلوں میں ہوں گے تو پنجاب میں ایک ایسا حصہ بھی ہے جو قبائلی علاقہ ہے اور وہاں تحصیل نہیں ہوتی۔ اگر اس میں addition کی جائے کہ تحصیلوں کے علاوہ قبائلی علاقہ جات میں بھی یہ سکول بنائے جائیں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! زمین کی فروخت کی بات ہوئی ہے کہ اس سے 15۔ارب روپے generate ہوں گے تو سب سے زیادہ available زمین فروخت ہونے کے لئے جو باتیں عام ہو رہی ہیں تو وہ بہاول پور ڈویژن اور چولستان میں ہے جس پر کافی صنعتکاروں کی نظر ہے تو میری یہ استدعا ہو گی کہ اس کے لئے وفاق میں پرائیویٹائزیشن بورڈ کی طرز پر بورڈ بنایا جائے یہ کسی فرد واحد کا فیصلہ نہ ہو۔ سٹیٹ بنک صرف 22 فیصد زراعت کو قرضہ دیتا ہے اور کمرشل بنکوں کو یہ کہا ہوا ہے کہ وہ 78 فیصد انڈسٹری کو قرضہ دیں یا تجارت کو قرضہ دیں۔ اگر یہی population 78% ratio کی طرف الٹ ہو جائے تو یہی زمینیں میرا ہمسایہ زمیندار ہو گا یا جاگیر دار ہو گا جو اتنے ہزار ایکڑ خریدے گا تو وہ کوئی صنعتکار نہیں ہو گا

بلکہ میرا اپنا کوئی زمیندار بھائی ہو گا۔اس نے بھی تو قرضے سے زمینیں خریدنی ہیں اور اگر یہی loan ادھر shift ہو جائے تو یہ بہتر ہو گا۔اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ زمین کس طرح sale ہو گی تو اس حوالے سے میں کم از کم یہ عرض کروں گا کہ اس علاقے کے اراکین اسمبلی کو بھی اس میں شامل کیا جائے کیونکہ اس میں کافی reassignment ہے۔ پہلے بھی آپ نے اخباروں اور میڈیا میں سنا ہے کہ گوادر بلوچستان میں لوگوں کا sentiment different ہے تو بہاولپور میں بھی اسی طرح کا sentiment پایا جاتا ہے۔ زمین کی فروخت پر خاصے لوگوں کی نظر ہے۔اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اس کو ذرا کنٹرول کیا جائے اور اگر فروخت ہونی بھی ہے تو اس کو کسی طریقے سے کرنا چاہئے۔کسی صنعت کار کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

جناب سپیکر!جنوبی پنجاب کی باتیں یہاں پر ہوئی ہیں تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں کچھ حقائق بھی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انفراسٹرکچر میں جو disparity ہے وہ خانیوال سے آگے سفر کریں تو آپ کو صاف نظر آئے گی اور ہماری ڈونر ایجنسیوں نے بھی ہمارے قائد ایوان کو pinpoint کیا ہے کہ یہاں پر disparity ہے۔ یہ میں ذکر نہیں کرنا چاہ رہا تھا لیکن ضرور کروں گا کہ سوات وغیرہ میں جو آپریشن ہو رہا ہے تو ہماری انفارمیشن ایجنسیوں کی یہ observation ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ پاکستان کے خلاف نبرد آزما ہیں تو 25 فیصد لوگ جنوبی پنجاب کے ان کے شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب کے لوگوں کو وہاں پر جانے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ یہ بھی اس چیز کی نشاندہی کی ہے کہ اسی disparity کی وجہ سے وہاں کے لوگ بے روزگاری کی وجہ سے صنعت نہ ہونے کی وجہ سے،انفراسٹرکچر کمزور ہونے کی وجہ سے اور زراعت پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے وہاں جاکر یہ کام کرتے ہیں۔ اگر وہاں پر بھی سنٹرل پنجاب کی طرح یہ انڈسٹری ہو تو یہ اس طرح کا واقعہ نہ ہوتا۔175۔ارب روپے کا بجٹ اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے۔اس میں سے صرف 5۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے رکھے ہیں تو یہ بھی ایک بہت بڑی disparity ہے۔

آخر میں صرف اتنا ذکر کرنا چاہوں گا کہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور بہاول پور ڈویژن کے درمیان ایک پل ہے جسے نشتر گھاٹ کا نام اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس کا اعلان سردار عبدالرب نشتر صاحب نے کیا تھا۔ جنوبی پنجاب کا یہ بہت ہی اہم پل ہے اس کا اعلان محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے کیا،

اس کا اعلان میاں محمد نواز شریف نے کیا، اس کا اعلان قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف نے کیا۔ وہاں کے لوگ اس وقت ریلیاں نکال رہے ہیں، مجھے بھی یہاں پر فون آ رہے ہیں۔ ان ریلیوں میں مسلم لیگ (ن) بھی شامل ہے، اس میں پیپلز پارٹی بھی شامل ہے، اس میں پاکستان مسلم لیگ کے لوگ بھی شامل ہیں اور سول سوسائٹی کے لوگ بھی شامل ہیں۔ وہ پل بہت اہمیت کا حامل ہے۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ نشتر گھاٹ کا ذکر ضرور اس بجٹ میں آئے اور اس کی ضرور allocation ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد وارث کلو!

جناب محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ پر کافی بحث و تمحیص ہو چکی ہے اور دوستوں کی طرف سے کافی اچھی تجاویز بھی آئی ہیں۔ میں بجٹ پر اظہار خیال کرتے ہوئے بتاؤں گا کہ ہمیں اپنے معروضی حالات کا بھی تھوڑا سا تجزیہ کرنا چاہئے اور اپنا احاطہ کرنا چاہئے کہ آج کل ہم کہاں تک پہنچے ہیں اور کیا صورتحال ہے؟ ہمارے ملک کی بد قسمتی ہے کہ ہم 60 بلکہ 63 سال میں تقریباً half سے زیادہ عرصہ آمریت اور فوجی آمریت کے شکنجے میں جکڑے رہے۔ جو عرصہ سول حکومتوں کو ملا اس میں بھی بیوروکریسی، establishment اور ملٹری establishment کا غلبہ رہا۔ چند مفاد پرست عناصر ہمیشہ establishment کا ساتھ دیتے رہے اور آج ہمارا حشر یہ ہو گیا ہے کہ آج ہم جس طرف بھی جاتے ہیں، ہمارا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے دیکھ کر ہمیں تھوڑا سا بھی سکون میسر ہو۔ میرے بھائی ابھی disparity کی بات کر رہے تھے۔ disparity کوئی جنوبی پنجاب یا شمالی پنجاب کی بات نہیں ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ disparity ہمارے پورے ملک میں ایک ایسا فیشن بن چکا ہے اور ایسے طریقے سے disparity ہوئی ہے کہ دولتمند دولتمند ہوتا گیا، غریب آدمی غریب سے غریب تر ہوتا گیا اور سفید پوش بھی غریبوں کی صفوں میں شامل ہوتا گیا۔ غیر مساویانہ تقسیم دولت اور ارتکاز دولت کے سسٹم نے معاشرے کو ٹوٹل تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ آج کل جو رپورٹیں آتی ہیں ان رپورٹوں میں سرکاری طور پر یہ تسلیم کیا جا رہا ہے کہ پنجاب میں 40 فیصد کی آبادی غربت کی لکیر سے نیچے ہے لیکن میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ more than 60 percent پنجاب کے لوگ غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے ہیں۔ دولت کا انبار صرف دو فیصد لوگوں کے پاس رہ گیا ہے باقی لوگ

hand to mouth زندگی گزار رہے ہیں اور اس طریقے سے یہ بہت بڑا dilemma ہمارے معاشرے میں ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت ساڑھے تین گھنٹے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! انصاف کے بغیر کوئی معاشرہ نہیں چل سکتا۔ ہمارے ہاں نہ معاشرتی انصاف ہے، نہ معاشی انصاف ہے۔ آج کل میں سمجھتا ہوں کہ "have" اور "have not" کی جنگ جاری ہو چکی ہے۔ سیاستدان جب آتے ہیں تو اسی وقت سیاستدانوں کے خلاف سازشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ سیاستدان شہید بھی ہوتے رہے، زندہ بھی چلے گئے لیکن اس کے باوجود آج تک establishment کی زنجیروں سے نہ سیاستدان آزاد ہو سکے ہیں اور نہ عوام آزاد ہو سکی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اب ہماری صورت یہ ہے کہ پچھلی دفعہ کہا جاتا تھا اور 1970 میں بھی تحریک چلی تھی کہ بیرونی قرضوں سے ہم نے جان چھڑانی ہے لیکن ظلم کی انتہا یہ ہے کہ latest figures کے مطابق آج کل ہم 52۔ ارب ڈالر سے بھی زیادہ پھر مقروض ہو گئے ہیں۔ ابھی ہم ڈیڑھ ارب ڈالر جو بل آیا ہے اور سالانہ۔ ارب ڈالر ملنا ہے اس کا بھی پتا نہیں ہے کہ وہ قرضے میں convert ہو گا یا امداد میں convert ہو گا۔ ہماری نظریں پوری طرح سے باہر لگی ہوئی ہیں اور ہم نے اپنی عادت بنا لی ہے کہ ہمیں باہر سے امداد ملے گی۔

ساری عمر سہاروں کی آس رہتی ہے
ساری عمر ہمیں سہارے فریب دیتے ہیں

یہ ہماری حالت ہے۔ میں اب بجٹ پر آؤں گا کہ یہ پہلا موقع ہے، میں پچھلے پانچ سال بھی یہاں رہا ہوں اور اس سے پہلے کا بھی ہمیں پتا ہے۔ pre budget session اس دفعہ بلایا گیا تھا اور تمام دوستوں کو کہا گیا کہ اپنی تجاویز پیش کریں۔ ان پر باقاعدہ notes لئے گئے اور ان پر عمل بھی ہوا۔ پھر یہاں working groups بنائے گئے ان working groups میں، میں بھی شرکت کرتا رہا اور ہر شعبے پر پوری محنت ہوئی لیکن کیا کریں کہ مسائل اور وسائل کا کوئی موازنہ نہیں ہے۔ بے شمار مسائل ہیں لیکن وسائل وہی محدود ہیں۔ ابھی میں خزانہ کے افسران سے figures لے رہا تھا تو وہ 3 سو 9۔ ارب روپے کی

رقم ہے جو جون 2010 کے بعد خرچ ہونا ہے۔ پچھلے جتنے پل، سڑکیں اور تمام چیزوں کو اتنا زیادہ غیر متوازن کیا گیا ہے۔ ایک غریب جو below poverty زندگی گزار رہا ہے وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ میں پکا مکان بنالوں کیونکہ اس کو فرصت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بچوں کو دو وقت کی روٹی دے سکے۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اپنی عوام کو روٹی مہیا کرنی ہے، ان کو علاج مہیا کرنا ہے پھر اس غریب کے بچے کو تعلیم مہیا کرنی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں بات ہو رہی تھی سستی روٹی کی۔ چودھری صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ میرے بڑے بھائی ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ پروگرام فضول پروگرام ہے، کوئی پراجیکٹ شروع نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں نہایت معذرت اور نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ بھوکے سے اگر پوچھیں کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو اس کا جواب ہوتا ہے کہ دو اور دو چار روٹیاں ہوتی ہیں۔ میں صرف یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت آٹھ نو سالہ آمریت کو جھیلنے کے بعد اب جو حشر عوام کا ہو چکا ہے اور میں نے specifically عرض کیا کہ پنجاب میں جو حشر ہو چکا ہے تو لوگ روٹی کے لئے ترس رہے ہیں۔ اگر کسی parameter سے لوگ سوچتے ہیں کہ یہ دو روپے والی روٹی کا پروگرام فضول ہے تو یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معروضی حالات کے مطابق اس وقت دو وقت کی روٹی مہیا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جہاں تک projects کی بات ہے تو ہم پانچ سال تک ابھی وہ projects ختم نہیں کر سکتے جو چودھری صاحب کی حکومت شروع کر چکی ہے کیونکہ اس کے 309 بلین روپے ابھی بقایا ہیں۔ اس سلسلے میں میری تجاویز یہ ہیں کہ جس طرح سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ پروگرام شروع کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا معروضی حالات کے مطابق انتہائی اچھا قدم ہے۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا کہ جس طرح پہلے ہوتا تھا سستا آٹا چونکہ اس میں ایک ساری آبادی کا concept آ گیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں تو یہ notes لے لیں کہ ہمارے جو دور دراز گاؤں ہیں ان کے لئے اگر سستا آٹا پروگرام شروع کر دیا جائے تو یہ نہایت ہی اچھی تجویز ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! ابھی تو آپ نے موقع دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سب کے لئے ایک ہی ٹائم ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! تعلیم کے سلسلے میں ابھی کوشش کرنی ہے، ابھی یہاں سے ابتدا ہو رہی ہے اس میں دانش سکول سسٹم اور جو کمپیوٹرائزیشن شروع کی گئی ہے یہ انتہائی اہم قدم ہے اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح educational disparity ختم ہو گی۔ اس میں basic facilities کی بات ہوئی، اس میں ایک مسئلہ ہے اور میں تجویز دوں گا کہ جو basic facilities دی جا رہی ہیں، اس کی identification ایجوکیشن کا ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے اور این ایل سی والے وہ اس کی execution کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہوں گا، وہاں transparency نہیں ہے، این ایل سی والے کرنل کو کوئی پتا نہیں کہ میں نے کہاں کام شروع کرنا ہے لہذا میں کہتا ہوں کہ execution این ایل سی کے پاس رہے لیکن identification ایم پی اے کے پاس ہونی چاہئے، وہ ایم پی اے صاحبان basic facilities کی identification کریں۔ زراعت اور صحت کے سلسلے میں بہت ہی اچھی تجاویز آئی ہیں۔ آج آپ کی خوبصورت مسکراہٹ میری طرف ہونی چاہئے تھی لیکن آج یہ کسی اور طرف ہے یہ کلوپٹرا کی جو مسکراہٹ ہے اس کا طالب تو آج میں تھا۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ مسکراہٹ اس لئے ہے کہ آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ ڈائیلسز سسٹم دوبارہ سے بحال کرنا اور ہمارے جیسے علاقے نورپور تھل میں بھی ایئر کنڈیشنرز زنگ چکے ہیں، جنریٹر چل چکے ہیں بہت اچھی تجاویز ہیں بہت اچھا کام ہو رہا ہے لیکن اس سلسلے میں ایک میری تجویز ہے کہ یہ آؤٹ ڈور میڈیسن جو ہے یقین مانیں ساری کی ساری privilege class لے جاتی ہے۔ آؤٹ ڈور میڈیسن بیش بہا کروڑوں اربوں میں جاتی ہے اور misappropriate ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹائم بہت ہو گیا ہے، بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بس wind up کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، پھر بالکل wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: تو یہ ختم ہونی چاہئے اور اس کی بجائے جو ہر ہسپتال ہے دور دراز بھی ہے DHQ یا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو ہے وہاں پر پوری مشینری اور equipment مہیا کرنے چاہئیں۔ اب میں آخری بات زراعت پر کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ in writing دے دیں کیونکہ سب کا ٹائم ہے اور میں جو صبح سے بات کر رہا ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ کلو صاحب! in writing دے دیجئے گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ in writing دے دیں۔ پلیز! دیکھیں ٹائم ہو گیا ہے ہر طرف سے اعتراض ہوتا ہے۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ یہ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! .Thank you, thank you میں ٹائم نہیں بتانا چاہتا، آپ نے کتنا ٹائم لیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: یہ زیادتی ہے، یہ انتہائی زیادتی ہے۔ آپ جیسے بندے سے ہمیں ایسی امید نہیں تھی۔ نہ آپ خود attentive ہوئے ہیں، نہ آپ نے ہاؤس کو attentive ہونے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ thank you کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: میں اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ انتہائی زیادتی کی ہے اور یہ زیادتی جو ہے اس کا بدلہ آپ سے اللہ میاں لیں گے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: زیادتی میں نے صرف یہ کی ہے کہ صبح آپ کا ٹائم تھا، آپ اس ٹائم پر پہنچے نہیں اور میں نے آپ کو پھر ٹائم دیا ہے۔ جی، محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جی، جناب سپیکر! پاکستان اور صوبہ پنجاب کی تاریخ میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مسلسل جس دن سے ہاؤس شروع ہوا ہے اور سپیکر صاحب قائم مقام گورنر بنے ہیں اس کے بعد آپ اس چیئر پر تشریف فرما ہیں اور جتنے اچھے طریقے سے اور جتنے اصول کے ساتھ، ڈسپلن کے ساتھ آپ اس ہاؤس کو چلا رہے ہیں اس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! پاکستان اور صوبہ پنجاب کی تاریخ میں صوبہ پنجاب کو یہ پہلا مقام اور اعزاز حاصل ہے کہ صوبہ میں coalition government نے دوسرا بڑا مثبت ٹیکس فری، عوام دوست، غریب پرور بجٹ پیش کیا جس کا کل حجم 4 کھرب 89۔ ارب روپے ہے۔ اس پر میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بجٹ کسی ملک کا ہو یا صوبے کا اس کا حجم اور اس کی مد کے اندر عوام کی فلاح اور خوشیاں پنہاں ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ اسے جمہوری انداز و فکر والی پارٹی اور حکومت نے بنایا ہو۔ قبل ازیں معزز ایوان میں بیسیوں بجٹ پیش ہوتے رہے اور ہمیشہ سفید پوش اور غریب عوام کو نظر انداز کیا جاتا رہا۔ آج اس معزز ایوان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اب جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں امیروں کے ساتھ ساتھ غریب افراد کے دُکھوں کا بھی مداوا کیا گیا ہے جہاں ہماری حکومت نے عوام کی فلاح و بہبود کا اہتمام کیا ہے وہاں ایک فریضہ اور بھی ادا کیا ہے وہ یہ کہ صوبہ سرحد میں دہشت گردی کی نظر ہونے والے لاکھوں بے گھر بہن بھائیوں کے لئے خادم اعلیٰ متاثرین کیمپوں میں نہ صرف خود گئے بلکہ ان کی بحالی کے لئے ایک خطیر رقم کا بھی عطیہ دیا۔ مزید خوش آئند بات یہ ہے کہ متاثرین بہن بھائیوں کی خوراک کے لئے ایک سال تک مفت آٹا فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے جس پر اب عملدرآمد ہو رہا ہے۔ حکومت پنجاب نے متاثرین کے لئے ایک ریلیف فنڈ قائم کیا ہے جس میں صوبہ کے حضرات کو دل کھول کر عطیات دیئے جا رہے ہیں اور دکھی انسانیت کا مداوا ہو رہا ہے۔ ہماری حکومت نے مالی مشکلات اور دہشت گردی کے خوف و ہراس کے باوجود عدلیہ کی مالی سہولتوں میں جس قدر اضافہ کیا ہے ماضی میں اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا

موقع ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومت نے زراعت اور کسانوں کو اپنی مرکز کا توجہ بنایا۔اس سلسلے میں وزیر اعظم پاکستان نے جہاں کسانوں کو قابل قدر مراعات دی ہیں وہاں ان کی پیداوار کا ایک اچھا صلہ دینے کا اقدام اٹھایا اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے گندم کی امدادی قیمت 950روپے فی 40کلو گرام مقرر کی اور مڈل مین کا کردار ختم کرتے ہوئے گندم سرکاری سطح پر خریدنے کا اہتمام کیا جس میں محکمہ خوراک پنجاب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور کسانوں نے بھی اس کا خوب فائدہ اٹھایا اس وقت ہمارا کسان حکومتی اقدام پر خوش ہے۔میں حکومت سے توقع کرتی ہوں کہ جس طرح اس نے گندم خریدنے کا ٹارگٹ مقرر کیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ notes کو consult کر سکتی ہیں، throughout پڑھ نہیں سکتیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! اسی طرح نقد آور فصلوں کو بھی ٹارگٹ بنایا جائے جس سے عوام کو اور کسانوں کو ان کا فائدہ ہو۔زراعت کے سلسلے میں احسن اقدامات قابل ستائش ہیں کہ چھوٹے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم جو پچھلے سال بھی بجٹ میں جس کا ذکر کیا گیا اس پر سبسڈی میں مزید اضافہ کیا گیا۔ہماری حکومت نے پچھلے سال غریب عوام کو براہ راست خوراک کی سہولت پہنچانے کے لئے دو روپے کی سستی روٹی سکیم کا اجراء کیا جس سے لاکھوں افراد مستفید ہو رہے ہیں اس سکیم کا بھی دائرہ کار بنانے بڑھانے کا حکومت نے عندیہ دیا ہے جو کہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ اس سکیم کے بارے میں میری ایک تجویز ہے کہ سستا آٹا متعارف کروایا جائے کیونکہ سستی روٹی سکیم سے صد فیصد عوام فائدہ اٹھانے سے قاصر ہیں۔خواتین اور مرد تنوروں سے روٹی حاصل نہیں کر سکتے اور اس سکیم سے محروم رہ جاتے ہیں لہذا سستا آٹا فراہم کیا جائے جب آٹا ہر گھر جائے گا تو صوبہ کی تمام عوام اس سکیم سے استفادہ کر سکے گی۔جہاں حکومت نے اپنی عوام کو فلاح و بہبود کی بہت سی سہولتیں دی ہیں اس موقع پر نادار، غریبوں، یتیموں، بوڑھوں اور بے روزگار افراد کو بھی پیچھے نہ چھوڑا۔ان کے لئے بھی حکومت نے ایک خصوصی سکیم جسے فوڈ سٹیمپ کا نام دیا گیا ہے اس کا اجراء کیا جس سے لاکھوں خاندان مستفید ہو رہے ہیں اور اس سکیم پر 16کروڑ 20لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں اور مزید اس کا دائرہ بھی

وسیع کیا جارہاہے جو کہ عوام کی حوصلہ افزائی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ہماری حکومت کا ایک اور کارنامہ جس کی پہلے کہیں مثال نہیں ملتی، شعبہ تعلیم میں ایجوکیٹر کی بھرتی صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر کی جارہی ہے۔ ہمارے ملک میں صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ امن وعامہ کی صورتحال ہے۔ آئے دن بے روزگاری، قتل وغارت، بچوں کا اغوا برائے تاوان، عصمت دری، ڈاکے اور چوری کے سینکڑوں واقعات ہو رہے ہیں جس میں اعلیٰ اور ادنیٰ سب متاثر ہو رہے ہیں اس سلسلے میں حکومت نے 43۔ارب روپے مختص کئے ہیں جس سے پولیس کو گاڑیاں اور وائرلیس سیٹ کے علاوہ مزید سہولیات بھی دی جارہی ہیں اور سب سے بڑھ کر ان کی تنخواہ میں بے مثال اضافہ۔

امن عامہ کو برقرار رکھنے کی میری تجویز ہے کہ محلہ اور وارڈ کی سطح پر ایک ثالثی یا امن کمیٹی جو پہلے موجود ہے جس میں علاقے کے معززین شامل ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے معاملات نمٹائیں اور ان کی سفارشات پر کیس تھانے میں رجسٹرڈ ہو۔ جس سے تھانوں اور عدالتوں پر موجودہ بوجھ میں نمایاں کمی آئے گی اور عوام کو فوری طور اور سستا انصاف مہیا ہوگا۔ ہماری پولیس میں talent کا فقدان ہے اور انکوائری سسٹم نہ ہونے کے برابر ہے۔ صرف ایک ہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور وہ torture ہے اور torture کا طریقہ جو خلاف قانون ہے جس سے متعدد افراد جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ حال ہی میں میرے علاقہ میں پولیس نے تشدد کر کے ایک نوجوان کو ہلاک کیا۔ سینکڑوں واقعات ایسے ہوتے ہیں جس پر پہلی حکومت نے توجہ نہیں دی اور انکوائری سسٹم کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ حکومت نے ہسپتالوں میں dialysis centre بنائے ہیں جہاں غریبوں کا مفت علاج ہو رہا ہے اور ہر ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں مفت ادویات بھی فراہم کی جاری ہیں اور یہ بھی حکومت کا ایک اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! اب خواتین پر میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے مخاطب ہوں۔ خواتین ان ملک اور صوبے کی آبادی کا 52 فیصد ہیں۔ ان کی فلاح و بہبود پر قبل ازیں کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ میں اس سلسلے میں آج آپ کو چند تجویز پیش کرتی ہوں۔

سرکاری ملازمتوں کے لئے کم از کم 20 فیصد کوٹا مقرر کیا جائے کیونکہ اب آبادی مردوں سے زیادہ خواتین کی ہو چکی ہے۔ خواندہ خواتین کو ہنر مند بنانے کے لئے یونین کونسل کی سطح پر سکول بنائے جائیں۔ دیہاتوں میں ان پڑھ خواتین کے لئے بھی خصوصی طور پر ہنر سکھانے کے لئے سکول بنائے

جائیں۔ ہنر مند خواتین جن کی کفالت کرنے والا کوئی مرد نہ ہو ان کو بلا سود قرضے دیئے جائیں جس سے خواتین اپنے ہنر سے فائدہ اٹھا سکیں اور اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔ کوالیفائیڈ خواتین کو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مالی امداد دی جائے جو قابل واپسی نہ ہو۔ خواتین کے لئے بیت المال سے بنک قائم کئے جائیں جو خواتین کو بلا سود قرضے دیں۔ خواتین کے لئے شادی گرانٹ سے شادی ہال قائم کئے جائیں جہاں مستحق خواتین کو شادی کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ خواتین کی دادرسی کے لئے مزید خواتین پولیس سٹیشن قائم کئے جائیں، یہ پولیس سٹیشن بینظیر دور حکومت میں قائم کئے گئے تھے اور اب یہ ہر ٹاؤن کی سطح پر قائم کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ باقی آپ in writing فنانس منسٹر صاحب کو دے دیجئے گا۔ محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ! موجود نہیں ہیں۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کروں گا اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کا جنہوں نے اپنی دانشوری سے ہمارے لئے ایک بڑا اچھا بجٹ بنایا اور پنجاب کی عوام کو سہولت دینے کے لئے انہوں نے بڑی محنت کی۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اس بجٹ میں تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے اور ہونی بھی چاہئے کیونکہ اگر ہماری سوسائٹی علم سے سرشار ہو گی اور علم کی روشنی سے مالامال ہو گی تو ہماری آنے والی نسلیں ہمارے لئے زیادہ سمجھدار اور فائدہ مند ثابت ہوں گی۔ اس میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کی سہولیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تعلیم کی اس توجہ کو میرے حلقے پر مرکوز کرتے ہوئے میں بیان کرتا ہوں کہ میرا حلقہ تقریباً چار پانچ چھوٹے بڑے قصبہ جات پر مشتمل ہے لیکن میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں ایک بھی نہ بوائز اور نہ ہی گرلز کالج ہے۔ اس صورت میں میرے حلقے کی عوام تعلیم کی کمی کے سلسلے میں بہت زیادہ مایوسی کا شکار ہے اور بہت زیادہ عوام اس علم کی دولت سے محروم ہو رہی ہے تو براہ مہربانی آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں کم از کم ایک گرلز کالج ضرور منظور کیا جائے تاکہ میرے حلقے کی عوام جو بچیوں کے معاملے میں خاص طور پر پریشان ہوتے ہیں کہ بچیوں کو دور بھیجنا بہت مشکل ہوتا ہے وہ اپنے نزدیکی

علاقہ میں اس کالج کی سہولت سے فائدہ حاصل کر سکیں اور اس میں میری بڑی پُر زور اپیل ہو گی کہ میرے حلقے میں کالج کی منظوری فرما کر مجھے مشکور کیا جائے۔ اس کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں کیونکہ بجٹ اپنی مثال آپ ہے لیکن کچھ مسائل ایسے ہوتے ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ بنیادی مسائل کی وجہ سے سمجھ نہیں آ سکتیں۔ اس دفعہ چونکہ سڑکوں کی development پر حکومت پنجاب نے کوئی خاص توجہ نہیں رکھی ہے لیکن میرے حلقے میں بنیادی مسئلہ یہی ہے کیونکہ میرا زیادہ تر حلقہ دیہاتی آبادی پر محیط ہے اور اس میں سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے اور جہاں تک حکومت پنجاب کے قابل تعریف منصوبے مثلاً تعلیم، صحت اور دوسرے شعبہ جات کے حوالے سے ہیں تو اس میں، میں بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ اگر میرے گاؤں کے رہنے والے بھائیوں کے لئے راستہ نہیں ہو گا تو وہ اپنے کالج میں کیسے جا سکیں گے اور اگر خدانخواستہ کوئی مریض ہے تو وہ ایمر جنسی کی صورت میں آ ہی نہیں سکتے جس کی وجہ سے مریضوں کی جان کو بھی خطرہ ہوتا ہے اور بہت زیادہ مشکل دشواریاں ہیں بلکہ بعض اوقات تو میرے حلقے میں اس طرح کہا جاتا ہے کہ ہمارے علاقے کی سڑکوں کی وجہ سے ہم سے کوئی رشتہ ہی نہیں کرتے اور ہمارے علاقے میں اس قسم کی صورتحال ہے۔ میرے حلقے میں خصوصی توجہ فرمائی جائے۔ پچھلے سال وزیر اعلیٰ صاحب نے جڑانوالہ روڈ کی منظوری فرمائی تھی جس سے ہمارے لئے بڑی سہولت ہوئی ہے لیکن فنڈز کی کمی یا کسی اور وجہ سے اس میں تھوڑی سی کمی رہ گئی ہے کہ وہ سڑک منڈی فیض آباد تک منظور ہوئی ہے اور آگے دس بارہ کلومیٹر کا راستہ بالکل ویسے ہی پڑا ہے جو مکمل کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ چونکہ وہ سڑک فیصل آباد سے لے کر مانگٹانوالہ تک دورویہ ہو چکی ہے، لاہور نین سکھ سے لے کر منڈی فیض آباد تک بھی ہو چکی ہے۔ اگر درمیان والی دس بارہ کلومیٹر بھی اسی طرح تعمیر ہو جائے تو اس علاقے میں بہتری آ سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد روڈ یا بھائی پھیرو روڈ کا لوڈ بھی کم ہو سکتا ہے۔ جن لوگوں نے چالیس پچاس میل زیادہ سفر کرنا ہے انہوں نے تیل کے پیسے بھی دینے ہیں اور سفر بھی زیادہ کرنا ہے اس لئے وہ وسط والی سڑک سے گزر کر اپنا فاصلہ جلدی طے کر سکتے ہیں اس لئے انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں سڑکوں کے فنڈز کے لئے توجہ فرمائی جائے۔

جناب والا! جیسے حکومت نے صحت کے لئے بہت زیادہ توجہ فرمائی ہے، میرے حلقے میں ایک بہت بنیادی مسئلہ کھڑا ہوا ہے کہ وہاں ایک ڈیک نالہ نکلتا ہے اس میں فیکٹریوں کا زہریلا پانی ہے۔اس نالہ ڈیک پر جتنے دیہات ہیں یا جتنی آبادی آتی ہے وہ اس زہریلے پانی کی وجہ سے بہت زیادہ بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔اگر وہاں اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ ہی لگا دیا جائے تاکہ جو زہریلا پانی اور زہریلی گیس وہاں رہنے والوں کے لئے بیماری کا باعث بن رہی ہے اس سے میرے حلقہ کی عوام بچ سکیں۔ چونکہ ٹائم کی کمی ہے اور آپ سب کو برابر ٹائم دے رہے ہیں لیکن میری ایک چھوٹی سی عرض ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے فوڈ سٹیمپ سکیم عوام کے لئے ایک بڑی سہولت ہے۔اس میں تھوڑی سی درستی فرمائی جائے تاکہ شروع سے لے کر ڈاکئے تک کسی کو ایسا موقع نہ ملے کہ اس کا کوئی ناجائز استعمال ہو اور حقدار کو اس کا حق نہ ملے۔

جناب والا! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے، نہ صرف میرے حلقہ میں بلکہ پورے پنجاب میں زکوٰۃ کمیٹیاں اپنے work میں نہیں آ سکیں جس وجہ سے معذور لاچار یا کسی نے بیٹی کی شادی کرنی ہے وہ امداد لینے سے قاصر ہے۔لہذا اس پر بھی مہربانی فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔تشریف رکھیں۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں کھاد کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ٹائم ہو گیا ہے لہذا آپ وہ لکھ کر دے دیجئے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب والا! زمیندار کی طرف توجہ کرنا بھی ہماری حکومت کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے۔تقریباً چند دنوں میں کھاد کا issue آنے والا ہے۔حکومت زمیندار کو ہر طرح کی سہولت دیتی ہے اور اس چیز کا دعویٰ بھی رکھتی ہے لہذا تھوڑی سی مہربانی فرمائی جائے اور کھاد کے issue کو یونین کونسل کی سطح پر لایا جائے تاکہ زمیندار پریشانی سے بچ سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔معزز ممبران سے میری بار بار گزارش ہے کہ مجھے بھی اچھا نہیں لگتا اور بعد میں کہا جاتا ہے تو وہ بھی کچھ اچھا feel نہیں کرتے لہذا دس منٹ کے اندر اندر اپنی تقریر ختم کیا کریں۔میاں طارق محمود صاحب!

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر! ان کے notes گم ہو گئے ہیں اس لئے وہ ڈھونڈنے گئے ہیں۔(قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ نجمی سلیم صاحبہ کو ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب ان کی باری آئی تھی اس وقت یہ موجود نہیں تھیں تو اب ان کا نام end پر ہے۔ بالکل میں ان کو accommodate کروں گا۔ محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: شکریہ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے تو خادم اعلیٰ پنجاب محترم وزیر اعلیٰ پنجاب، ہمارے وزیر خزانہ محترم تنویر اشرف کائرہ، پارلیمانی سیکرٹری اور ان کی پوری ٹیم کو شاندار ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اس دیس کے رہنے والو اب کے برس
ہم نے چاند ستاروں کی تمنا کی ہے
ہر کھلیان میں ہر آنگن میں
بہاروں کی تمنا کی ہے
اب تو دیکھو ہمارے ساتھ چلو
ہم نے خون دے کر چراغوں کی تمنا کی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بجٹ پر تقریر کرنے سے پہلے اپنی کرکٹ ٹیم کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی کرکٹ کھیلتا رہا ہوں اور میں T-twenty میں فائنل چیمپئن شپ جیتنے پر پاکستان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ دیکھئے کہ جب پوری دنیا پاکستان کی کرکٹ کو تباہ کرنے کے پیچھے پڑی ہوئی تھی اور وہ کہتے تھے کہ یہ دہشت گرد ملک ہے۔ یہاں کوئی sport activity نہیں ہوتی۔ پاکستان کی ٹیم کو پچھلے تین چار سالوں سے کوئی موقع نہیں ملا کہ وہ انٹرنیشنل کرکٹ کھیل سکتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے

فضل وکرم سے اسے ورلڈ چیمپئن بنایا اور پاکستان کرکٹ ٹیم نے ہمیں پوری دنیا سے الگ ہونے سے بچا لیا ہے- یہ ایک بڑا gesture ہے-

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں- پچھلے بجٹ میں حکومت کی طرف سے جو vision تھا وہ آپ نے پانچ sectors پر focus کیا- 1-فوری اور سستے انصاف کی فراہمی- بڑی خوش آئند بات ہے کہ عدلیہ بحال ہو چکی ہے اور اب ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے- اس میں آپ نے فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کے لئے جو کام کیا ہے وہ عدلیہ کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ ہے- میں سمجھتا ہوں کہ ہماری lower judiciary کی تنخواہوں کا package خاصا کم تھا اب وہ بہتر طریقے سے لوگوں کو انصاف دے سکیں گے لیکن میں چاہوں گا کہ اس ایوان کی وساطت سے یہ اہم بات حکومت کو پہنچے کہ عدلیہ کی تقرری اور بالخصوص ہماری اعلیٰ عدلیہ کی تقرری- سول جج تو مقابلے کا امتحان دے کر پاس ہو کر آتا ہے لیکن ہائی کورٹ کے جج کے لئے کوئی امتحان نہیں ہے اور کوئی مقابلہ نہیں ہے بلکہ ایک nominal سی پریکٹس ہے کہ اگر اس کی اتنے سال کی ہائی کورٹ کی پریکٹس ہو تو وہ جج بن سکتے ہیں- COD میں بھی یہ چیز شامل ہے اور اگر آج عدلیہ کو بحال کرنے کے لئے پوری قوم اکٹھی ہے تو اس کا ایک اہم جزیہ بھی ہے کہ اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کی تقرری بھی کمیشن کے تحت ہونی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بلاشبہ ہمارے پنجاب کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے اور اس میں پچھلے سال جو گرین ٹریکٹر سکیم کا اجرا کیا اور جو گرین ٹریکٹر ضلعوں میں دیئے وہ بڑے صاف شفاف طریقے سے دیئے ان میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ اس مد میں بجٹ double کر دیا جائے- جب زرعی آلات ہوں گے اور اس میں ٹریکٹر ایک main component ہے تو کسان زیادہ کاشتکاری کر سکے گا- ہمارا مطالبہ ہے کہ جب آپ دوسرے reconditioned auto vehicles کو import کی اجازت دیتے ہیں تو second hand tractors import کرنے کی اجازت بھی دی جائے- اٹلی میں بڑے اچھے ٹریکٹر بنتے ہیں اور بہت کم چلے ہوتے ہیں، فرانس اور روس سے بھی پنجاب کے کاشتکاروں کو اجازت دی جائے اور وہ اتنے ہی سستے پڑیں گے-

جناب سپیکر! اس سال حکومت پاکستان نے گندم کی قیمت 950 روپیہ فی من مقرر کی ہے اس سے نہ صرف کسانوں میں خوشحالی آئی بلکہ اس میں جو main بات ہوئی میں وہ حکومت پنجاب، محکمہ

خوراک، وزیر خوراک کو appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے خادم اعلیٰ نے فرمایا کہ ہم غریب کاشتکار، کسان کا ایک ایک دانہ لیں گے تو انہوں نے monitoring کو اتنا ensure کیا کہ زمیندار نے اپنی گندم اسی قیمت پر فروخت کی اور اس سے مڈل مین، آڑھتی اور ذخیرہ اندوز سے جان چھوٹ گئی۔ اگر اسی طرح کی monitoring ہمارے دوسرے محکموں پر بھی ہو تو ہماری efficiency بہت بڑھ جائے گی۔

جناب والا! غربت میں کمی کے خاتمے کے لئے پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کا اجراء کیا گیا، یہ بہت اچھی سکیم ہے۔ ایک ہزار روپے فی گھر یہ پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ ہمارا زیادہ focus سستی روٹی کی طرف تھا۔ دو روپے کی روٹی، بہت اچھا اقدام ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اس سال اس کے لئے تقریباً 7.5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میرے حساب سے اب بھی اس میں 40 فیصد مالی بے ضابطگی ہو رہی ہے، وہ اس طرح سے کہ بہت سارے تنور کاغذوں میں تو بنے ہوئے ہیں لیکن ان کا وجود نہیں ہے، وہ جعلی ہیں۔ اسی طرح بہت سارے تنور والے ایسے ہیں کہ اگر ان کو floor ملز کی طرف سے 10 تھیلے ملتے ہیں تو ان میں سے چار یا پانچ تھیلے وہ market price پر باہر ہی فروخت کر دیتے ہیں تو اس کا تدارک کیا جائے۔ اگر 7.5۔ ارب روپے لگانے سے واقعی غریب کو روٹی میسر آ جائے تو اس سے آپ کو بہت ساری دعائیں ملیں گی۔

جناب سپیکر! صحت عامہ کے حوالے سے بہت اچھے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ تاریخ میں پہلی بار غریب اور متوسط گھرانے کے مریضوں کو سرکاری ہسپتالوں میں ایک ارب 70 کروڑ روپے کی ادویات مفت مہیا کی گئیں۔ اس میں کوئی شک شبہ نہیں، میرا ملتان سے تعلق ہے۔ ہم نے نشتر ہسپتال ملتان اور شہر کے باقی ہسپتالوں میں check کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی ادویات مریضوں کو مل رہی ہیں لیکن ہمارے دیہاتوں اور قصبوں میں جو BHUs and RHCs ہیں وہاں پر کاغذوں میں تو ادویات آتی ہیں لیکن عملی طور پر کسی مریض کو دوائی نہیں ملتی تو اس کی طرف توجہ دی جائے کہ دیہاتی علاقوں کے ہسپتالوں میں بھی یہ ادویات مفت مہیا کی جائیں اور اس بات کو ensure کیا جائے۔ ہسپتالوں میں 2۔ ارب روپے کی لاگت سے جنریٹرز اور ایئر کنڈیشنز لگائے گئے ہیں اس سے مریضوں کو بڑا فائدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! بے گھر انسانوں کے لئے 12 ہزار ایکڑ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ 46555 خاندان اس سکیم سے مستفید ہوں گے۔ میں کہوں گا کہ اس سکیم کو شفاف طریقے سے عملی جامہ پہنایا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں شعبہ تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ دانش سکول سسٹم بہت اچھی سکیم ہے۔ اس میں پسماندہ تحصیلوں کو focus کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک عام، غریب آدمی بھی اپنے بچوں کو پڑھا سکے گا۔ اس حکومت نے 2۔ارب روپے کی رقم سے Punjab Education Endowment Fund قائم کیا ہے۔ یہ بہت بڑا انقلابی اقدام ہے، اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی کہ ایک غریب آدمی کا بچہ جس نے A+ marks حاصل کئے ہیں لیکن وہ غربت کی وجہ سے اپنے بچے کو اچھی foreign education نہیں دلوا سکتا۔ اس endowment fund کی وجہ سے اب یہ ممکن ہو جائے گا کہ وہ غریب آدمی بھی اپنے بچے کو اعلیٰ تعلیم دلوا سکے گا۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ اسی طرح اساتذہ کے لئے آپ نے جو performance based incentive رکھا ہے یہ بھی بہت بڑا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی بجٹ 175۔ارب روپے رکھا گیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ پچھلے سال ہم ترقیاتی بجٹ کی بہت کم percentage خرچ کر سکے ہیں۔ اگر آپ ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اس سارے سسٹم کو one step کر دیں تو بہت بہتری آئے گی۔ ہم نے جو ترقیاتی سکیمیں دینی ہیں وہ کمشنر لے، وہ خود ہی محکمہ کو بھیجے، خود ہی پی اینڈ ڈی کو بھیجے اور ہمیں one step پر فنڈز release ہو جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈوگر صاحب! بہت شکریہ۔ آپ اپنے باقی points تحریری شکل میں وزیر خزانہ صاحب کو دے دیں۔ تشریف رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جی، بہتر ہے۔ میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کروں گا کہ:-

خدا کرے مری ارض پاک پر اُترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

خدا کرے میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم،زندگی وبال نہ ہو

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہریار ہراج!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جناب جاوید حسن گجر!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر!اقوام جب بنتی ہیں تو اپنے آپ کو مشکل حالات میں ڈال کر، اپنے حالات اور وسائل کو دیکھتے ہوئے اکٹھے ہو کر صلاح و مشورہ کے ساتھ تخمینے لگاتی ہیں۔بقول اپوزیشن ہمارے معصوم وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے مل کر پنجاب کا جو بجٹ بنایا وہ بڑا اچھا بجٹ ہے۔اس میں کچھ چیزیں رہ گئی ہیں جن کی طرف کافی لوگوں نے نشاندہی بھی کی ہے۔بجٹ کے حوالے سے ملکوں، گھروں اور اقوام میں جو جھگڑا ہوتا ہے اسے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ہماری اپوزیشن کی ایک معزز رکن نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان ساری برائیوں کی جڑ غربت ہے۔

جناب والا!اس بجٹ میں زراعت کے لئے کافی زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔زراعت کا پیشہ غربت مٹانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔زراعت کی نشو و نما کے لئے سب سے ضروری چیز research ہے۔اسی research پر زراعت اور صحت کے شعبے base کرتے ہیں۔اسی ریسرچ پر تمام engineering departments base کرتے ہیں۔میں یہ کہوں گا کہ زرعی تحقیق کے لئے آپ نے جو رقم مختص کی ہے اسے تھوڑا سا بڑھایا جائے اور تحقیق کے اس نظام کو visualize کیا جائے تاکہ اچھے طریقے سے research ہو۔اسی طرح Research Allowances کو بڑھایا جائے۔1988 میں Research Allowances ban کئے گئے تھے جو کہ میری وساطت سے بحال ہوئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے زراعت کے شعبے میں بہتری لانے اور کسانوں سے تمام گندم خریدنے کے لئے بہت احسن اقدام اٹھائے ہیں۔گندم کی قیمت -/950 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی گئی اور کسانوں سے اسی قیمت پر گندم خریدنے کو ensure کیا گیا۔کرپشن مافیا اور ذخیرہ اندوزی کو ختم کرنے کے لئے یہ اقدام کئے گئے لیکن یہ نہیں دیکھا گیا کہ جو غریب آدمی ہے وہ گندم کہاں سے خریدے گا؟ وہ آٹا خریدے گا تو بھی اسے مہنگا ملے گا۔میں کہوں گا کہ جہاں پر آپ نے دوسری جگہ پر پیسے بڑھائے ہیں وہاں پر

غریب آدمی کے آٹے کے لئے subsidy دی جائے تاکہ غریب آدمی کو آٹا فراہم ہو سکے، وہ سستے داموں آٹا لے سکے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ دو روپے کی روٹی کا بھی بڑا ذکر ہو رہا ہے۔ دو روپے کی روٹی کی مد میں جو پیسے رکھے گئے ہیں۔ اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ پہلے ہمارے سیکرٹری دوسرے افسران اور ہمارا یہ forum اس بات کو جا کر دیکھے کہ تندوروں پر کتنے لوگ یہ روٹی کھاتے ہیں۔ چاہے لوگ غریب ہیں یا امیر ہیں ایک محدود تعداد ہے جو تنوروں پر جا کر روٹی کھاتی ہے۔ زیادہ آبادی تو دیہاتوں میں ہے لیکن وہ یہ دو روپے کی روٹی کہاں سے لیں گے؟ انہوں نے تو اپنی روٹی پکانی ہے۔ لہذا ان کے لئے آٹا سستے داموں فراہم کیا جائے یا پھر آٹے پر subsidy دی جائے تاکہ اس کا سارا بوجھ غریب پر نہ پڑے۔ ہم یہاں پر ائر کنڈیشنڈ ہالوں میں بیٹھ کر بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں اور لینڈ کروزرز میں جھول کر آ جاتے ہیں۔ ہم غریب آدمی کا ذکر ضرور کرتے ہیں لیکن غریب آدمی کے لئے ہم سوچتے نہیں ہیں اس کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھیں کہ دس ہزار ٹریکٹروں پر فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے subsidy دی گئی ہے۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ دو لاکھ روپے subsidy دینے کی بجائے ٹریکٹر کی قیمت کم کروائیں اور جو دو لاکھ روپے آپ subsidy دے رہے ہیں، اس مد میں جو 2۔ ارب روپے آپ نے مختص کئے اس کو ٹریکٹر کی قیمت کم کرنے میں استعمال کریں۔ اس کے علاوہ کھاد کو سستا کریں، بیج سستا ہو کیونکہ ایک غریب آدمی آپ کی subsidy پر ٹریکٹر خرید بھی لیتا ہے تو اس کو maintain کہاں سے کرے گا؟ implementation کے لئے بھی اس کو subsidy دی جائے تاکہ وہ کسی طریقے سے اپنی غربت مٹا سکے۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ آپ نے جو Punjab Food Support Programme شروع کیا ہے اس سے 60 فیصد ان لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے جو حق دار نہیں تھے، جو خود زمیندار تھے ٹریکٹر والے تھے ان لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو ہم سے لسٹیں منگوا کر دیکھ لیں، جو مستحق لوگ تھے وہ دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

اس کے بعد ہیلتھ کے بارے میں عرض کروں گا۔ بجٹ میں سرکاری ہسپتالوں کے لئے ایک ارب اور 70 کروڑ روپے کی مفت ادویات اور علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ نے یہ ادویات فراہم کرنی ہیں تو generic name کا جو سسٹم شروع ہوا

ہے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے کیونکہ pharmaceuticals میں چھ نمبر ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ جتنے بھی سرکاری ہسپتال ہیں وہاں پر آپ کو دو نمبر نہیں بلکہ چھ نمبر ادویات ملتی ہیں۔ یہ جو ہمارے BHUs یا RHCs ہیں ان میں چھ نمبر اور سات نمبر ادویات ملتی ہیں۔ اس کے لئے آپ ایک task force قائم کریں جو ان ادویات کی look after کر سکے۔ اس کے علاوہ dialysis کا جو سسٹم ہے اس کو بھی improve کرنے کی ضرورت ہے۔ dialysis کے لئے جو مشینیں لگائی گئی ہیں اس کے لئے ڈاکٹر اسد اشرف صاحب بھی گواہ ہیں اور اس کے علاوہ بھی یہاں پر بے شمار ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس چیز کی گواہی دیں گے کہ جہاں پر dialysis machines لگی ہوئی ہیں سوائے چند ہسپتالوں کے تمام بند پڑی ہوئی ہیں یا وہ خراب ہیں یا ان کے لئے trained staff نہیں ہے جس کی وجہ سے وہاں پر مشینیں بیکار پڑی ہوئی ہیں ان کو درست کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے بارے میں کہا ہے کہ 4۔ ارب 90 کروڑ روپے سے کمپیوٹر لیب کا آغاز کیا گیا ہے۔ ہمارے ایم پی ایز کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ آپ نے کمپیوٹر لیب کے جامع منصوبے بنائے ہیں اس کے لئے جو contract دیا جا رہا ہے وہ بین الاقوامی کمپنیوں کو دیا جا رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ contract کسی پاکستانی کمپنیوں کو کیوں نہیں دیا جا رہا؟ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں کا جو لوکل پیسا ہے وہ یہیں پر رہ جائے اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لئے بھی آپ یہ مہربانی کریں کہ کمپیوٹر مقامی کمپنیوں سے خریدے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گجر صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ اگر کوئی بات رہ گئی ہے تو آپ in writing دے دیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب والا! بس آخری فقرہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے 30۔ ارب روپے کی ایک خطیر رقم بطور subsidy allocate کی ہے۔ یہ جو subsidy دی جا رہی ہے اس میں کم از کم جو

تحصیل کی سطح کے ہسپتال ہیں ان کی ادویات کے لئے اور جنریٹر کے لئے فنڈز رکھے جائیں تاکہ ان ہسپتالوں کو بجلی مہیا ہو سکے۔ ٹھیک ہے، باقی میں لکھ کر دے دوں گا۔ خدا حافظ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ان کے بعد ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ جناب سپیکر! موجودہ بجٹ کا حجم 489۔ارب روپے ہے جس میں سے 175۔ارب روپے عوام کی ترقی اور فلاح کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ایک بات جو اس میں قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ 3۔ارب روپے عوام کے منتخب نمائندوں کو دیئے جائیں گے یا ان کی نشاندہی پر خرچ کئے جائیں گے اور باقی جو 172۔ارب روپے ہیں ان کی نشاندہی یا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے یا پھر پنجاب کے جو بیوروکریٹس ہیں وہ اس کی نشاندہی کریں گے، ان کی صوابدید پر ہوگا کہ پنجاب کا جو یہ فنڈ ہے کہاں پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ so-called جمہوری حکومت میں ایم پی ایز کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جائے۔ نہ ان کی کوئی say ہے اور نہ ہی ان سے پوچھا جاتا ہے، نہ ہی ان سے کوئی مشورہ لیا جاتا ہے۔ یہ جو 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس میں سے بھی خواتین کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ خواتین ایم پی ایز کو تو اس میں شامل ہی نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کو کوئی فنڈز دیئے گئے ہیں۔ بہر حال یہ اس حکومت کی مرضی ہے جیسے اس صوبے کے نظام کو چلائے۔ کیونکہ ہمارا کام صرف نشاندہی کرنا ہے اور اس ایوان میں record کو صحیح کرنا ہے۔ میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بھی بتاتی چلوں کہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں جنوبی پنجاب کے لئے تقریباً 115۔ارب روپے پانچ سال کے عرصہ میں خرچ کئے گئے۔ اگر اس کی آپ average نکالیں تو وہ تقریباً 23۔ارب روپے سالانہ بنتے ہیں لیکن موجودہ بجٹ میں صرف 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ جنوبی پنجاب میں ترقیاتی منصوبوں کے تحت ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج اور ملتان میں جدید معیار کا کڈنی سنٹر ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے ایمرجنسی وارڈ کی توسیع، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے برن یونٹ، چلڈرن کمپلیکس اور گائنی وارڈ اور آرتھوپیڈک وارڈ کی جو extension ہے ان تمام منصوبوں کی سکیمیں چودھری پرویز الٰہی کے دور میں آئی تھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

افسوسناک بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے ان نو، دس سکیموں کے لئے صرف اور صرف 10 کروڑ 60 لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ جو medium term development framework ہے اس میں یہ دس سکیمیں کتنے عرصے میں مکمل ہوں گی کیونکہ اگر آپ 2010-11 کا پروگرام دیکھیں تو کوئی رقم ان کاموں کے لئے مختص نہیں کی گئی۔ یہ جنوبی پنجاب کے ساتھ ایک دھوکا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ایوان میں صحیح حالات پیش کئے جائیں۔ یہ جو ہمیں بجٹ کی کتابیں دی گئی ہیں اس میں جتنی بھی سکیمیں ہیں جو on going schemes ہیں ان کی تعداد 1059 ہے۔ یہ ساری کی ساری چودھری پرویزالٰہی کے دور سے شروع ہوئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) موجودہ حکومت نے جو نئی سکیمیں شروع کی ہیں وہ صرف اور صرف چودہ ہیں۔ اب 1059 اور 14 کا difference ہے۔ It is really shocking. اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ موجودہ حکومت کی نہ کوئی planning ہے، نہ ہی ان کا کوئی vision ہے اور نہ ہی ان کی کوئی political will ہے۔ مجھے بڑے ہی افسوس اور بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک طرف تو وزیراعلیٰ صاحب خود کو خادم اعلیٰ کہلواتے ہیں اور دوسری جانب وہ بادشاہوں جیسا life style گزار رہے ہیں۔ آپ اگر Chief Minister Secretariat دیکھیں جو کہ بادشاہ سلامت کا دفتر ہے اس میں انہوں نے پچھلے مالی سال میں تقریباً 12 کروڑ 67 لاکھ اور 34 ہزار روپے کے اخراجات کی منظوری اس ہاؤس سے لی لیکن انہوں نے اس سے دگنا خرچہ کیا یعنی 26 کروڑ 82 لاکھ 45 ہزار روپے خرچ کئے۔ آپ مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ کس قسم کی austerity drive ہے جس پر وہ عمل کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور ان کی ہر ادا پر جھومتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے انہی بجٹ کی کتابوں سے پڑھا ہے کہ VIP Flight Maintenance and Operation Cell کی مد میں عوام کے خون پسینے کی کمائی کے 8 کروڑ 48 لاکھ اور 57 ہزار روپے خرچ کئے گئے۔ ایک اور رقم جو 97 لاکھ 42 ہزار روپے ہے وہ بھی VIP Flight Maintenance and Operation Cell کی مد میں خرچ ہوئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وزیراعلیٰ تو خادم اعلیٰ ہیں تو اس صوبے میں VIP کون ہے، یہ کون ہے جو ڈیفنس سے اپنے رائے ونڈ محل میں بھی fly کر کے جاتے ہیں کہ اتنا سرمایہ VIP Flight پر خرچ ہو گیا ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تنقید بڑی اچھی چیز ہے لیکن میں ان کی تھوڑی سی اصلاح کر دوں کہ جو انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کے 1000 کے قریب projects کو جاری رکھا ہے تو میرا خیال ہے کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ پچھلی حکومت کے سارے کاموں کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ یہ غلط ہیں لہذا انہیں بند کر دیں تو موجودہ حکومت نے ان کے اچھے منصوبوں کو جاری رکھا ہے۔ انہوں نے دوسری بات کی ہے کہ یہ بادشاہ کا دفتر ہے تو یہ بادشاہ کا دفتر ان کے دور میں بنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری تمام ممبران سے گزارش ہے اور میں یہ بات بار بار کرتا ہوں کہ یہاں پر جب کوئی معزز ممبر کھڑا ہو کر بات کرتا ہے تو اسے بات کرنے کا حق ہے اور جو بات کرتا ہے وہ غلط ہے یا صحیح ہے at the end جب فنانس منسٹر صاحب sum up کریں گے، جب cut motions آئیں گی، اس پر جب concerned ministers بات کریں گے تو وہاں پھر ساری بات کھل کر سامنے آ جائے گی تو ہم بات سنیں اور پھر اس کے بعد wind up کریں۔ جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں نے وقت کی کمی کے پیش نظر آپ کو صرف دو تین mounts پیش کی ہیں باقی تو یہ پوری کتاب بھری پڑی ہے جس میں آپ دیکھیں اتنے different code numbers کے ساتھ اتنا زیادہ amount allocate کیا گیا ہے کہ آپ ایک صفحے پر دیکھیں کہ provincial executives نے اتنے کروڑ روپے خرچ کئے ہیں اور بریکٹ میں (charged) لکھا ہوا ہے۔

I think only Finance Minister is in a position to explain all these things. A person like me cannot understand, cannot comprehend what all these.

اس طرح شاہی دربانوں کو نوازنے کے لئے سرکاری خزانے سے 97لاکھ 13ہزار روپے لٹائے گئے ہیں۔ شاہی دربانوں کو آپ کوئی اتھارٹی دیں، اگر کسی کی کوئی صلاحتیں ہیں تو انہیں بروئے کار لانے کے لئے انہیں بااختیار بنایا جائے تاکہ یہ جو one man show چل رہا ہے اور خادم اعلیٰ صاحب پر اتنا بوجھ ہے ان کو بھی اس کام میں لائیں۔

جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ سرکاری ملازمین کے میڈیکل الاؤنس کو بڑھا دیا جائے۔ گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 15 تک کے سرکاری ملازمین کو نہ ہونے کے برابر میڈیکل الاؤنس دیا جا رہا ہے اور یہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ وزراء، چیف منسٹر اور گورنر وغیرہ یہ تمام بڑے بڑے لوگ اگر۔ اربوں روپے خرچ کر دیتے ہیں اور یہ abroad delegations بھی لے کر جا رہے ہیں جس کی تفصیل نہیں دی گئی اور درمیان میں صرف اربوں روپے درج ہیں تو مہربانی فرما کر اپنی عیاشیوں سے تھوڑا سا کٹ کر کے سرکاری ملازمین کے میڈیکل الاؤنس میں اضافہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ باقی اپنی Finance suggestions Minister کو پہنچا دیجئے گا۔ جی، محترمہ شازیہ اشفاق مٹو صاحبہ!

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنی بہن بشریٰ گردیزی کی نذر ایک شعر کرنا چاہوں گی:

رفاقتوں کے نئے خواب خوش نما ہیں مگر
گزر چکا ہے تیرے اعتبار کا موسم

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جس طرح ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے خادم اعلیٰ ہونے کا ثبوت دیا ہے اسی طرح ہماری حکومت نے عالمی مالیاتی بحران کے سخت ترین دور میں ایک متوازن اور غریب عوام دوست بجٹ پیش کرنے کا بھی ثبوت دیا ہے اس کے لئے میں اپنے فنانس منسٹر جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ICC T 20 ورلڈ کپ جیتنے پر اس ہاؤس اور پوری قوم کو بھی مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی۔ پوری ٹیم نے جس جذبے سے ہاری ہوئی بازی جیتی ہے اس کے لئے ہم بلاشبہ اپنی قوم پر ناز کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ وہ ناممکن کو بھی ممکن بنانے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ ہماری ٹیم نے ثابت کیا ہے کہ دنیائے کرکٹ میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم سے متعلق یہاں پر بہت چرچا ہو رہا ہے اور اس کو سستی روٹی سکیم کی سیاست کہنے والوں کے اس سوال کے جواب میں ایک سوال کرنا چاہوں گی ان حکمرانوں کے نام کہ جب انہوں نے پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگایا تو انہوں نے کون سی سیاست کی؟ اسی سوال کا جواب دیجئے۔ ہر دور میں کوئی نہ کوئی issue ہوتا ہے اور اس پر بات ہوتی ہے اس لئے اس کو ادھر ہی ختم کیجئے اور اس کو روز raise کرنا اور اس پر باتیں کرنا بند کیجئے۔ ان کے 8 سالہ دور میں تعلیم کے انحطاط کے یہی لوگ ذمہ دار ہیں۔ ایسے ایسے لوگوں کو ہمارے سروں پر لا کر مسلط کیا ہے جن کو ہم نہ نکال سکتے ہیں اور نہ ہی رکھ سکتے ہیں۔ یہ کریڈٹ ہماری گورنمنٹ کو ہی جاتا ہے کہ انہوں نے اتنا مشکل اور سخت فیصلہ کیا کہ 34 ہزار ایجوکیٹرز کو میرٹ پر بھرتی کیا۔ ہمارا چیف منسٹر ہمیں نواز سکتا تھا، ہمارے ایم پی ایز کو بھی کوٹا دیا جا سکتا تھا مگر اس وقت بہت مشکل اور سخت ترین فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر کوئی اتنے مشکل اور سخت فیصلے نہیں کر سکتا جس میں ذاتی فائدے سے زیادہ اجتماعی اور قومی فائدے پوشیدہ ہوں۔ ہمیں اس وقت اپنی سوچ کو بدلنا ہوگا اور ایک دوسرے پر تنقید بند کر کے قوم کی اجتماعی اصلاح کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ یہ ہماری حکومت کا ہی کارنامہ ہے کہ کہیں دانش سکول پراجیکٹ کھولے جا رہے ہیں جہاں غریبوں اور یتیموں کو رہائش اور تعلیم بالکل مفت ہوگی اور وہاں پر self finance ختم کرنا بھی ہماری حکومت کا ہی کام ہے۔

جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اعلیٰ کارکردگی کے حامل طلبہ و طالبات کو اتنی اور اس انداز سے پذیرائی ملی ہے کہ اب ہر طالب علم گارڈ آف آنر لینے کے لئے کمر بستہ ہے۔ کسانوں سے گندم خریدنے کے ساتھ گرین ٹریکٹر اور پیداوار میں اضافے کے لئے مقابلے کا رجحان بھی ہماری حکومت کا ہی کارنامہ ہے اور آج ہم جو کہ زرعی صوبے کے مالک ہیں بڑی شرم محسوس ہوتی تھی کہ گندم import کر رہے ہیں۔ الحمد للہ آج ہماری حکومت کی نیت اور کسان دوست پالیسی کی وجہ سے bumper crop ہوئی ہے اور ہم گندم export کرنے کے قابل ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ اسی طرح محنت کر کے ہماری حکومت اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کرے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے بارہا اس چیز کو بتایا ہے کہ تقریر پڑھ کر نہیں کی جا سکتی۔ یہ violation ہے کہ باوجود آپ کی تنبیہ کے معزز ممبران باقاعدہ پڑھ کر تقریر کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ notes تو دیکھ سکتی ہیں۔ جی، محترمہ شازیہ اشفاق مٹو صاحبہ!

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو: جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس کے بچاؤ کے لئے ہماری حکومت نے واٹر فلٹریشن پلانٹ کا منصوبہ بھی شروع کیا ہے جو کہ بلاشبہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ آج پاکستان جس energy crisis سے گزر رہا ہے اس کی ذمہ دار بھی وہی حکومت ہے۔ اگر اس وقت باقاعدہ اس طرح کی پلاننگ کر لی جاتی تو یہ حالات نہ ہوتے۔ میری تجویز ہے کہ سولر انرجی سسٹم، گرین فیول اور wind mill پر توجہ دی جائے۔ اس سلسلے میں بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں تاکہ آنے والی نسلوں کو اس سے نہ گزرنا پڑے۔

جناب والا! روزمرہ کی اشیائے خورد و نوش اور قیمتوں کو چیک کرنے کے لئے پرائس کنٹرول کمیٹیاں کام کر رہی ہیں۔ ان کو مزید active کرنے کی ضرورت ہے اور سختی سے ان پر عملدرآمد کرانے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کے مسائل کو مدنظر رکھنے کے ساتھ ساتھ جہاں ہم ان کی تنخواہوں میں اضافے کی بات کرتے ہیں وہاں آسان شرائط پر ان کے لئے موٹر سائیکلیں، کار اور گھر خریدنے کے لئے بھی قرضے فراہم کرنا بھی ہماری حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے تاکہ دور دراز علاقوں میں posting نہ کروانے کے رجحان میں کمی واقع ہو۔

جناب سپیکر! یہاں پر عورتوں کی فلاح و بہبود کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ GRAP جو 2006 میں کام کر رہا تھا اس کو ہماری حکومت نے اسی طریقے سے next project میں شامل کر لیا ہے۔ اب اس کے لئے 148 ملین روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جہیز فنڈ کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس میں اضافہ کیا جائے اور اس کو بڑھا کر کم از کم 2 لاکھ روپیہ کیا جائے۔ خواتین کے اداروں صنعت زار، ورکنگ ویمن ہاسٹل اور دارالامان میں زیادہ سے زیادہ accommodate کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کو زیادہ محفوظ اور قابل اعتماد

بنایا جائے۔ ہر ادارے میں پولیس کا باوردی سکیورٹی گارڈ مہیا کیا جائے اور 24 گھنٹے وارڈن کی موجودگی کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر ہاؤس کی نذر کرنا چاہتی ہوں جس میں ایک پیغام بھی ہے۔

سنا ہے مل کر چلنے سے مقدر جاگ جاتے ہیں
یہی بات آزمانے کو چلو ایک ساتھ چلتے ہیں

بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ کشور قیوم نظامی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ انبساط حامد صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے جناب وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ اور پھر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گی کہ کم از کم انہوں نے جون کے مہینے میں بجٹ پیش کروا دیا۔

جناب والا! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی اور میں نے یہ بات پہلے بھی اس ایوان میں کہی ہے جب آپ خود ہمارے ساتھ ان بنچوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ میرا تعلق لاہور کے اس علاقے سے ہے جو ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جہانگیر نے کبھی وہاں پر نور جہاں کا مقبرہ بنوایا تھا۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس علاقے کی جو پسماندگی ہے میرے خیال میں تو پورے پنجاب کا حال ہی شاہدرہ جیسا ہے۔ میرا موقف یہ تھا کہ میں شاہدرہ کو گلبرگ جیسا بناؤں گی لیکن خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ مجھے اب ہر جگہ شاہدرہ ہی نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومتی بنچوں سے بہت دفعہ عورتوں کی سیٹوں اور عورتوں پر تنقید کی جاتی ہے۔ جیسے کہ عورتیں کوئی joke ہیں۔ ان کا اس قسم کا نظریہ ہم نے دیکھا ہے۔ یہاں میں یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ سیٹیں 1988 میں restore نہیں کی گئیں، نہ 1990 میں کی گئیں، نہ 1993 میں کی گئیں اور نہ ہی یہ 97-1996 میں restore ہوئیں۔ یہ اس وقت ہوئیں جب وہی جنرل جس کو آج condemn کیا جاتا ہے۔ آج والا جنرل نہیں آج والا تو اچھا ہے۔ پچھلا جنرل جو برا تھا یہ سیٹیں بھی

اسی نے restore کی تھیں اور اسی کی وجہ سے ہم اس ایوان کا حصہ ہیں اور میں یہاں آپ کی دعاؤں سے دوسری بار اس ایوان کا حصہ ہوں۔

جناب والا! مجھے حکومت کی بے بسی پر ترس آتا ہے۔ کس بے بسی پر ترس آتا ہے، لاء اینڈ آرڈر بے بسی، ڈویلپمنٹ پراجیکٹ بے بسی، ایجوکیشن بے بسی، ہیلتھ بے بسی یعنی ہر وہ چیز جس میں عوام حصہ بنیں بے بسی، empowerment of women بے بسی یہاں تک کہ ہمارا مذاق اڑایا جاتا ہے کہ تم elected member نہیں ہو۔ میرے ایک معزز رکن نے یہاں پر کہا کہ عورتوں کی بات تو چھوڑیں ہمیں تو ہمارا ڈویلپمنٹ فنڈ دے دیا جائے۔ میری ایک عزیز ہمشیرہ نے کہا جو ہماری پارٹی کا حصہ تھیں اور آج دوسری پارٹی میں office bearer ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تمھاری یہ پارٹی کیسے چلے گی تو یہ وقت بتائے گا کہ یہ پارٹی کیسے چلتی ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد سارے کا سارا جرمنی عورتوں نے بنایا تھا اس لئے ہمیں چیلنج نہ کیا جائے۔ یہاں جب قائد حزب اختلاف کو کہا جاتا ہے کہ تم تو لیڈیز کی پارٹی کے لیڈر بن گئے ہو تو ہمیں فخر محسوس ہوتا ہے کہ ایسا بھی کوئی مرد پنجاب میں آیا ہے جو لیڈیز کو ساتھ لے کر چل رہا ہے۔ میں یہاں اس بات کا بھی ذکر ضرور کروں گی کہ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ اس ملک میں امیر و غریب ہر شہری آج کل اپنے آپ کو کتنا غیر محفوظ سمجھتا ہے؟ لوگ سڑکوں پر اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتے یہ کس قسم کا لاء اینڈ آرڈر ہے۔ میں یہاں آپ کے توسط سے جناب شیر پنجاب جو جنگل کا سب سے بڑا جانور ہوتا ہے ان کو یہ کہنا چاہوں گی کہ الیکشن 2002 میں قوم نے انھیں بری طرح مسترد کیا اور دوسری پارٹی کو منتخب کیا۔ اس پارٹی نے پانچ سال کام کیا۔ 2008 میں قوم نے دوبارہ ان پر اعتبار کیا۔ چاہے غلطی سے اعتبار کیا ہو لیکن کیا۔ اس mandate کی عزت کریں، اپنے mandate کی بھی عزت کریں اور جو وعدے عوام سے کئے ہیں ان کو پورا کریں اور ہمارے mandate کی بھی عزت کریں۔ ہمارے لوگوں کو خراب نہ کریں، ہمیں رسوا نہ کریں۔ ہم بہت ستائے ہوئے لوگ ہیں۔ ہم کل کو سڑکوں پر نکل آئے تو سر پکڑ کر بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پوری کابینہ سے التجا کروں گی کہ یہ ہماری کابینہ ہے۔ یہ خالی مسلم لیگ (ن) کی کابینہ نہیں ہے اس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی حصہ ڈال کر یہ حکومت بنائی ہوئی ہے۔ آج پیپلز پارٹی کی وجہ سے پنجاب میں حکومت ہے۔ اگر چودھری پرویز الٰہی صوبے کا وزیر اعلیٰ

ہوتا تو وہ خود محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی یادگار پنجاب حکومت کے فنڈ سے کھڑے ہو کر تعمیر کرواتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو ایک عالمی لیڈر تھیں اور ہمارے لئے فخر کا مقام تھیں۔

جناب والا!میں موجودہ صدر پاکستان کو سلیوٹ پیش کروں گی کہ جس طرح سے انہوں نے اس ملک کو سنبھالا ہوا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ رشتے ناتے جوڑے ہوئے ہیں جنھوں نے انھیں بکتر بند گاڑیوں سے جیلوں تک دھکیلا انہوں نے سب کو معاف کیا اور اپنا بڑا پن دکھاتے ہوئے ان کو شامل کر لیا تاکہ کام چلتا رہے۔

جناب سپیکر!میں میاں محمد شہباز شریف کو کہنا چاہوں گی کہ خدا کا خوف کریں۔اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں،بندوں میں کچھ نہیں رکھا۔منتخب نمائندوں نے سائیکل پر ووٹ لیا تھا، شیر پر نہیں لیا تھا۔سائیکل والوں کو سائیکل چلانے دیں اور جو شیر سے آئے تھے وہ شیر کی سواری کریں۔ عزت اور ذلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ وتعز من تشآ وتذل من تشآء

جناب والا!میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ مجھ جیسے کہاں جائیں جو نہ لغاری ہیں، نہ مداری ہیں۔نہ مخدوم ہیں، نہ مظلوم ہیں۔مجھ جیسے جو مڈل کلاس کے لوگ ہیں وہ کہاں جائیں؟ جن کے ماں باپ نے اتنی محنت کر کے ہمیں اس پوزیشن پر رکھا کہ آج ہم چار لوگوں کے سامنے سر اٹھا کر بول سکیں۔ مجھ جیسوں کا اس پنجاب میں کہیں کوئی کام نظر نہیں آتا لہذا کچھ ہمارے لئے بھی ہونا چاہئے۔ In the end I would like to say میں التجا کروں گی کہ deliver کریں، محنت کریں، سب کی respect کریں۔ایک بات میں جاتے جاتے clear کرنا چاہوں گی کہ میں نے بھی floor cross کیا تھا لیکن پورے ہاؤس کے سامنے کیا تھا، رات کو ساڑھے بارہ بجے ٹیلیفون کر کے floor cross نہیں کیا تھا۔میں نے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ I do not agree to the policies of Pakistan Peoples Party and I will vote for Ch. Pervez Elahi اور سب کے سامنے اپنا ووٹ cast کیا تھا۔اس کے بعد نہ مجھے کوئی وزارت ملی، نہ مشیر بنی اور نہ میں پارلیمانی سیکرٹری بنی چونکہ میں نے اپنی وفاداری فروخت نہیں کی تھی بلکہ principles میں تبدیلی کی تھی۔میری شہید لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو اس بات کو جانتی تھیں کیونکہ ان کو میں نے فون کیا تھا کہ محترمہ! میں نے آپ کی پارٹی میں بہت تردید دیکھی ہے اس لئے میں patriot join کر رہی ہوں

جس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ آپ کا جو جی چاہے کریں۔ محترمہ چونکہ ایک بڑی لیڈر تھیں اور ان میں confidence تھا، مجھ جیسوں کی ان کی پارٹی میں کوئی کمی نہیں تھی۔ بات یہ ہے کہ جہاں کچھ ملے ضرور جائیں لیکن جو لوگ وعدے کبھی پورے نہیں کرتے خدارا!ان پر اعتبار نہ کریں اور اپنے mandate کی عزت کریں۔ شکریہ

میجر (ر)ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر)ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! انڈیا کی ایک فلم میں ایک villain تھا اس میں اس کو کہتے ہیں کہ چور اچکوں کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں تو دوسرا کہتا ہے کہ اصول ہوتے ہی چور اچکوں کے ہیں۔ بات یہ ہے کہ لوٹا ہو یا لوٹی اس کے اصول کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! یہ معزز ممبر کیا پچھلی دفعہ اس ایوان میں موجود تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ نہیں تھے۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے یہ بات کی ہے کیونکہ کوئی بھی انسان جس نے پچھلے پانچ سال اس ایوان میں کاٹے ہیں وہ یہ بات آج اٹھ کر نہیں کہہ سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہم زیادہ بات نہیں کریں گے۔ جناب شاہد محمود خان صاحب!

جناب شاہد محمود خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! موجودہ ملکی اور عالمی مالیاتی بحران کے باوجود ایک اچھا بجٹ پیش کیا گیا اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس وقت جنوبی پنجاب میں جو احساس محرومی پائی جاتی ہے اس کی ذمہ داری تمام تر یہاں کی لیڈر شپ پر عائد ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائی مخدوم احمد محمود اور اطہر گورچانی کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اطہر گورچانی جس ڈویژن سے تعلق رکھتا ہے وہاں سے نواب مشتاق گرمانی، مصطفیٰ کھر، سردار ذوالفقار کھوسہ، فاروق لغاری اور سردار عبدالحمید دستی بھی ہیں۔ وزیر اعلیٰ، گورنر اور صدر پاکستان بھی ڈیرہ غازی

خان سے رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب میں ممتاز دولتانہ صاحب برسر اقتدار رہے ہیں، غلام حیدر وائیں، مخدوم سجاد قریشی، نواب صادق قریشی، میر بلخ شیر مزاری قائم مقام وزیر اعظم، صاحبزادہ فاروق علی خان، سید فخر امام اور یوسف رضا گیلانی بھی سپیکر رہے ہیں لیکن ہماری یہ بد قسمتی رہی ہے کہ ہماری لیڈر شپ نے اس وقت ہمارے لئے کچھ نہیں کیا اور آج ہم شرمندہ ہیں۔ ہم اپنے ان لیڈروں سے کہیں گے کہ آج الحمدللہ جیسے دوبارہ اللہ تعالیٰ نے یوسف رضا گیلانی کو موقع دیا ہے تو انہیں لازمی جنوبی پنجاب کی احساس محرومی ختم کرنی چاہئے۔اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی جنوبی پنجاب کی احساس محرومی کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرنا چاہئے۔ میں مخدوم احمد محمود صاحب کے ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ عرض کروں گا کیونکہ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے 1956 میں چار کالج بنوائے اور ابھی وہی چار کالج ہیں تو مخدوم احمد محمود صاحب فیڈرل منسٹر بھی رہے ہیں، صوبائی منسٹر بھی رہے ہیں، ضلعی ناظم بھی رہے ہیں تو میں اپنے بھائی سے یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس سارے ادوار میں کیا کیا، وہ کون سی چیز رکاوٹ بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے اپنے علاقے میں کالج نہیں بنوائے؟

جناب سپیکر!اسی طرح میری بجٹ پر تقریر چار حصوں پر مشتمل تھی لیکن آپ نے وقت کی بہت قدغن لگادی ہے۔بجٹ کے اچھے اور توجہ طلب اقدامات، جنوبی پنجاب کی محرومیاں اور چند تجاویز میں دینا چاہتا تھا لیکن آپ نے چونکہ بڑا قلیل وقت دیا ہے اس لئے میں اہم چیزوں کو بیان کروں گا۔ سب سے پہلے اچھے اقدامات کی طرف آؤں گا کہ گندم کی سرکاری قیمت 950روپے مقرر کرنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے اور اس پر عملدرآمد کروانا یہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا ہی کارنامہ ہو سکتا تھا کہ انہوں نے ہر ضلع میں جاکر خود چھاپے مارے، middle man اور کمیشن مافیا کا خاتمہ کیا اور میں خود اس کمیٹی میں تھا۔اس کے علاوہ انہوں نے ایوان کے ممبروں کی بھی جگہ جگہ کمیٹیاں قائم کیں، ہم نے بھی جاکر دیکھا اور الحمدللہ 30لاکھ ٹن جو پچھلے سال گندم کا ہدف تھا اس سے ڈبل 60لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدنا یہ شہباز شریف صاحب کا ہی کارنامہ تھا۔اس کے ساتھ ساتھ دوروپے کی سستی روٹی کے حوالے سے میرے بھائی مونس الٰہی صاحب نے کہا کہ سب کو subsidy دے دی جائے تو وہ دوروپے کی روٹی کھا سکتے ہیں، میرے وزیر اعلیٰ صاحب یا میں یا میرے سارے دوسرے ساتھی دوروپے کی روٹی نہیں کھا سکتے لہذا یہ غریبوں کا حق ہے جو ان تک پہنچنا چاہئے۔ اس کے علاوہ Education

Endowment Fund کا قیام جو 2۔ارب روپے سے رکھا گیا ہے مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ پانچ ہزار لوگوں کو جو وظائف دیئے گئے ہیں ان میں سے 2400 وظائف جنوبی پنجاب کے ہیں۔ پہلی دفعہ 167 فی ضلع کے حساب سے دیئے گئے ہیں جبکہ Upper Punjab کو یہ وظائف 125 کی تعداد سے دیئے گئے ہیں کیونکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب سمجھتے ہیں کہ پہلے ادوار میں یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی بات آپ کے علم میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں جو سڑکیں بنائی گئیں، سرگودھا سٹی package، لاہور قصور روڈ، لاہور رنگ روڈ، اوور ہیڈ برج ٹھوکر نیاز بیگ، پنڈی بھٹیاں چنیوٹ روڈ یہ سارے کے سارے روڈوں کے متعلق فوری طور پر right of a clearer land acquisition کے بغیر ٹھیکے دے دیئے گئے۔ میرے بھائی اپوزیشن لیڈر چوہدری ظہیر صاحب سے بہتر اس معاملے کو کوئی نہیں سمجھتا ہوگا کیونکہ یہ سب سے بہتر معلومات رکھتے ہیں۔ میں اس ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ ہماری پنجاب اسمبلی کی PAC-I اور PAC-II میں لایا جائے کہ یہ ٹھیکے right of a clearer land acquisition کے بغیر کیوں دیئے گئے تھے اور اس پر جو بھی ذمہ داران ہیں ان سے حساب لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں چند توجہ طلب اقدامات کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ لاہور میں 800 ایکڑ پر knowledge city بنایا جا رہا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ knowledge city جہاں بھی بنے گا وہاں پورا ایک شہر develop ہو جائے گا لہذا میری یہ humble request ہے کہ لاہور دن بدن بڑھتا جا رہا ہے جس کی آبادی ایک کروڑ ہو گئی ہے۔ کراچی کی طرح اسے اتنا بڑا نہ بنائیں کہ ایک حصے میں کچھ development ہو اور دوسرے حصے کو پتا ہی نہ لگے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ knowledge city لاہور کے علاوہ پنجاب کے کسی اور ضلع میں بنا دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے چالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ اساتذہ کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے۔ اسی طرح سالانہ ٹیچر ٹریننگ پروگرام کے فنڈ کو بھی بڑھایا جائے۔ جیل خانہ جات کے لئے صرف 30 کروڑ رکھے گئے ہیں، اسی طرح 8۔ارب پچاس کروڑ روپے پانی و نکاسی آب کے لئے رکھے گئے ہیں جبکہ پچھلے سال بھی 5۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی تھی جس کی افادیت نظر نہیں آتی۔ 1321 سکیمیں نکاسی آب کی ہیں لہذا جنوبی پنجاب کا share ضرور بتایا جائے کہ ان 1321 سکیموں

میں جنوبی پنجاب کو کتنی ملیں گی؟ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کے لئے صرف 80 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، آبپاشی جو کہ زراعت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے لئے انتہائی کم پیسے رکھے گئے ہیں۔ سرکاری دفاتر اور رہائشوں کے لئے 5۔ارب 50 پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ان کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے جبکہ پچھلی دفعہ بھی 5۔ارب روپے رکھے گئے تھے۔ کامرس اینڈ انویسمنٹ کے لئے صرف بیس کروڑ روپے اور محکمہ صنعت کے لئے 35 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ زراعت کو جتنی مرضی ترقی دے دیں لیکن جب تک آپ انڈسٹری کو ترقی نہیں دیں گے، جب تک آپ پرائیویٹ یا گورنمنٹ سیکٹر میں انڈسٹریاں نہیں لگائیں گے تب تک لوگوں کو روزگار نہیں ملے گا اس لئے میں خصوصی طور پر کہوں گا اس لئے میں خصوصی طور پر کہوں گا کہ اس شعبے میں زیادہ سے زیادہ پیسے رکھے جائیں۔ ماہی پروری کے لئے بھی صرف تین کروڑ روپے کی رقم نہ ہونے کے برابر ہے۔ معدنیات جیسے اہم شعبے کی ترقی کے لئے بھی صرف تین کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ محکمہ محنت جسے لیبر ڈیپارٹمنٹ کہتے ہیں اس کے لئے سات کروڑ روپے کی قلیل رقم بڑی تعجب خیز بات ہے۔ سیاحت کے لئے 16 کروڑ 30 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں کہ نہایت کم ہیں۔ ثقافتی ورثہ اور آثار قدیمہ کے تحفظ، اطلاعات ونشریات کے فروغ کے لئے چالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یہ ساری کی ساری رقوم انتہائی کم ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ پولیس کے لئے 43۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو کہ بہت ہی زیادہ ہے اسے کٹ لگا کر جن ڈیپارٹمنٹس کی رقم کم رکھی گئی ہے آپ پولیس کو جتنا پیسا مرضی دے کر دیکھ لیں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب تک تھانیدار اور پٹواری قابو نہیں کریں گے پنجاب حکومت قابو نہیں آئے گی۔ میں آج اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ نہ تھانیدار قابو ہے اور نہ ہی پٹواری قابو ہے وہ ایسے کرپشن کر رہے ہیں جیسے کرپشن کرنے کا حق ہوتا ہے۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کروں گا کہ ۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: براہ مہربانی آپ wind up کریں۔

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کروں گا کیونکہ وہ میرا اپنا علاقہ ہے۔ نشتر ہسپتال 1951 میں ہمارے بزرگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت دس لاکھ اکٹھا کر کے بنوایا۔ وکٹوریا ہسپتال بہاولپور ریاست میں انگریز نے بنوایا۔ رحیم یار خان میں عربوں نے ہسپتال بنا دیا۔ آج تک اس کے بعد کوئی ٹیچنگ ہسپتال نہیں بن سکا۔ اسی بجٹ میں دو پولیس ہسپتال ایک لاہور میں اور

دوسرا گجرات میں بنانے کی تجویز ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک ہسپتال جنوبی پنجاب میں بنایا جائے۔ اسی طرح فیصل آباد اور راولپنڈی میں رنگ روڈز بنائے جا رہے ہیں۔ ہم نے کیا قصور کیا ہے؟ آپ فیصل آباد میں دس رنگ روڈ بنائیں لیکن جنوبی پنجاب کے شہروں کو بھی ایک دو رنگ روڈ لازمی دیں۔ ملتان اور دیگر شہروں کا بھی حق ہے۔ میرے علم کے مطابق چار سستی روٹی کے پلانٹ محکمہ صنعت لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی اور گوجرانوالہ میں لگائے جا رہے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ جنوبی پنجاب میں بھی چار روٹی پلانٹ لگائے جائیں۔ Comprehensive Solid Waste Management Project لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ لگائے جا رہے ہیں میری استدعا ہے کہ ملتان اور جنوبی پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی لگائے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہد محمود خان صاحب! آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب شاہد محمود خان: جناب! میں چند منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ in writing دے دیجئے گا۔

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہد محمود خان صاحب! This is very wrong، آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے سب کو دس منٹ دیئے ہیں۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ باقی آپ in writing وزیر خزانہ کو دے دیں۔ اب اگلے مقرر آصف بشیر بھگت صاحب ہیں۔

جناب شاہد محمود خان: جناب! آپ جنوبی پنجاب کو بالکل وقت نہیں دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، This is very wrong آپ اس طرح کی discrimination ہاؤس میں پیدا نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب شاہد محمود خان: آپ یہ زیادتی کر رہے ہیں۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: This is very wrong, this is very wrong اگر آپ پارلیمنٹ میں آئے ہیں تو پارلیمنٹ میں جب ایک بات کا فیصلہ ہو گیا ہے تو براہ مہربانی اس کو follow کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب آصف بشیر بھگت!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد فیاض!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب۔ جی، رانا صاحب! آپ اس طرف آ جائیں اور تقریر کریں۔۔۔ میری ممبران سے یہ بھی گزارش ہے کہ جب ہم ہاؤس میں بات کرتے ہیں تو جو وزراء کی سیٹیں ہیں وہ ہاؤس میں باقاعدہ designate ہیں۔ جب وزراء آئیں تو براہ مہربانی ان کے لئے سیٹ چھوڑ دیا کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت لمبی لمبی تقاریر ہوئیں، بڑے جذباتی ماحول میں ہوئیں لیکن میں پاکستان جو علامہ اقبال اور قائداعظم کے خواب کی تعبیر بنا۔ آج کوئی شک نہیں کہ کوئی بھائی اپوزیشن میں ہو، کوئی coalition partner ہو اور کوئی ہمارا ساتھی ہو، ہم سب پاکستانی ہیں۔ اب لمحہ فکریہ ہے کہ جب تک یہ پاکستان ہے تو ہم سب ہیں اور ان موجودہ حالات میں جو قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے vision کو خادم اعلیٰ پنجاب نے ان مشکل ترین حالات میں یہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیا جبکہ سب کو پتا ہے کہ گندم کی بہت زیادہ پیداوار کے بعد کئی کارنر سے یہ پیغام ملا کہ اب زراعت پر ٹیکس آنا چاہئے لیکن یہ سب نے دیکھا کہ کوئی ٹیکس نہیں لگا اس میں تمام پارلیمنٹیرینز کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ کے لئے بڑی لمبی لمبی میٹنگز کیں وہاں پر دن رات اپنا وقت دیا۔ اللہ کی رحمت کے بعد اور پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کے صدقے ان حالات میں پنجاب میں ایسا بجٹ پیش ہوا جس میں ببانگ دہل میں یہ کہوں گا ایک پاکستانی ہونے کے ناتے، پارٹی وابستگی سے بالاتر ہو کر کہ آج اس غریب کا بچہ جو پڑھنے کے لئے ترستا تھا کہ میرا باپ نہ جاگیردار ہے، نہ میرا باپ گریڈ 19 یا 20 کا آفیسر ہے۔ وہ میری فیسیں afford نہیں کر سکتا تو آپ جیسے پارلیمنٹیرین اور فہم وفراست کے مالک لوگ جو اعلیٰ ذہن رکھتے تھے ان سب کے مشوروں سے enrollment fund کی ایک proposal آئی۔ جس کو عملی طور پر آپ نے دیکھا کہ تین دن پہلے ایوان اقبال میں ایک تقریب ہوئی کہ غریب کے بچوں کو بغیر درخواست کے سکالرشپ دیئے گئے اور پانچ ہزار بچوں اور بچیوں کو سکالرشپ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو 2۔ ارب روپے آج تک کسی بھی سیاسی گورنمنٹ نے، نہ ہماری کسی گورنمنٹ نے، نہ ہم سے پہلے کسی گورنمنٹ نے، نہ یہ proposal دی، نہ غریبوں کے بچوں کو وظیفے ملے اور یہ انشاء اللہ آپ کی دعاؤں سے یہ 2۔ ارب، اب 4۔ ارب ہو چکا ہے اور انشاء اللہ 4۔ ارب روپے سے مستفید ہونے والے بچے اور بچیاں اور ان کے والدین پاکستان کے لئے بھی

دعا کریں گے اور آپ سب پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے صوبائی اسمبلی کے ممبران کے لئے بھی دعا کریں گے کیونکہ آپ سب کا ایک کلیدی کردار ہے اور میں بہانگ دھل یہ کہوں گا کہ ہر ممبر اپنے عوام کے ووٹ لے کر یہاں آیا ہے اور ہر ممبر کو برابر نمائندگی کرنے کا حق حاصل ہے۔ جو بات ٹھیک ہے اس کو ٹھیک کہنا چاہئے، جو غلط ہے اس کو غلط کہنا چاہئے۔ یہاں آکر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں اور اس کے بعد ہم پاکستانی ہیں۔ ہمیں پاکستان کے اندر بیٹھے ہوئے پاکستان کی بات کرنی چاہئے اور یہاں پر بیٹھ کر ہمیں غیروں کی طرف ہاتھ اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہئے جب ہم کشکول لے کر آگے بڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہمیں اربوں ڈالر مل جائیں، کب تک پاکستان بیرونی آقاؤں کے کہنے پر دن رات پہرے دیتا رہے گا اور یہ پاکستان اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ پاکستان اللہ کی رحمت سے سعودی عرب کے بعد اسلام کے نام پر دوسری اسلامی مملکت ہے جو اسلام کے نام پر بنی تھی۔ آپ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایٹمی طاقت بنایا ہے اور اب ایٹمی طاقت ہوتے ہوئے ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے ہمارے مالک جس کے قبضے میں ہم سب کی جان ہے کہ پوری مسلمان امت کو فتح دے اور اس پاکستان کو فتح دے۔ پاکستان ہوگا تو ہم وزیراعظم بنیں گے، ہم صدر بنیں گے، ہم وزیر بنیں گے اور ہم ایم پی اے بنیں گے اور اگر خدانخواستہ جس طرح بیرونی آقاؤں نے پاکستان کی سلامتی جن کے لئے اچھی نہیں، جو دن رات پاکستان کے لئے ایک بہت بڑی لمبی سازشیں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ پاکستان کو نہیں دیکھنا چاہتے، وہ پاکستان کے کسی بھی سیاست دان کو اچھا نہیں سمجھتے، میرے دوستو! میرے بھائیو! یہ پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا تھا اور جمہوریت کے نام پر بنا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ 62 سال ہونے کو ہیں اور یہاں پر ساڑھے تینتیس سال آمریت کا تسلط رہا، آمروں نے حکومت کی۔ پاکستان کسی بھی آمر، کسی بھی ریٹائرڈ جرنیل نے نہیں بنایا، یہ ہم سب کے آباؤاجداد نے بنایا تھا اور جمہوریت کے نام پر بنا تھا۔ لہٰذا اب پاکستان کسی بھی صورت متحمل نہیں ہو سکتا کہ یہاں پر کوئی جرنیل آکر حکمرانی کرے۔ بات جو صحیح ہے میں وہ بہانگ دہل کہوں گا کہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا contribution ہے۔ جس طرح محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور بھٹو خاندان کا contribution ہے۔ پاکستان کے لئے بے شمار قربانیاں دی گئیں۔ ہر سیاست دان کا اپنا اپنا کردار ہے لیکن ہمیں اصل حقائق کو دیکھنا ہوگا اور جب تک ہم اصل حقائق کو نہیں دیکھیں

گے یہ پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ اب اگر میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے چار دن پہلے پرائمری ٹیچروں کا ساتویں سے نواں سکیل کیا ہے اور مڈل والوں کا نویں سے چودھواں سکیل کیا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ آیا یہ جو استاد ہے وہ اپنا کردار ایک استاد کی حیثیت سے ادا کر رہا ہے یا نہیں کر رہا تو ہمیں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ محکمہ پولیس کے لئے فنڈز رکھا گیا لیکن محکمہ پولیس کو اپنی ذمہ داری نبھانا ہو گی اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب علامہ اقبال اور قائد اعظم کا وہ پاکستان جو 14۔ اگست 1947 کو بنا تھا، ہمیں وہ پاکستان چاہئے، غریب عوام کو انصاف چاہئے، پاکستان میں رہنے والے ہر بچے کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں چاہئیں، میڈیکل اور تحفظ چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بہت بہت شکریہ۔ باقی آپ تحریری طور پر دے دیں۔ اب میں معزز ممبران کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کیونکہ as s custodian of this House میرا یہ فرض بھی بنتا ہے کہ اس اسمبلی کے حوالے سے rules میں معزز ممبران کے نوٹس میں لاتا رہا ہوں۔ جس طرح جو rules to be observed by members کے اندر ہے کہ چونکہ اسمبلی کے اندر سیٹیں کم ہو گئی ہیں تو ہم نے یہ باقاعدہ blocks allocate کئے ہوئے ہیں اور اس کے اندر 223 کا "E" بڑا واضح ہے کہ A member shall keep to his usual seats while addressing the Assembly. جہاں پر ہم اعلیٰ روایات کی بات کرتے ہیں تو یہ front seats منسٹرز کی ہیں اور ممبران سے میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب وزراء موجود ہوں تو voluntarily ان کے لئے سیٹیں خالی کر کے پیچھے چلے جایا کریں اور خاص طور پر جب Chair کو address کرنا ہو تو پھر پچھلی سیٹوں پر بیٹھ کر address کیا کریں کیونکہ یہ سیٹیں وزراء کے لئے allocate کی گئی ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر! جوش خطابت میں میرے فاضل دوست نے یہ کہا کہ پاکستان دوسرا ملک ہے تو میں ریکارڈ درست کرنے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ پاکستان پہلا ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا تھا اور سعودی عرب اسلام کے نام پر نہیں بنا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری طارق محمود باجوہ!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ جناب عبداللہ یوسف!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں سپیکر صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ بار بار جنوبی پنجاب کا نام لیا جا رہا ہے اور ہم جنوبی پنجاب کی سب سے آخری تحصیل میں رہنے والے ہیں اور شاید اسی طریقے سے اتنی دیر کے بعد ہماری باری آئی ہے تو پھر بھی ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مسلسل چار دن سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور تمام معزز ممبران اپنی اپنی تجاویز اور خیالات اس ایوان میں پیش کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے 09-2008 کا سال پاکستان کے لئے، پنجاب کے لئے اور پنجاب کی حکومت کے لئے جتنی مشکلات کا سال تھا تو جس معاملہ فہمی، ذہانت اور کس طریق کار سے انہوں نے 09-2008 کا سال گزارا ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں ترقی کی راہ میں بہت ساری رکاوٹیں آئیں لیکن اس کے باوجود میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں جس طریقے سے انہوں نے متوازن بجٹ پیش کیا یہ ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بجٹ کی دستاویز جس کی بناء پر سارا سال ہم نے اپنی حکومت کو چلانے کے ساتھ ساتھ اپنے صوبہ پنجاب کے مسائل کو حل کرنا ہے اور یہ دستاویز اتنی قیمتی ہوتی ہیں اور اسے جس طریقے سے سوچ سمجھ کر بنایا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور ہماری مخلوط حکومت کا وژن، سوچ اور ان کے سامنے جو مقاصد تھے تو انہوں نے سب سے پہلے مسائل حل کرنے کے لئے ہمارے سامنے پانچ points ایسے رکھے تھے کہ جن کی منزلیں طے کرنے اور ان کو حل کرنے کے لئے انہوں نے راست اقدام اٹھائے ہیں۔ زراعت کی ترقی، فوری انصاف، غربت میں کمی، صحت کی سہولتیں فراہم کرنے اور اس ملک اور

صوبے میں تعلیم کو وسیع پیمانے پر فروغ دے کر عوام میں جہالت ختم کرنے کے لئے وضع کئے گئے طریق کار احسن اقدام ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں زراعت کی طرف آتا ہوں۔ پاکستان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ پاکستان جیسا نہری سسٹم دنیا کے کسی خطے میں نہیں ہے لیکن یہ بدقسمتی ہے کہ ہم نے اس نہری نظام کو جس طریقے سے تباہ کیا، جس طریقے سے ہم نے ڈیم بنانے میں کوتاہیاں کی ہیں جس کا خمیازہ آج پوری قوم بھگت رہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں لوڈ شیڈنگ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری زرعی اجناس اور فصلیں بھی تباہی کے کنارے پر پہنچ رہی ہیں تو وزیر اعلیٰ پنجاب سے میری درخواست ہے کہ چونکہ زراعت ہماری ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لہذا زراعت کی ترقی اور زراعت کے مسائل حل کرنے، اس ملک اور پنجاب کی ترقی کے لئے ہمیں ہر قسم کے وسائل پیدا کرنے ہوں گے۔ میں وزیر زراعت اولکھ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے زمینداروں کو کھاد سے متعلقہ درپیش مسائل حل کرنے کے لئے جس طریقے سے وہ پچھلے پانچ دن سے مسلسل کوشش کر رہے ہیں کیونکہ زمیندار اور کسان بھائی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ آنے والے وقت میں کھاد کا بحران بہت زیادہ اہمیت اختیار کر جائے گا اس لئے میں ایوان سے بھی گزارش کرتا ہوں اور وزیر موصوف سے بھی کہ وہ کھاد کی کمی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے 2۔ارب روپے کی سبسڈی دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی زراعت کو سرسبز کرنے اور زراعت کی ترقی کے لئے بہت بڑا اہم اقدام ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب نے تعلیم کو عام کرنے کے لئے بجٹ میں بے پناہ اور بہت بڑی رقم مختص کی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ بجٹ میں آپ نے کتنی رقم رکھی ہے۔ بجٹ میں آپ نے کسی ڈیپارٹمنٹ کے لئے کتنے وسائل پیدا کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اصل وہ پالیسی ہوتی ہے کہ جس کے لئے آپ کی سوچ، آپ کا وژن اور آپ کے خیالات جو تعلیم کے بارے میں رکھتے ہیں اور اس پر عملدرآمد کیسے کرنا ہے۔ اس وقت جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر تعلیم تشریف فرما ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تعلیم کو عام کرنے کے لئے جس طریقے سے اقدام اٹھائے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے بچوں میں، سکولوں اور کالجوں میں تحریر و تقریر کے مقابلے منعقد کروائے اور ان بچوں

میں ان کی سوچ اور ٹیلنٹ کو ابھارنے کے لئے اٹھائے گئے اقدام اور رکھے گئے انعامات کی وجہ سے بچوں میں باقاعدہ مقابلے کا رجحان پیدا ہوا اور ٹیلنٹ بھی ابھرا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی احسن اقدام ہے اور تعلیم میں انہیں محنت کا بہت بڑا سبق ملا ہے۔اسی طرح انہوں نے سکولوں کی upgradation کے لئے اور کالجوں کے لئے بے پناہ رقوم رکھی ہیں جو کہ قابل تحسین ہیں اور اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور وزیر موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے انہوں نے صحت کی سہولت کے لئے، یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بار بار یہ سننے میں آیا ہے کہ ایک ارب 70 کروڑ روپے کی medicine ہسپتالوں میں مفت دی جا رہی ہے وہ معمولی بات نہیں ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم غریب عوام کے لئے دوائیوں کا انتظام کریں اور ان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے ہسپتالوں میں جدید مشینری لائیں۔ پورے پنجاب کے ہسپتالوں میں خاص طور پر جنوبی پنجاب میں جس طرح سے بات کی جا رہی ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ ہمارے شیخ زید میڈیکل کالج کے لئے بہت اہم اور قیمتی زمین جو 27 ایکڑ دی ہے۔اس کی construction کے لئے 10 کروڑ روپے بھی رکھا ہے، مشینیں بھی مہیا کی ہیں، وہاں آغا خان کی طرح بہت بڑی لیبارٹری بھی قائم کی ہے اور کارڈیالوجی سنٹر کی منظوری بھی دی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے؟ انہوں نے وکٹوریہ ہسپتال میں چلڈرن کمپلیکس، کارڈیالوجی سنٹر اور آرتھوپیڈک سرجری کے لئے اتنا پیسا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ وہ بچوں کی صحت کے لئے بھی بے پناہ کوشش کر رہے ہیں۔

جناب والا! گندم کے سلسلے میں بھی انہوں نے دن رات محنت کی ہے۔ انہوں نے دن رات ایک کر کے ایک ایک جگہ پر جا کر ایم پی اے، ایم این ایز کی ڈیوٹیاں لگائی ہیں اور منسٹر صاحب نے بھی ڈیوٹیاں لگائی ہیں۔ یہ ان کی ہمت اور حوصلے کی بات تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ غریب کسان کا ایک ایک دانہ خریدا جائے۔ میں ملک ندیم کامران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں دن رات ایک کر دیا۔ ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب انہوں نے کہا کہ میں تھک گیا ہوں اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں وزارت چھوڑ دوں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا وزیر اعلیٰ دن رات کام کرتا ہے تو ان کے حوصلے بھی بڑھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا اقدام ہے کہ انہوں نے 950 روپے میں گندم خریدی ہے۔

ہمیشہ 30 لاکھ ٹن گندم ہوتی تھی اور اب 60 لاکھ ٹن گندم خریدی ہے جو پنجاب حکومت پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نجمی سلیم!

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے انتہائی انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے اس ہاؤس کو چلایا ہے اور آخر کار مجھے بھی اس discussion میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ٹیکس فری اور غریب دوست بجٹ پیش کیا۔ میں پنجاب حکومت کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بہت سارے وعدوں کا پاس کیا جس میں عدلیہ، پولیس، زراعت، تعلیم، صحت، سستی روٹی سکیم، فوڈ سٹیمپ سکیم اور ایسے بے شمار شعبوں کے تخمینہ میں اضافہ کیا اور ان کا بجٹ میں خاص طور پر ذکر کیا۔ مگر مجھے ایک چیز کا انتہائی افسوس ہے کہ ایک اچھا بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے انتہائی اہم ڈیپارٹمنٹ کو یکسر ignore کیا اور وہ minorities کا شعبہ تھا۔ اس بجٹ میں minorities کا بالکل کوئی ذکر نہیں کیا گیا اور ان کے لئے کسی قسم کا فنڈ allocate نہیں کیا۔ مجھے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی افسوس کے ساتھ اس floor پر کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں اقلیتوں کے لئے رکھا گیا 20 کروڑ کا فنڈ موجودہ (ن) لیگ کے اراکین اسمبلی میں تقسیم کر دیا گیا اور اقلیتی اراکین کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ یہ فنڈ پنجاب حکومت کا تھا اور اتحادی ہونے کے ناتے یہ ضروری تھا کہ باقی اقلیتی ممبران کو بھی اس میں حصہ دیا جاتا۔ میں یہاں پر وزیراعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گی کہ آئندہ بجٹ میں اگر اقلیتوں کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں تو اس کو ایسا mechanism کیا جائے جس میں تمام اقلیتی اراکین کو مساوی فنڈز مل سکے۔ میں فیڈرل گورنمنٹ کی بھی مشکور ہوں کہ ان کی جانب سے 5 فیصد کوٹا اقلیتی وفاقی ملازمتوں کے لئے منظور کیا گیا۔ میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی، صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری اور جناب شہباز بھٹی اقلیتی امور کے وفاقی وزیر کی انتہائی مشکور ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ صوبائی سطح پر بھی ضروری ہے کہ اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹا ملازمتوں کے لئے منظور کیا جائے بلکہ تمام کالجوں، vocational institutions اور تمام یونیورسٹیوں میں اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹا منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! ہمارے بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں پر اقلیتوں کے لئے قبرستان موجود نہیں ہے میں چاہوں گی کہ اس پر بھی خاص طور پر توجہ فرمائی جائے اور اقلیتوں کے قبرستان کے لئے علیٰحدہ جگہ allot کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وسیم افضل گوندل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی ذوالفقار علی!۔۔۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری پوری کوشش یہ رہی ہے کہ تمام ممبران کو پورا ٹائم ملے لیکن چونکہ اب live پروگرام شروع ہونا ہے اس لئے حاجی صاحب! I am really very sorry ہم آپ کو کٹ موشن میں ٹائم دے دیں گے کیونکہ اب live پروگرام شروع ہے اور جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کرنی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ہم کتنی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوں اور میں نے maximum کوشش کی ہے لیکن اب مجبوری ہے۔ میری آپ سے request ہے۔ اب live کارروائی شروع ہونے والی ہے آپ کی بہت مہربانی۔ تمام دوست لکھ کر دے دیں اس کو پھر ہم دیکھ لیں گے۔ کرنل صاحب! please جو باقی دوست رہ گئے ہیں ان سے ہماری personal request ہے، حاجی صاحب! sorry

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری صرف ایک منٹ کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ہمارے فاضل ممبر نے ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب پر شاہی خرچے کا جو الزام لگایا تھا میں صرف اس کی تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔ باقی میں نے بجٹ کے حوالے سے مبارکباد پیش کرنی تھی اور بہاولپور کے حوالے سے تجویز پیش کرنا تھی۔ یہ وہ تجویز تھی جو موثر ہے۔ میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب اور اپنے وزیر خزانہ کو اتنا ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی صاحب! ابھی میری وزیر خزانہ صاحب سے بات ہوئی ہے کہ جو ساتھی رہ گئے ہیں انہیں وزیر خزانہ کی تقریر کے بعد ٹائم دیں گے۔ ہمارا ٹائم 9 بجے تک کا ہے اور وزیر خزانہ صاحب 8 بجے تک تقریر مکمل کر لیں گے ہم ان کے بعد آپ سب کو ٹائم دیں گے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! پہلے وزیر اعلیٰ ہاؤس کا خرچہ ایک سال میں 40 کروڑ روپے تھا اور ہمارے محترم وزیر اعلیٰ نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے صرف 27 کروڑ روپے کا خرچہ رکھا ہے۔ اس 27 کروڑ روپے میں بھی انہوں نے ہمارے ہونہار طالب علم، اساتذہ کے وظائف اور اس کے علاوہ تقریری مقابلوں کے لئے بھی اسی فنڈز سے حصہ دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ کی سالانہ بجٹ 10-2009 پر اختتامیہ تقریر

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی speech wind up کروں۔ 21۔ جون کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ تھی وہ عظیم ورلڈ لیڈر ہیں، وہ نہایت ہی بہادر، نڈر اور ایک visionary leader تھیں وہ اپنی جان کی پروا کئے بغیر جمہوریت کی خاطر پاکستان میں تشریف لائیں اور جب کراچی میں بم دھماکہ ہوا تو وہ بھی انہیں ڈرا نہ سکا اور انہوں نے اپنی جان بھی جمہوریت کی خاطر، جمہوریت کے تسلسل کی خاطر اور غریبوں کے حقوق کی خاطر دے دی۔ اس موقع پر میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں ہمارے ان بھائی بہنوں کو اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں کو جنھوں نے اپنا خون دیا۔ انہوں نے اس چراغ کو خون دیا جو شہید محترمہ نے اپنے خون سے جلایا تھا اور ہم انشاء اللہ ہر سالگرہ پر ان کے چراغ کو خون دیتے رہیں گے اور انشاء اللہ وہ جلتا رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! شہید محترمہ کی سالگرہ کے موقع پر میں یہ بھی ذکر کروں گا کہ جناب آصف علی زرداری صدر پاکستان اور شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی انہوں نے اس مشن کو آگے بڑھایا اور آج پوری قوم کو جس وقت قوم خوفزدہ تھی انہوں نے پوری قوم کو اکٹھا کیا۔ آج پوری قوم ایک point پر اکٹھی ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے خوف سے باہر نکل آئی ہے اور آج پوری قوم سمجھتی ہے کہ ہمیں

دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنی ہے۔ آج عوام ، تمام سیاسی قوتیں اور پاکستان کے تمام institutions آج سب ایک ہیں اور متحد ہیں اور اپنی طاقت کے ساتھ ہم انشاء اللہ اس جنگ میں کامیاب ہوں گے۔

جناب سپیکر !اب میں wind up speech کی طرف آتا ہوں ۔آج میں اپوزیشن کا بے حد مشکور ہوں اور بالخصوص لیڈر آف اپوزیشن چودھری ظہیر الدین صاحب کا کہ پچھلے سال جب بجٹ کی تقریر ہوئی اس وقت انہوں نے بائیکاٹ کیا لیکن اس دفعہ انہوں نے بھرپور حصہ لیا اور بہت ہی احسن طریقے سے بجٹ کا حصہ بنے۔اپوزیشن جمہوریت کی خوبصورتی ہے اور یہ خوبصورتی ہم نے اس سال ہاؤس میں دیکھی جس طرح اپوزیشن نے actively participate کیا، کہیں پر تو تعمیری تنقید تھی اور کہیں پر تنقید برائے تنقید تھی۔اس کے ساتھ ہی میں آج جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پنجاب کی کیبنٹ کی طرف سے تمام ممبران اپوزیشن اور تمام پارٹیز کے جنہوں نے اتنی محنت اور کوشش سے بجٹ کو دو تین دن کے اندر study کیا اور اپنی بہت جامع آراء دیں اور میں ان کو پورے وثوق اور یقین سے کہتا ہوں، مجھ سے کئی ممبران نے پوچھا کہ یہ جو ہم تقریریں کر رہے ہیں ، جو ہم تجویزیں دے رہے ہیں اس کا کوئی فائدہ بھی ہوگا یا نہیں؟ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دفعہ میں نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو ابھی سے تاکید کر دی ہے کہ جتنی بھی speeches ہوں گی وہ ہر ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائیں گے ،ہر ڈیپارٹمنٹ اس کو study کرے گا، چاہے وہ آپ کی تجاویز شامل کریں یا نہ کریں لیکن وہ آپ کو جواب دیں گے کہ آپ کی تجویز کا کیا بنا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!بجٹ کے تجزیہ کے لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ کا جائزہ مجموعی طور پر لیا جائے تاکہ صحیح صورتحال سامنے آئے۔اگلے مالی سال کے بجٹ کا مجموعی جائزہ حکومت کی سمجھ کے مطابق ترجیحات کو بالکل واضح طور پر پیش کر رہا ہے۔میں آج وہ باتیں نہیں دُہراؤں گا جو میری بجٹ کی speech میں تھیں میں پوری کوشش کروں گا کہ ایک overview دوں اور بالخصوص جو سوالات کئے گئے تھے خاص طور پر اپوزیشن کی طرف سے ان کے جو خدشات تھے ،ان کا میں جواب ضرور دوں گا۔ صحت اور تعلیم کے شعبہ میں مختص کردہ ترقیاتی فنڈ کے ساتھ اگر یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ان شعبہ جات میں improvement on delivery system پر کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے،ان

شعبہ جات کے بارے میں حکومت کی ترجیحات پر کسی منفی تبصرہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ علاج وادویات کی مفت فراہمی کے لئے 6۔ارب اور زچہ بچہ کی نگہداشت کی سکیموں کے لئے 3۔ارب روپے کا مختص کئے جانا شعبہ کی ترقی کے لئے احسن اقدام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اسی طرح تعلیم کے شعبے میں دانش سسٹم کا قیام، طلباء اور اساتذہ کے لئے performance based incentive، مفت کتابوں کی فراہمی کے مختص کردہ۔اربوں روپے وزیراعلیٰ کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ موجودہ حکومت نے غریب طبقہ کے معاشی حقوق کا تحفظ فراہم کرکے جو روایات قائم کی ہیں مجھے یقین ہے کہ آئندہ آنے والی کوئی بھی حکومت ان سے پہلو تہی نہیں کر سکے گی۔ معاشرے میں ایک مثبت معاشی انقلاب برپا ہوگا جس سے "have or have not" کے درمیان فرق روز بروز ختم ہوتا جائے گا۔ اپوزیشن ممبران نے پچھلے سال کے بجٹ میں تقریر کے حوالے سے چند نکات اُٹھائے، جن کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ پچھلے بجٹ کی تقریر میں پرائس کنٹرول بورڈ کے قائم کرنے کا اہم وعدہ کیا تھا میں اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ایک Punjab Prices and Supplies Board تشکیل دیا گیا ہے جس کے چیئرمین وزیراعلیٰ پنجاب اور نائب چیئرمین سید ناظم حسین شاہ ہیں۔ قیمتوں کو متوازن رکھنے اور بڑھتی ہوئی مہنگائی پر قابو پانے اور شمالی اور جنوبی پنجاب کے لئے دو علیحدہ ٹاسک فورسز قائم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پنجاب پرائس کنٹرول کمیٹی اور Punjab Prices and Supplies Monitoring Committee تشکیل دی گئی ہے۔ صوبائی سطح کے علاوہ، ضلعی سطح تک ڈی سی اوز کی سربراہی میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں کام کر رہی ہیں۔ صوبائی اور ضلعی سطح پر ان کمیٹیوں کی مدد سے اشیائے خورد ونوش کی قیمتوں میں ہونے والے رجحانات کو مانیٹر کرنے اور ان کو متوازن رکھنے میں ہمیں بڑی مدد ملی ہے۔ حکومت پنجاب نے تین سو پچاس میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا وعدہ کیا تھا تو اس سلسلے میں نو پرائیویٹ کمپنیوں نے بجلی پیدا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ان کمپنیوں نے نہروں پر ہائیڈرل پاور سٹیشن کی feasibility reports مکمل کر لی ہیں اور یہ ہم نے چند مہینے پہلے ٹینڈرز issue کئے تھے اور یہ ٹینڈرز letter of interest, letter of intent ان کمپنیوں کو دیئے جا چکے ہیں اور یہ پرائیویٹ کمپنیاں اس میں پیشرفت کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ Asian Development Bank کی مدد سے پانچ ایسے پراجیکٹس ہیں جن پر حکومت پنجاب خود کام کر رہی ہے، ہائیڈرل پاور سٹیشن

لگانا کوئی ایک سال کا کام نہیں ہے یہ تمام Hon'able Members سمجھتے ہیں کہ کم از کم یہ پانچ، چھ سال کا منصوبہ ہوتا ہے اور پہلے ایک سے دو سال واپڈا اور نیپرا کے ساتھ negotiation اور باقی ٹائم financial close کرنے کے لئے لگتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب کا تین سو میگا واٹ coal based Thermal Power Plant لگانے کا منصوبہ ہے جس پر یہ private investors کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔

حکومت پنجاب نے جو widows کی ایک announcement کی تھی لیڈر آف اپوزیشن نے بھی ذکر کیا اور بھی فاضل ممبرز نے ذکر کیا کہ بیواؤں کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کہ ہم ان کے قرضے معاف کر دیں گے اس کا کیا بنا؟ حکومت نے اس قرضے کا جو وعدہ کیا تھا اس سلسلے میں دو لاکھ روپے تک کے قرضہ جات کی تفصیلات پبلک سیکٹر کے financial institution سے حاصل کر لی گئی ہیں۔ چھ ہزار ایک سو اکتیس خواتین کی نشاندہی مکمل کر لی گئی ہیں اور ان کی verification کا عمل جاری ہے۔ پنجاب بنک کے جتنے بھی قرضہ جات ہیں وہ 30۔ جون سے پہلے دے دیئے جائیں گے اور اس کے دو مہینے کے اندر اندر جتنے بھی بنکوں کے قرضہ جات، جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا وہ سارے کے سارے قرضہ جات انشاء اللہ دے دیئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم جس کی بہت سے ممبران نے تعریف کی، بعض بھائیوں اور بہنوں نے اس پر تنقید بھی کی۔ اس کا status یہ ہے کہ اس وقت تک 10 ہزار ٹریکٹر میں 9997 کی ڈلیوری ہو چکی ہے اور یہ کسانوں کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ صرف جو تین ٹریکٹر ہیں وہ litigations میں ہیں اس میں بھی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ ہماری طرف سے وہ بالکل سکیم مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بسوں کے حوالے سے تشویش تھی جو سکولوں کے لئے بسوں کا پروگرام شروع کیا گیا تھا اس کا کیا بنا؟ سکول بسوں کے ہم نے پائلٹ پروگرام شروع کئے اور یہ صوبے میں ایک ساتھ شروع کرنا شاید ممکن نہیں ہے۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ بجائے اس کے کہ ہم ساری بسیں لائیں اور دو، تین سال کے بعد یہ سکیم ناکام ہو جائے اس کے بجائے ہم نے پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر دو بسیں ضلع سیالکوٹ میں مہیا کیں، چھ مزید بسیں ہم نے مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں مہیا کیں اور ڈیرہ غازی خان میں یہ پائلٹ پراجیکٹ چل رہا ہے اور اس منصوبے میں جیسے ہم نے ذکر کیا کہ اس میں رقم رکھی ہوئی ہے لیکن مقصد

یہ ہے کہ جلد بازی نہ کریں اور جو بھی سکیم شروع کریں وہ جامع سکیم ہو۔اپوزیشن نے کولڈ سٹوریج کے پروگرام پر تنقید کی کہ کولڈ سٹوریج کا کیا بنااور اپنے خدشات کا اظہار کیا؟لاہور ائیرپورٹ کے نزدیک کولڈ سٹوریج کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جو کہ لاہور ائیرپورٹ کے پاس ہے وہfacilitateکرنے کے لئے ان فارمرز کو جو ایکسپورٹ کرنا چاہ رہے ہیں مہیا کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ چار ایسے منصوبے ہیں جن کیfeasibilityتقریباً مکمل ہو چکی ہے اور20کروڑ کے منصوبے اس کے لئے ہم مختص کر چکے ہیں اور کولڈ سٹوریج کے کام کیprogressجاری ہے۔

جناب سپیکر!مجھے4575سکولوں کے کمپیوٹر لیب کو آراستہ کرنے کے وعدے کی یاد دہانی بھی کرائی گئی۔اس سلسلے میں معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس سکیم پر کام موجودہ مالی سال میں انتہائی شفاف عمل سے جاری ہے اور ٹینڈر ہو چکے ہیں اس مالی سال میں اس سکیم پر تقریباً 2.1۔ارب روپے خرچ ہوں گے۔اگلے مالی سال کے لئے2.9۔ارب روپے مختص کئے گئے انشاء اللہ یہ منصوبہ30۔ستمبر2009تک5۔ارب کی لاگت سے مکمل ہو جائے گا اور تمام سکولوں میں کمپیوٹر لیب چل جائیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!وسائل میں اضافہ کا ذکر کرتے ہوئے اپوزیشن کے ایک معزز ممبر نے حکومت کے اگلے مالی سال کے بجٹ میں ٹیکس فری ہونے کی تنقید کی کہ ٹیکس تو نہیں لگایا لیکن جو ٹیکس کی مد میں ٹارگٹ دیئے گئے ہیں وہ بڑےhighہیں۔یہ دراصل ہم نےbroadening of tax baseاور اس میں جو ہمreformersلانا چاہ رہے ہیں۔اس وجہ سے ہمیں توقع ہے کہ پیسا ملے۔اس کے علاوہ ٹاسک فورسز کا بار بار ذکر کیا گیااور ان کی کارکردگی کے بارے میں وضاحت طلب کی گئی۔ٹاسک فورسز کے ذریعے اہم مسائل پر توجہ مرکوز کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ماڈل مینجمنٹ کا حصہ ہیں اور ان ٹاسک فورسز کی تشکیل میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد،سول سوسائٹی،عوامی نمائندگان اور پروفیشنل کو نمائندگی دی جاتی ہے تاکہ افسر شاہی اور سرخ فیتہ سے ہم باہر نکل کر عوامی مفاد کے فیصلے جلد کر سکیں۔Education Endowment Fundکا قیام ٹاسک فورس کی کارکردگی کی ایک بہترین مثال ہے۔

جناب سپیکر!اپوزیشن کا حکومت پر یہ الزام کہ موجودہ مالی سال کے زکوٰۃ کے پیسوں کو سستی روٹی پر خرچ کر دیا گیا۔یہ صریحاً غلط اور بے بنیاد ہے۔یہ سکیم غیر ترقیاتی بجٹ کے فنڈ سے کی گئی۔میں نے

اپنے حالیہ دورے کے دوران ایران میں بھی روٹی کی سکیم دیکھی ہے جس کو ہم نے یہاں پر رائج کیا ہے۔ میں جب وزیراعلیٰ کے ساتھ ایران کے دورے پر گیا تو وہاں پر دیکھا کہ تمام تندوروں پر روٹی ہی ملتی ہے اور پوری مارکیٹ میں کسی کو آٹا نہیں ملتا اور ہر شخص کو روٹی ملتی ہے اور پکی پکائی تازہ روٹی ملتی ہے اور یہ وہی concept ہے جس کو پنجاب میں مخصوص جگہوں پر رائج کیا جا رہا ہے اس لئے اگر ہم یہ سوچیں کہ ہم نے یہ خود conceive کیا ہے اور ایک دم سے ہم نے implement کر دیا ہے ایسی بات نہیں۔ کافی ملکوں میں یہ سکیم چل رہی ہے اور کامیاب ہے جو اس میں مسائل آ رہے ہیں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ حل کر لیں گے، جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ ہم اسے ایک اتھارٹی کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ وہ problems کو remove کرے گی اور اس سستی روٹی سکیم کو ہم انشاء اللہ کامیاب کریں گے۔

جناب والا! معزز ممبران کی طرف سے جو آوازیں اور تجاویز سامنے آئی ہیں ان میں سے میں ایک ایک کا ذکر کروں گا کہ ہمارے فاضل ممبر نے بیوٹی پارلر کا ذکر کیا، پروفیشنل ٹیکسز کا ذکر کیا کہ وکیلوں پر ٹیکس ہونا چاہئے، ڈاکٹر پر ہونا چاہئے اور سکولوں پر ہونا چاہئے۔ ان تمام تجاویز پر ہم اگلے مالی سال میں غور کریں گے کہ ان پر ٹیکس لگانا چاہئے اور کہاں پر وہ ٹیکس برداشت کر سکتے ہیں تاکہ اس کا اثر عام آدمی اور غریب آدمی پر نہ آئے، وہاں پر ٹیکس لگایا جائے گا لیکن اس سال جیسا کہ ہم اعلان کر چکے ہیں یہ ٹیکس فری بجٹ ہے، کوئی نیا ٹیکس اس میں نہیں لگایا گیا۔

جناب سپیکر! اقلیتوں کے لئے مالی سال 09-2008 میں دس کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ اگلے مالی سال میں اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے تیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جو کہ تقریباً پچھلے مالی سال کے مقابلے میں دو سو فیصد زیادہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

گندم کی امدادی قیمت کا ذکر آیا کہ یہ بین الاقوامی ریٹ کے مطابق ہونی چاہئے۔ میں اس کا ذکر کرتا چلوں کہ بین الاقوامی قیمت ہماری ملکی قیمت سے کافی کم ہے۔ ہم 950 روپے میں لے رہے ہیں۔ اگر ہم گندم آج import کریں گے تو وہ ہمیں تقریباً 750 یا 775 میں ملے گی اس لئے وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیراعظم نے جو اعلان کیا تھا اس کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی جیت ہے اور اس سے ہمارا کسان خوشحال ہوگا۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ گندم کا ایک ایک دانہ خریدیں گے اگر آج ہم نے 60 لاکھ ٹن گندم خریدی ہے اور ہمارے جتنے بھی کسان ہیں ان سے یہ گندم خریدی گئی

ہے، آج اگر کسی کے پاس گندم ہے تو وہ ٹریڈر کے پاس ہے، وہ ٹریڈر نے اس نیت سے لی تھی کہ وہ گورنمنٹ کو دے گا۔ اس کو ہم نے روکا لیکن کسان سے ہم نے دانہ دانہ خریدا۔

جناب سپیکر! ٹریفک وارڈن کو مسلح کرنے کے لئے تجاویز آئیں اور وہ تجاویز ہم نے پولیس کو بھجوائی ہیں۔ جیل ملازمین کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اگلے مالی سال کے بجٹ میں جیل ملازمین کے service structure کو بہتر بنانے کے لئے اور قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے 30 کروڑ روپے سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس اقدام سے جیل ملازمین اور قیدیوں کی زندگی میں بہتری آئے گی۔ میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ صوبہ بلوچستان میں جس ایک ارب روپے کی امدادی رقم کا اعلان کیا گیا تھا جو Cardiology Institute کو ہم نے دینا ہے وہ ہم نے غیر ترقیاتی بجٹ سے دیا ہے۔ ہمارے فاضل ممبر نے ذکر کیا کہ اس میں ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اعلان جو کیا گیا اور فاضل ممبر نے یہ بھی کہا کہ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو آج ہم اپنے بلوچستان کے بھائیوں کی امداد کر رہے ہیں اس پر آج کسی کو بھی یہاں اعتراض نہیں ہے۔

جناب والا! دانش سکول کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ صرف طلبا یا طالبات کے لئے ہے ؟ ہم جو یہ سکول قائم کر رہے ہیں یہ دونوں علیٰحدہ علیٰحدہ اور ساتھ ساتھ ہوں گے لیکن co-education اس میں نہیں ہو گی اور اس میں تعلیم رہائش، خوراک اور کتابیں یہ سبھی کچھ مفت مہیا کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! agriculture کے حوالے سے mechanization for food security پر 50 فیصد سبسڈی ہم دس قسم کی implementations کے اوپر دیتے ہیں۔ agriculture implement کے لئے 22 کروڑ روپیہ مختص کیا ہوا ہے تاکہ آدھی قیمت گورنمنٹ دے اور آدھی قیمت کسان دے گا ان میں جتنی بھی agriculture implements ہیں وہ پوری کی جائیں۔ اس کے علاوہ ہم نے بائیو گیس ٹیکنالوجی کا پائلٹ پراجیکٹ adopt کیا ہے تاکہ اس energy crisis کو meet کر سکیں۔ میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کی کارکردگی کے بارے میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ اس ادارے نے زرعی تحقیقات کو تیز کرنے اور زرعی مسائل حل کرنے کے لئے اس سال

زرعی تحقیقات کے 18 نئے منصوبے شروع کئے ہیں جن کی کل لاگت تقریباً40 کروڑ روپے ہے۔یہ منصوبے بڑے بڑے زرعی مسائل مثلاً کپاس، چاول اور گندم کی بیماریوں، پانی کے بہتر استعمال، پھلوں اور سبزیوں کو زیادہ دیر تک تازہ رکھنے کی ٹیکنالوجی شامل ہیں۔ان منصوبہ جات کے علاوہ تقریباً40 نئے منصوبے شروع کئے جائیں گے جن کی کل لاگت ایک ارب روپے سے زیادہ ہو گی۔یہ منصوبے بین الاقوامی اور نجی ترقیاتی اداروں کے اشتراک سے شروع کئے جائیں گے تاکہ جدید ترین ٹیکنالوجی کو درآمد کیا جاسکے۔

جناب سپیکر!پولیس کے فنڈ پر بہت تنقید ہوئی۔ پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے کیا گیا۔پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور تھانہ کلچر میں تبدیلی کے لئے محلہ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں،ان کمیٹیوں میں منتخب نمائندے بھی شامل کئے گئے۔مصالحتی کمیٹیاں گوجرانوالہ ریجن میں شروع کی گئی ہیں ان کی کارکردگی جانچنے کے بعد ان میں توسیع کی جائے گی۔پولیس کو vehicle surveillance, mobile phone tracking system, tracking system equipment اور بلٹ پروف جیکٹس سے لیس کیا جارہا ہے۔مجھے یقین ہے کہ ان اقدامات سے پولیس کی کارکردگی میں مزید نمایاں بہتری آئے گی اور عوام کے جان ومال کو محفوظ بنایا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!میں تعلیم کی بات کرتا ہوں کہ آئندہ سال کے ترقیاتی بجٹ میں تعلیم کے لئے 23۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے۔دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپے،اس کے علاوہ DFID کی امداد سے 37۔ارب روپے کی لاگت سے تعلیم کے شعبے کے لئے تین سالہ پروگرام شروع کیا۔اس کے علاوہ میں 4237 سکولوں کے لئے کمپیوٹر لیبز کا پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ایک خاص بات جو ایک فاضل ممبر نے کہی کہ سپورٹس کے لئے زیادہ فنڈز ہونے چاہئیں۔میں یہ ذکر کرتا چلوں کہ اس سال ایک ارب60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی جو کہ پچھلے مالی سال کی نسبت 47 فیصد زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اسی طرح شعبہ صحت کے لئے اگلے مالی سال میں12۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی جارہی ہے جو کہ موجودہ مالی سال سے 29 فیصد زائد ہے۔حکومت اگلے مالی سال سے پنجاب

کے مختلف اضلاع میں چار نئے میڈیکل کالج قائم کر رہی ہے۔اسی طرح دس ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں جدید طرز کے ایمرجنسی وارڈ بھی تعمیر کئے جا رہے ہیں۔آئندہ مالی سال میں نئے میڈیکل کالجوں کے قیام کے علاوہ موجودہ ضلعی اور تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں بہتر سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان، سرگودھا، فیصل آباد، منڈی بہاؤالدین وغیرہ کے موجودہ ہسپتالوں کے مختلف شعبوں میں توسیع کی جا رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

حکومت نے اگلے مالی سال میں پرائمری ہیلتھ کے لئے 2۔ارب 38 کروڑ 90 لاکھ روپے سے زائد رقم مختص کی ہے۔اس کے علاوہ رورل ہیلتھ سنٹروں کو بہتر بنانے کے لئے 80 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔یہ پنجاب کے ترقیاتی بجٹ کا تقریباً 27 فیصد ہیں۔ علاوہ ازیں وفاقی حکومت کے ترقیاتی بجٹ میں primary health care کے لئے 9۔ارب 70 کروڑ روپے پاکستان کی بنیاد پر مختص کئے گئے ہیں جس کا تقریباً پچاس فیصد سے زیادہ حصہ پنجاب میں primary health care کی سہولتوں پر خرچ کیا جائے گا۔لہٰذا ان اعداد و شمار کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ مالی سال میں بیماریوں سے بچاؤ کے لئے پہلے سے زیادہ رقوم مہیا کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم بجلی کی بات کریں تو سابقہ آٹھ سالوں میں بجلی کے ایک میگاواٹ کے لئے بھی initiate نہیں ہوا اور نہ ہی وہ add ہوا۔اگر ہم بجلی کا کوئی منصوبہ آج شروع کریں تو وہ چار سال سے پہلے مکمل ہونا ممکن نہیں ہوتا اسی لئے وفاقی حکومت نے rental power and IPPs introduce کئے جو ایک سے دو سال کے اندر اندر بجلی پیدا کرنے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ اس سال کے آخر تک لوڈ شیڈنگ سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔ جیسے میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اس میں پنجاب گورنمنٹ نے خاصا کام کیا ہے۔ پنجاب حکومت نے نہروں اور دریاؤں کے اٹھائیس مقامات پر اظہار دلچسپی کی درخواستیں مورخہ 21۔ جون 2009 سے طلب کی ہیں۔حکومت پنجاب نے power کے لئے اٹھائیس ایسے نئے مقامات identify کئے ہیں اور LOIs پرائیویٹ کمپنی سے بھی ملے ہیں، یہ power میں خود کفیل ہونے کے لئے اور ایک step forward ہے۔حکومت پنجاب نے کوئلہ سے بجلی پیدا کرنے والے پلانٹس لگانے کے لئے پرائیویٹ انویسٹرز سے اظہار دلچسپی لی ہے اور مندرجہ ذیل جگہوں پر منصوبہ جات لگانے کی تجویز ہے۔ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں 50 میگاواٹ،

کڑیاں والا انڈسٹریل اسٹیٹ میں 50 میگا واٹ اور تین مزید 50/50 میگا واٹ کے پلانٹس دوسری انڈسٹریل اسٹیٹس کے قریب لگائے جارہے ہیں۔ضلع خوشاب اور چکوال میں مائنز کے قریب 100 سے 300 میگاواٹ کے پلانٹس لگائے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر! خواتین کی بہبود اور مساوی ترقی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔اس سلسلے میں سماجی اور معاشی ترقی کی تمام سکیموں میں خواتین کے مفاد کو مدنظر رکھا گیا ہے۔صحت تعلیم اور دیگر ترقیاتی سکیموں میں خواتین کے لئے برابری کی سطح پر وسائل رکھے گئے ہیں۔اس کے علاوہ چیدہ چیدہ خصوصی پروگرام اس طرح ہیں۔خواتین کی بہبود کے لئے آئندہ مالی سال میں 41 کروڑ روپے سے زائد کی رقم مختص کی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Gender Reforms Action Plan کے منصوبہ کے تحت صوبائی حکومت کے تمام محکموں میں ایسی تبدیلی لانا ہے جس سے خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع میسر ہوں اور ان کے ساتھ برابری کی سطح پر سلوک ہو۔لاہور میں خواتین کی ترقی کے موجودہ ادارے کی توسیع کے زمرے میں درج ذیل شعبوں میں اضافہ کیا جارہا ہے۔ڈے کیئر سنٹر، display centre for DIH, nursery classes for gym, library etc. ان منصوبوں کی کل لاگت 13 کروڑ روپے ہے جبکہ اگلے مالی سال میں 6 کروڑ 70 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے علاوہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے درج ذیل نئے منصوبہ جات شروع کئے جارہے ہیں۔لاہور راولپنڈی میں خاندانی مشاورتی مراکز کا قیام، گھریلو تشدد کا شکار خواتین کے علاج معالجے کی سہولت، ساہیوال میں ملازم پیشہ خواتین کے لئے ہوسٹل کا قیام، اٹک میں پریشان حال خواتین کے لئے سنٹر کا قیام جس کے تحت ان کو میڈیکل اور قانونی امداد فراہم کی جائے گی۔تقریباً 12 ہزار تشدد کا شکار خواتین کے لئے لاہور راولپنڈی، ملتان میں سنٹر قائم کئے جارہے ہیں جن کے تحت ان خواتین کی بحالی، علاج معالجہ اور فنی تربیت وغیرہ کے پروگرام تشکیل دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! بارانی علاقوں کی ترقی ادارہ ABAD کے لئے اگلے مالی سال میں 59 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس میں 54 کروڑ روپے جاری کر چکے ہیں اور 15 کروڑ روپے نئے منصوبوں پر خرچ کئے جائیں گے۔آئندہ مالی سال میں small dams سے command areas کو

مزید ترقی اور دستیابی پانی کے موثر استعمال کے لئے 50 کروڑ روپے کی لاگت سے نئے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں۔زرعی شعبہ میں tunnel technology دو منصوبوں کے تحت مہیا کی جا رہی ہے۔ ایک منصوبے کا نام فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ جبکہ دوسرے منصوبے کا نام promotion of tunnel technology for vegetable production ہے۔ دونوں منصوبوں کے تحت لاگت کا 50 فیصد کسانوں کو بطور سبسڈی مہیا کیا جائے گا تاکہ فروٹ اور ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ کے تحت demonstration کے لئے شروع کئے گئے tunnel کی پوری لاگت سو فیصد حکومت برداشت کرے اور محکمہ زراعت دو سال تک یہ پلانٹ دوسرے کسانوں کی تربیت کے لئے استعمال کر سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں چند اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ایک فاضل ممبر اور اس ضلع کی requirement کے مطابق تحصیل کمپلیکس شرقپور کی تعمیر شروع کی جائے گی۔آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں اس کے لئے فنڈز رکھے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ اس سال اس تحصیل کمپلیکس کو مکمل کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ ضلع ننکانہ کے فاضل ممبران نے تجویز کیا کہ چونکہ یہ ضلع بن چکا ہے اور یہاں پر جیل نہیں ہے۔ جیل کی ہم feasibility بنا رہے ہیں لیکن اس کے علاوہ موڑ کھنڈا میں ڈگری کالج بنانے کا میں اعلان کرتا ہوں۔

جناب والا! جنوبی پنجاب کا ذکر سر فہرست رہا۔ تمام ممبران نے اس پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔اس سے پہلے کہ میں جنوبی پنجاب پر آؤں میں ایک اہم اعلان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 15 فیصد اضافہ کا اعلان کیا تھا۔اب وفاقی حکومت کی طرف سے گریڈ۔1 سے گریڈ۔16 تک کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور دس سال سے زیادہ پنشنرز کی پنشن میں بھی 15 فیصد کی بجائے 20 فیصد اضافے کا اعلان ہوا ہے۔ ہم انشاء اللہ ان ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں وفاقی حکومت کی طرف سے کئے گئے اعلان کے مطابق اضافہ کریں گے،ان کو facilitate کریں گے۔

جناب سپیکر!جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی تھی۔حکومت پنجاب جنوبی پنجاب کے اضلاع میں جاری شدہ سکیموں کو جس طرح priority دے رہی ہے اس کا میں ذکر کرتا چلوں۔ Punjab Education Endowment Fund جو ہے وہ5000طالب علموں کو ملا ہے جن میں سے2400 طالب علموں کا تعلق South Punjab سے ہے۔گرین ٹریکٹر سکیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ 10ہزار ٹریکٹرز میں سے5500ٹریکٹرز South Punjab کے کسانوں کو ملے ہیں۔میڈیکل کالج کے حوالے سے عرض ہے کہ 40 فیصد طالب علم South Punjab سے تعلق رکھتے ہیں تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہمارے South Punjab والے بہنوں اور بھائیوں کو کسی طریقے سے بھی احساس محرومی ہونا چاہئے۔چند سکیمیں ایسی ہی ہیں جو کہ ابھی South Punjab میں چل رہی ہیں میں ان کا ذکر بھی کرتا چلوں۔

چولستان کے ترقیاتی ادارے کے تحت چولستان کے لئے master plan تیار کیا گیا ہے جس میں چولستان کی سڑکوں کی تعمیر اور لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں۔مظفر گڑھ بائی پاس کی تعمیر،ڈیرہ غازی خان،رحیم یار خان،مظفر گڑھ اور چشتیاں کے لئے پانی کی فراہمی اور نکاسی آب کے بڑے بڑے منصوبے شروع کئے گئے ہیں۔ڈیرہ غازی خان کے پچاس دیہاتوں کے لئے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا منصوبہ،تونسہ بیراج کی تعمیر کا مکمل کیا جانا،ملتان،بہاولپور، بہاولنگر،ڈیرہ غازی خان،جلال پور پیر والا،شجاع آباد میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے کروڑوں روپے کے جاری شدہ فنڈز،بہاولنگر ضلع کے لئے سابق دور حکومت میں ناقص منصوبہ بندی کے تحت جو سڑکیں نامکمل چھوڑی گئی تھیں ہم نے ان کے لئے اضافی فنڈز جاری کئے اور اب انہیں مکمل کر رہے ہیں۔بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں kidney transplant کا یونٹ اور Cardiology Unit تعمیر کیا جا رہا ہے۔رحیم یار خان میں شیخ میڈیکل کمپلیکس کی تعمیر کا اجراء،ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں بہترین سہولیات فراہم کرنے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر!آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی کے لئے خصوصی توجہ دی گئی ہے۔اس ضمن میں5۔ارب روپے کی لاگت سے جنوبی پنجاب کے لئے ایک ترقیاتی پروگرام

شروع کیا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں برطانوی ترقیاتی ادارے DFID کے تعاون سے 6-ارب 90 کروڑ روپے کی لاگت سے جنوبی پنجاب میں معاشی ترقی کے لئے منصوبہ شروع کیا جارہا ہے۔

جناب والا! میں ایک مرتبہ پھر یہ کہنا چاہوں گا کہ بین الاقوامی معاشی بحران اور موجودہ ملکی صورتحال کے تناظر میں حکومت پنجاب نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اپنے کئے ہوئے وعدوں پر عمل درآمد کرے گی۔ میں ایک مرتبہ پھر تمام معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے بجٹ پر بحث کی اور پورے جوش و جذبے سے حصہ لیا۔ میں اس موقعے پر محکمہ خزانہ اور محکمہ P&D کے افسران اور عملے کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے پوری دلجمی سے کام کیا۔ پاکستان زندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں پچھلے سال اور اس سال بھی پھر حکومت پنجاب، قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے گزارش کی تھی کہ شرقپور شریف میں تحصیل کمپلیکس تعمیر کیا جائے۔ یہ ایک نئی تحصیل بنی ہے اور چار پانچ سالوں سے اپنا کام کر رہی ہے۔ وہاں پر تحصیل کمپلیکس نہیں ہے جس سے حکومت پنجاب کو مالی نقصان بھی ہو رہا تھا اور عوام کو بھی مشکلات کا سامنا تھا۔ میری identification پر اور میری گزارش پر وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کے حکم پر حکومت پنجاب نے یہ تحصیل کمپلیکس بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور آج وزیر خزانہ صاحب نے اس تحصیل کمپلیکس کو بنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اپنے حلقے کی طرف سے، شرقپور شریف کی غیور عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حکومت نے تحصیل کمپلیکس کی تعمیر کا اعلان کر کے شرقپور شریف کے مکینوں کے دل جیت لئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آج general discussion conclude ہوئی ہے اس پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے passions کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے چاروں دن بڑی توجہ اور محنت سے سارا وقت بیٹھ کر notes لئے، یہاں پر معزز ممبران کی طرف سے اٹھائے گئے تمام points کا انہوں نے ایک ایک کر کے جواب دیا اور کوشش کی کہ اس معزز ایوان کو وہ مطمئن کریں۔

جناب والا! یہاں پر اگر میں آپ کی efficiency کی تعریف نہیں کروں گا تو میرا خیال ہے کہ کام ادھورا رہ جائے گا کیونکہ آپ نے بھی چاروں دن ہاؤس میں بیٹھنے کا ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ media نے اس کو پوری طرح سے highlight نہیں کیا کہ آپ نے وقت پر چاروں دن اجلاس کو شروع کیا۔ پہلے دن تو آپ نے بالکل کمال ہی کر دیا۔ اس دن قائد حزب اختلاف نے بحث کا آغاز کرنا تھا۔ ویسے روایات بھی یہ ہیں کہ جس دن بجٹ پر بحث کا آغاز ہو تو سپیکر صاحب اس محبت کا اظہار کیا کرتے ہیں کہ وہ قائد حزب اختلاف، وزیر قانون اور وزیر خزانہ کو پہلے دن بحث کا آغاز کرنے سے پہلے on a cup of tea بلاتے ہیں اور پھر تقریباً اکٹھے اجلاس میں تشریف لاتے ہیں۔ مجھے اس لئے علم ہے کہ میں بطور قائد حزب اختلاف بحث کا آغاز کرتا رہا ہوں۔ آپ نے اس دن کمال کیا، آپ نے یہاں پر آ کر اجلاس شروع کر دیا اور اس وقت میرا خیال ہے کہ قائد حزب اختلاف بھی نہیں آئے تھے تو اس دن بعد میں پھر پونے دو گھنٹے تک گھنٹیاں بجانی پڑیں لیکن بہرحال آپ نے بڑے passions، دلچسپی اور بڑی commitment کے ساتھ اس ہاؤس کو چلایا۔ میرا خیال ہے کہ اس مرتبہ تقریباً 100 کے قریب معزز ممبران نے بحث میں حصہ لیا۔ تقریباً 40 کے قریب ممبران کے نام پکارے گئے لیکن وہ بحث کے لئے موجود نہیں تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سال discussion کا دورانیہ بڑا اچھا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ ہم نے وہ روایت شروع کی جو اس سے پہلے بالکل نہیں تھی۔ کبھی بھی pre-budget session discussion نہیں ہوئی تھی تو اس مرتبہ یہ بھی ہوا کہ ہم نے ایک اجلاس بلایا اور اس میں ہم نے معزز ممبران کو چار پانچ دن دیئے تھے۔ معزز ممبران نے اس پر بحث کی اور اپنی تمام تجاویز دیں۔ ان تمام تجاویز نے محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی کو بجٹ تیار کرنے میں بہت مدد کی۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ بجٹ کے پاس ہونے کا مرحلہ کل شروع ہو گا اور یہ بجٹ پاس ہونے کے

بعد implement ہوگا۔ اس سے صوبے کے عوام کے دکھوں میں کمی ہوگی اور موجودہ حکومت سرخرو ہوگی۔ بہت مہربانی شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی ذوالفقار صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں بجٹ پر خادم اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد تو دے چکا ہوں۔ تمام شعبوں کے لئے ایک متوازن بجٹ تھا لیکن میری ایک دو تجاویز ہیں ان کو بھی اگر ریکارڈ کر لیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ مثلاً صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ dialysis units کے لئے بہت ساری رقم رکھی گئی ہے اور دوائیاں فری ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک اور موذی مرض تھیلسیمیا ہے۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی میری تجویز ہے کہ اس کو نوٹ کر لیا جائے اور اس پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ یہ بیماری ہمارے بچوں میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ہمارا وکٹوریہ ہسپتال سندھ سے لے کر بہاولنگر اور ملتان تک مریضوں کو cover کرتا ہے لیکن وہاں پر کوئی ڈسٹرکٹ ہسپتال نہیں ہے، میری یہ دو تجاویز ہیں کہ صحت کے حوالے سے ان کو بجٹ میں شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم چیز جس کی طرف توجہ نہیں دی گئی، مثلاً جنگلات ہیں۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں اس ملک کے رقبے کے تناسب سے 33 فیصد پر جنگلات لگائے جاتے ہیں۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ہمارے پاس صرف 3 فیصد رقبے پر جنگلات ہیں اور وہ بھی جنگلات ہیں جس سے ہم فیض یاب نہیں ہو رہے یعنی کہ وہاں پر سفیدے کا درخت لگا دیا جاتا ہے جس سے دمے کی بیماری پیدا ہو رہی ہے اور ہمارا زیر زمین پانی بھی خشک کر رہا ہے۔ اس پر بھی پابندی لگائی جائے۔ اس کے علاوہ وہاں پر موثر قسم کے درخت لگائے جائیں اور انڈسٹریل ایریا بھی بنایا جائے تاکہ خام مال کی کھپت ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ طارق ہوتیانہ صاحب!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب والا! کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ wind up تقریر ہو چکی۔ کل ہم بجٹ کو پاس کرنے جا رہے ہیں اور اس کی تجاویز ہم سے اب مانگی جا رہی ہیں۔ میرا سب سے زیادہ احتجاج اس بات پر ہے کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ بعض اوقات ٹائم نہیں ہوتا کیونکہ ہاؤس میں بولنے والے

لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ کل میں نے خود سیکرٹری صاحب کو اپنا نام نوٹ کروایا تھا لیکن آج مقررین کی فہرست میں میرا نام شامل نہیں تھا۔ اس پر میں اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہتا ہوں۔ کچھ دوست تو ناراض ہو کر چلے گئے ہیں لیکن میں نے یہ بہتر سمجھا ہے کہ یہاں بیٹھ کر آپ کی خدمت میں اپنی گزارش پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو بات کی ہے تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی دو دن مزید discussion ہونی ہے اور cut motion پر specifically discussion ہونی ہے۔ ہیلتھ اور زراعت پر بھی بحث ہونی ہے۔ ہم نے اپوزیشن کے ساتھ مل کر جن cut motions کو priority پر لینا ہے وہ تقریباً دس کے قریب ہیں اور ان دس میں ہر وہ اہم محکمہ موجود ہے جس پر دوستوں نے already بات کی ہے یا کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جن دوستوں کو آج بات کرنے کا موقع نہیں ملا ان کے نام اسی طرح آپ اپنے پاس نوٹ رکھیں اور cut motions پر ان کو پہلے موقع دیں تاکہ وہ بھی اپنی تجاویز پیش کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 24-جون 2009 کو 10 بجے صبح کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔